1

مجالسِ متکلمِ اسلام

مولانا محمد الیاس گھمن متکلمِ اسلام

مکتبۂ اہل السنۃ والجماعۃ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ــــــــ مجالسِ متکلمِ اسلام (جلد اول)
بار اشاعت ــــــــ اول
تاریخ طبع ــــــــ اکتوبر 2012
تعداد ــــــــ 1100
مطبع ــــــــ دار الایمان پرنٹرز
باہتمام ــــــــ احناف میڈیا سروس
ویب سائٹ ــــــــ www.ahnafmedia.com

ملنے کے پتے

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا
0321-6353540
دار الایمان فرسٹ فلور زبیدہ سنٹر 40 اردو بازار لاہور
0321-4602218

فہرست

صراط مستقیم، راہ اعتدال کا نام............................ 14

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید.. 15
صراطِ مستقیم کا معنٰی.. 15
خانقاہ وطریقت.. 16
خانقاہوں کا مقصد.. 16
بانی تبلیغی جماعت کی مثال.. 17
حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی صاحب کی نصیحت.. 18
مشائخ سے تعلق؛ تین واقعات.. 19
واقعہ 1، علامہ علی شیر حیدری.. 19
واقعہ 2 ، سید نفیس شاہ صاحب.. 20
واقعہ 3 ، حضرت حکیم شاہ محمد اختر مد ظلہ.. 20
مشائخ سے قلبی محبت کیوں؟.. 21
نکاح میں بے اعتدالی.. 22
مولانا سعید احمد صاحب کا واقعہ.. 23
ڈاکٹر عبد الحیٔ عارفی کا واقعہ.. 23

دنیا میں آنے کا مقصد 25

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید 26
وقت تھوڑا ہے اور کام زیادہ 27
توفیق ہمت کرنے پر ملتی ہے 28
محنت میں مشکل تو فطری عمل ہے 29
نیک لوگوں پر مشکلات آتی ہیں 30
عرض اعمال پر ایک شبہ کا جواب 31
اصل کمال کیا ہے 32
ایک عہد 33

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت 34

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ 35
عبادت کا معنی 35
نبی علیہ السلام کی امت کے لیے شفقت 35
دعا کا عجیب انداز 36
حضرت تھانوی کے علوم 37
اطاعت خداوندی کیونکر ممکن ہے 38

اللہ کی محبت کیسے حاصل ہو 38

اللہ کی نعمتیں اور ان پر شکر کی اہمیت 41

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ: 42
پہلی نعمت: ایمان 42
حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی توجیہ 44
ایمان کی قیمت 45
”ایمان“ حفاظت و ثابت قدمی کا ذریعہ 46
ایک نکتہ 47
عقیدہ عذابِ قبر 47
ایک سوال کا جواب 48
شیطان کے گمراہ کرنے کے دو طریقے 50
ایمانیات میں شبہات 50
اعمال میں شہوات 50
اہلِ فن سے رابطہ کی نوعیت 51
حضرت امیر شریعت کا ایک واقعہ 52
حضرت جالندھری رحمہ اللہ کا واقعہ 52
دوسری نعمت: علم 54

علم اور نسبت کی لاج رکھیں.......................................54
واقعہ نمبر1:.......................................54
واقعہ نمبر2:.......................................55
واقعہ نمبر3:.......................................55
واقعہ نمبر4:.......................................57
تیسری نعمت: عزت.......................................58
چوتھی نعمت: صحت.......................................58
پانچویں نعمت: دولت.......................................58
چھٹی نعمت: ہدایت.......................................59
مغفرت کی طرف دوڑو.......................................60

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید.......................................61
پہلے مغفرت پھر جنت.......................................61
مومن اور کافر کے عذاب میں فرق.......................................61
عذاب میں فرق کی وجہ.......................................62
زمین و آسمان کا ذکر کرنے کی وجہ.......................................63
گناہ ہو جائے تو کیا کریں.......................................63

نکاح کی ضرورت واہمیت.. 65

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

مسلمانوں اور کافروں میں فرق 66
تعدد نکاح پر تعجب کی وجہ..66
بعض احباب کے گلہ کا جواب 67
رسم کا خاتمہ اپنے عمل سے 68
اسباب کے ساتھ انصاف کرنا بھی ضروری ہے..........................68
حضرت تھانوی کا بے مثل عدل..69
آخری بات...70
اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ اور صراط مستقیم............................ 71

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید 72
کریم کے معنی...72
حق کو ماننا بھی ضروری ہے...73
انعام یافتہ لوگ 74
نبی کون ہے؟...74
صدیق کون ہے؟ 75
شہید کون ہے؟...76

صالحین کون ہیں؟...................................... 76

حدیث جبرائیل کی تشریح................................... 77

جامع مسجد چک نمبر 87 جنوبی، سرگودھا

خطبہ مسنونہ...................................... 78

جامع سورت اور جامع حدیث...................................... 78

شان ورود...................................... 80

پورے دین کا خلاصہ...................................... 81

زم زم کا معجزہ...................................... 81

شق صدر کی حکمت...................................... 82

ہمارے نبی کا مقام...................................... 83

نبی کا استاذ نہ ہونے کی وجہ...................................... 84

لوگ تیرے باپ کے بھروسے پر سوتے ہیں...................................... 85

الیاس ویکھ لے گا!...................................... 86

اسلام آسان دین ہے...................................... 87

نبی علیہ السلام کی حکمت عملی...................................... 88

میں اونچا سنتا ہوں!...................................... 88

اسلام کیا ہے...................................... 89

ایمان کیا ہے...................................... 90

اچھی بری تقدیر کا مطلب 91
مشاہدہ اور مراقبہ 92
قدر پُھلاں دی بلبل جانے! 92
قیامت اور اس کی نشانیاں 94
قدر کردار سے 95
میت کے گھر کا کھانا 96
اللہ کے نام کی محبت 99

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ 100
محبت انسان کی فطرت ہے 100
اللہ کی محبت پر سب محبتیں قربان 102
کھا لیں، ہم نے تو چھینک ہی دینا ہے! 105
محبوب مال خرچ کریں 106
خدمت اور عقیدت سے سب ملتا ہے 109
بس مجھے دیکھتے رہو! 110
اللہ کی محبت کیسے ملے گی 111
اولیا کے وجود کی برکت 113
امت کے لیے مبارک باد 114

اللہ کی محبت پیدا کرنے کا آسان نسخہ............115
بغیر دلیل کے مانتا ہوں............116
عرض اعمال پر ایک شبہ کا جواب............118
معمارِ حرم اور معلم کتاب وحکمت............120

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ............121
تعمیر کعبہ کس نے کی؟............122
معجزہ در معجزہ............123
سفر حج کی داستان............124
بیک ڈیٹ پر ویزا............127
خدمت کے ثمرات............128
گناہ شیخ سے فیض لینے میں رکاوٹ ہیں............130
شیخ کو عیب بتائیں............131
حج سے پہلے تزکیہ نفس............133
کعبہ کیا ہے؟............134
ہندو کے اعترض کا جواب............134
کسی کا موبائل بج اٹھے تو کیا کریں............136
امت اور ملت............137

نبوت کے چار کام.......................................138
درس قرآن کس کا سنیں.......................................139
علماء کا اکرام.......................................140
تلاوت قرآن.......................................142
تعلیم قرآن.......................................142
تعلیم حکمت.......................................142
عقل کے درجات.......................................143
نماز کی حکمتیں.......................................143
مسجد میں آنے کی دعا کی حکمت.......................................144
امام اعظم رحمہ اللہ کی عقلِ رسا.......................................145
اکابر کا فیض.......................................147
سید احمد شہید کا واقعہ.......................................148
حضرت تھانوی کا پر حکمت جواب.......................................149
تبلیغی جماعت پر ایک اعترض کا جواب.......................................150

اللہ کی شان کریمی.......................................153

آمنہ مسجد، سہراب گوٹھ، کراچی

خطبہ مسنونہ.......................................154
مومن اور کافر کو خطاب میں فرق.......................................154

مومن اور کافر کے عذاب میں فرق..............................155
مومن سے تقاضا اعمال کا، کافر سے ایمان کا..............155
تمام صفات کی جامع صفت..............................158
کریم کے معنی..............................160
ہم مستحق ہیں؟..............................160
اللہ کی کرم نوازی..............................161
اللہ تعالی مالک ہیں..............................163
جج اور مالک میں فرق..............................164
ایصال ثواب، شان کریمی کی دلیل ہے..............................165
حافظ، شہید اور عالم کی سفارش..............................169
ایمان بہت بڑی نعمت ہے..............................170
کسی مومن کو حقیر نہ سمجھیں..............................170
توبہ میں کبھی دیر نہیں ہوتی..............................172
لسانی جھگڑوں کا زہر..............................174

شیطان بصورت انسان..............................176

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید..............................177
تفسیر پڑھانے کا مقصد..............................177

عوام میں درس قرآن دینے کا طریقہ.............178
بچوں کو بھی درس قرآن میں بٹھائیں.............179
امام اہل السنۃ رحمہ اللہ کے درسِ قرآن کا طرز.............179
سورت الناس.............180
لفظ ”رب“ تمام صفات باری تعالیٰ کو جامع ہے.............181
اللہ کی تین صفات اور بندے کے تین حالات.............182
خناس اور اس سے بچاؤ کا طریقہ.............183
آج کے دور کا خناس.............184
دونوں خناسوں کے کام میں فرق.............185
شیطان اور خناس سے بچاؤ کی محنت.............185
آخری بات، لفظ ”قل“ کا معنی.............186
شجرہ خلافت وطریقت.............188
معمولات یومیہ برائے متعلقین.............191

صراط مستقیم، راہ اعتدال کا نام

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا

الاسراء:9

حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھا ہے، اور جو لوگ (اس پر) ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں، انھیں خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔

سورۃ فاتحہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔ قرآن مجید میں جو مضامین بیان ہوئے ہیں، ان کا خلاصہ سورۃ فاتحہ میں موجود ہے۔ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ "صراط مستقیم" ہے، کیونکہ اس سورۃ میں صرف ایک ہی دعا مانگی گئی ہے:

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

فاتحہ:6

کہ اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

صراطِ مستقیم کا معنیٰ

صراطِ مستقیم کا معنی ہے "راہِ اعتدال" جس میں نہ افراط ہو نہ تفریط، قرآن بھی اسی راہِ اعتدال کی دعوت دیتا ہے:

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ

الاسراء:9

امت بہت سارے امور میں بے اعتدالی کا شکار ہے۔ اس وقت ان میں سے دو کا تذکرہ کرتا ہوں۔

1: خانقاہ وطریقت 2: نکاح

خانقاہ وطریقت

خانقاہ کے حوالے سے ایک طبقہ وہ ہے جو خانقاہوں کا منکر ہے، بیعت کا منکر ہے اور اس کو کفر و شرک کے دروازے قرار دیتا ہے، اور ایک طبقہ وہ ہے جو خانقاہوں کا قائل تو ہے لیکن ان کی حیثیت وہ کبھی کبھی بارگاہ نبوت سے بھی آگے لے جاتا ہے۔

تو پہلا طبقہ خانقاہوں کا قائل نہیں اور دوسرا طبقہ ضرورت سے زیادہ قائل ہے۔ یہ دونوں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ یہ دونوں غلط ہیں۔ ہم اعتدال سے چلتے ہیں، بے اعتدالی ہرگز اختیار نہیں کرتے۔ ہم خانقاہ کے شیخ کو حلال و حرام کا اختیار نہیں دیتے، خانقاہ کے شیخ کو حلال اور حرام سمجھنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ شیخ کے ساتھ تعلق کی وجہ سے آدمی کو حلال پر عمل کرنا اور حرام سے بچنا بہت آسان ہوتا ہے اور بغیر ولی اللہ اور صاحبِ دل کی صحبت کے دینی اعمال پر عمل کرنا ناممکن نہ ہو تو مشکل ضرور ہے۔

بعض لوگ ادب کے نام پر شرک کرتے ہیں اور بعض لوگ توحید کے نام سے گستاخیاں کرتے ہیں۔ میرے ان جملوں کو سمجھیں اور دل کی تختیوں پر نوٹ فرمائیں۔ ہم توحید کے بھی قائل ہیں اور ادب کے بھی قائل ہیں، توحید کے نام پر گستاخ نہیں بنتے اور ادب کے نام پر مشرک نہیں بنتے۔ ہم اعتدال کے ساتھ چلتے ہیں۔

خانقاہوں کا مقصد

خانقاہوں کا جو بنیادی مقصد ہے وہ اعمال کی ترغیب اور اعمال پر پختہ کرنا ہے۔

جو شخص کسی دینی شعبے کے اندر منسلک ہو، اگر اس کا خانقاہ کے شیخ سے تعلق نہ ہو تو اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے؟ اس کے لیے میں صرف ایک مثال عرض کرتا ہوں۔

بانی تبلیغی جماعت کی مثال

ہمارا اس وقت پوری دنیا میں سب سے بڑا مذہبی نیٹ ورک تبلیغی جماعت کا ہے اور الحمدللہ وہ ہمارے مسلک دیوبند کا ہے۔ ہماری اس تبلیغی جماعت کے بانی برصغیر میں حضرت مولانا محمد الیاس نوراللہ مرقدہ ہیں۔ حضرت جی کے ملفوظات میں میں نے پڑھا، حضرت فرماتے ہیں: بازار میں جاتے ہیں، گشت کرتے ہیں، دعوت دیتے ہیں اور بازار کی ظلمت میں اپنے دل پر محسوس کرتا ہوں اور واپس آ کر خانقاہ میں وقت لگا کر اس قلب کی ظلمتوں کو دور کرتا ہوں۔ یہ کون فرما رہے ہیں؟ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب۔ کتنے بڑے شخص ہیں! وہ بھی خانقاہ کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔

میں یہاں ساتھیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ مَسَاجِدُهَا

کہ سب سے بہترین جگہ زمین پر مسجد ہے۔

وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللهِ أَسْوَاقُهَا

صحیح مسلم: رقم الحدیث:671

اور سب سے گندی اور ناپسندیدہ جگہ بازار ہے۔ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ حدیث مدینہ منورہ میں فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں بھی جو ماحول مسجد کا ہے وہ بازار کا نہیں۔ مدینہ منورہ کا وہ بازار ہمارے مدرسوں سے بھی اعلیٰ ہو گا

لیکن مدینہ منورہ کا بازار مدینہ منورہ کی مسجد سے اعلیٰ تو نہیں ناں!

میں جب بھی سفر پر وہاں (سعودی عرب) جاتا ہوں تو میری خواہش ہوتی ہے کہ ہوٹل کی بجائے حضرت شیخ مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب دامت برکاتہم کی خانقاہ میں قیام کروں۔ بعض مرتبہ حضرت کے قریبی رشتہ دار، جن کا ہوٹلنگ کا کام ہے، انہوں نے کہا بھی کہ ہم ہوٹل میں آپ کو جگہ دیتے ہیں، آنا جانا آسان ہو گا۔ میں نے کہا کہ وہ ہو گا، لیکن وہ خانقاہ تو نہیں ہو گی۔

تو میں نے گزارش کی ہے کہ خانقاہ کے حوالے سے ہم اعتدال کے ساتھ چلیں، افراط و تفریط کا شکار نہ ہوں۔ جس تحریک میں کام کریں اس کے اصولوں کے مطابق چلیں، لیکن شیخ سے رابطہ رکھیں گے، تو گناہوں سے ان شاءاللہ العزیز بچتے رہیں گے اور بہت حفاظت ہو گی۔ کسی بندے کو شیخ ماننے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر بندہ اعتماد کرے اگر شیخ کی بات سمجھ میں نہ آئے تب بھی اس کی بات کو رد نہ کرے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندہلوی صاحب کی نصیحت

رات حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب دامت برکاتہم فرمارہے تھے کہ جب آپ کام کریں گے اور مشائخ کے طرز پر کریں گے اور کچھ نہ کچھ پڑھ کر مشائخ کو ایصال ثواب کریں گے تو نتیجہ نکلے گا کہ مشائخ کی ارواح کو جب ثواب پہنچے گا تو ان کی ارواح خوش ہو گی اور ہماری طرف متوجہ ہوں گی۔ آپ کا کام بڑھے گا اور کام میں برکتیں بھی ہوں گی اور نحوستوں اور آفات سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائیں گے۔ تو خیر میں نے ایک گزارش کی ہے کہ ہم اعتدال کا خیال رکھیں، خانقاہوں سے اپنے آپ کو جوڑیں، مشائخ واکابر کی عزت کریں، ان کے آرام و سکون کا خیال رکھیں، پھر دیکھیں اللہ رب العزت

کس طرح نتائج عطاء فرماتے ہیں۔

مشائخ سے تعلق؛ تین واقعات

مشائخ سے تعلق کے حوالے سے میں اپنے تین واقعات ذکر کرتا ہوں۔

واقعہ 1، علامہ علی شیر حیدری

علامہ علی شیر حیدری، اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ہم یہاں مرکز میں بیٹھے تھے، اجلاس ہو رہا تھا۔ مجھے بعض اساتذہ نے کہا کہ مولانا حیدری صاحب سرگودھا تشریف لائے ہیں، آپ انہیں مرکز آنے کی دعوت دیں۔ میں نے کہا: میں ان کو دعوت نہیں دوں گا مجھے کہنے لگے کیوں؟ میں نے کہا کہ حضرت سے میرا تعلق ہے۔ میں سندھ جاؤں تو میں فون کروں اور وہ سرگودھا آئیں تو بھی میں فون کروں؟ یک طرفہ دوستیاں تو نہیں چلا کرتیں۔ میں دعوت نہیں دوں گا، اگر وقت ہو گا مجھ سے محبت ہے وہ تشریف لائیں گے، نہیں وقت ہو گا تو میں تنگ نہیں کرتا۔

ہم اجلاس ہی میں بیٹھے تھے کہ علامہ حیدری رحمہ اللہ کا اسی وقت فون آگیا: کہاں پر ہیں؟ میں نے کہا: جی مرکز میں ہوں۔ فرمایا: میں آ رہا ہوں۔ میں نے کہا: جی ٹھیک ہے، کب تشریف لائیں گے؟ فرمانے لگے: میں یہ نہیں بتا سکتا میں نے کہا جی ٹھیک ہے۔ کیا کھائیں گے؟ فرمایا: کچھ نہیں۔ میں نے کہا: جی بہتر۔ ان کا دو بجے پھر فون آگیا: میں آ رہا ہوں، چائے تمہارے پاس پیوں گا۔

آپ یقین فرمائیں میں نے کسی ڈرائیور کو نہیں بھیجا، میں خود سرگودھا شہر گیا، ان کی چائے کا اہتمام کیا۔ جب حضرت جانے لگے تو میں نے کچھ ہدیہ پیش کیا۔ فرمانے لگے: تم نے پیسے دیئے تو میں آئندہ نہیں آؤں گا۔ میں نے کہا: میں نے تو آج بھی نہیں

بلایا، آپ خود تشریف لائے ہیں۔ آئندہ دل مانے گا پھر آجایئے گا، دل نہیں مانے گا نہ آیئے گا، ہم آپ کو تنگ تھوڑا کریں گے۔

واقعہ 2، سید نفیس شاہ صاحب

میں خانقاہ سید نفیس شاہ صاحب رحمہ اللہ کے ہاں کئی بار حاضر ہوتا اور میں نے کبھی بھی نہیں کہا کہ میرا شاہ صاحب سے اندر جا کے مصافحہ کراؤ۔ وجہ صرف یہ کہ مشائخ کے آرام میں خلل نہ آئے۔ خدام خود لے کر جاتے، مصافحہ کرو۔ میں نے کہا: جی ہم یہاں آگئے ہیں۔ خانقاہ میں حاضری ہو گئی ہے، پھر دعا جب ہو گی تو ہمارے لیے بھی ہو جائے گی واقعی مشائخ کی راحت میں ہماری راحت ہے۔

واقعہ 3، حضرت حکیم شاہ محمد اختر مدظلہ

آپ کو اس بات کا تعجب ہو گا، حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم اللہ ان کی عمر میں برکت عطاء فرمائے۔ حضرت نے مجھے اس وقت خلافت واجازت عنایت فرمائی جب میں نے خانقاہ میں ایک دن بھی نہیں گزارا تھا۔ میں رمضان المبارک میں حضرت سے ملنے کراچی گیا۔ تو حضرت نے فرمایا: کیا پروگرام ہے؟ میں نے کہا: جی سرگودھا جانا ہے۔ یہاں کتنے دن ٹھہرو گے؟ میں نے کہا: جی تین دن۔ فرمایا: تین دن نہیں، چالیس دن میں نے کہا: چالیس دن۔ حضرت رو پڑے خوشی میں۔ میں رک گیا اور چھوٹی عید پر بھی نہیں آیا۔ اس دوران ایک بار حضرت نے فرمایا: کب جاؤ گے؟ میں نے کہا: جب آپ فرمائیں گے جاؤں گا۔

جو بات میں سنانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چالیس دن کے عرصہ میں حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم کا جو اپنا کمرہ ہے، شاید میں دو یا تین مرتبہ اس میں گیا۔ ایک

دن اتنا عجیب واقعہ پیش آیا کہ ظہر کی نماز کے بعد میں اوپر کمرے میں تھا، تو میرا جی چاہا کہ میں اپنے شیخ کے پاس ان کے مخصوص کمرے میں جاؤں، میں وہاں سے نیچے جو خانقاہ کا بڑا کمرہ ہے، وہاں آ کے بیٹھ گیا۔ پھر ہمت نہ ہوئی اندر جانے کی۔

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ شیخ کی قلبی توجہ اور کسے کہتے ہیں؟ اوپر کمرے سے نیچے آیا اور اندر جانے کی بجائے دفتر میں بیٹھ گیا۔ ابھی دو منٹ بھی نہیں گزرے کہ اندر سے خادم آیا اس نے کہا: حضرت آپ کو کمرے میں بلا رہے ہیں میں کمرے میں چلا گیا تو مجھے فرمایا: مولانا! تم ادھر آئے ہو، ہمارے پاس کیوں نہیں آتے؟ باہر کیوں بیٹھے ہو؟ میں نے کہا: آپ بڑے ہیں مجھے ڈر لگتا ہے، اس لیے باہر بیٹھا رہتا ہوں۔ فرمایا: ہم آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ کو ڈر لگتا ہے! خیر یہ واقعات زیادہ نہیں سنا رہا۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اس کا اہتمام کریں کہ اپنے مشائخ کی محبت لیں، اپنے مشائخ کی دعائیں لیں، اپنے مشائخ کا قلبی تعلق اپنے ساتھ رکھیں۔

مشائخ سے قلبی محبت کیوں؟

ہم ان مشائخ سے محبت کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ ان کا تعلق اللہ سے ہے اور تو کوئی وجہ نہیں۔ سہارنپور مظاہر العلوم میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ حدیث پڑھاتے تھے - یہ بڑا سننے والا واقعہ ہے - شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا فتویٰ تھا کہ انگریز کا بنایا ہوا کپڑا استعمال کرنا حرام ہے، لہذا سادہ کھدر کا کپڑا استعمال کرنا چاہیے۔ حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ کے بدن کا تقاضا یہ تھا کہ وہ نرم اور آرام دہ کپڑا نہ پہنیں تو بدن کو کوفت ہوتی تھی، ان کی ضرورت تھی تو ململ کا کپڑا استعمال کرتے۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ جب سہارنپور تشریف لاتے تو ان کے آنے سے پہلے حضرت شیخ زکریا رحمہ اللہ ململ کا کپڑا اتار کر کھدر کا کپڑا پہن لیا کرتے تاکہ حضرت سے ڈانٹ نہ پڑے۔ اندازہ کریں کتنے بڑے آدمی تھے۔ ایک مرتبہ حضرت مدنی رحمہ اللہ تشریف لائے اور محبت میں فرمانے لگے: زکریا! مجھے پتہ ہے تو ململ کا کپڑا پہنتا ہے، میرے ڈر کی وجہ سے جب میں آتا ہوں تو ململ کا کپڑا اتار کر کھدر کا پہن لیتا ہے۔ تو حضرت شیخ زکریا کا جواب سنیں! فرمانے لگے: حضرت! میں آپ سے تو نہیں ڈرتا، آپ کے کندھے پر کون سی بندوق رکھی ہے، میں اس وجہ سے ڈرتا ہوں کہ اللہ کا آپ سے تعلق بہت ہے، آپ ناراض ہو گئے تو اللہ ناراض ہو جائے گا۔

نکاح میں بے اعتدالی

دوسری چیز جس میں لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں وہ نکاح ہے۔ اچھی طرح بات سمجھیں کہ جو بندہ حقوق ادا نہ کر سکتا ہو اس بندے کے لیے ایک نکاح کرنا بھی جائز نہیں، جو حق تلفی کرتا ہو، ظلم کرتا ہو وہ ایک نکاح سے بھی بچے اور جو حقوق کی ادائیگی کر سکتا ہو، اعتدال کے ساتھ زندگی گزار سکتا ہو تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ دو، تین یا چار نکاح کرے۔ میں اکثر یہی گزارش کرتا ہوں کہ خواتین اور عورتوں کی آہوں سے بچو۔

باپ نے اپنی بیٹی بیاہ کے آپ کے گھر بھیج دی ہے، اس عورت نے بھی سارا خاندان چھوڑا ہے اس شوہر کے لیے۔ اگر یہ بھی اس پر ظلم کرے گا تو اس کا ظلم عرش کو ہلا کے رکھ دے گا۔ اس کو ڈانٹنا، اس کو مارنا، پیٹنا، بتاؤ اس سے بڑا ظلم اور کون سا ہو سکتا ہے؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا سے جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کی زبان پر دو ہی جملے تھے:

الصلوۃ و ما ملکت ایمانکم

سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث 1625

لوگو! نماز کا خیال کرنا اور اپنے ماتحتوں کا خیال کرنا۔

محدثین فرماتے ہیں کہ اس میں بیوی بھی شامل ہے کیونکہ یہ بھی شوہر کے ماتحت ہوتی ہے۔

مولانا سعید احمد صاحب کا واقعہ

حضرت مولانا محمد سعید احمد صاحب رحمہ اللہ بہت بڑے بزرگ تھے۔ مدینہ منورہ میں مقیم تھے۔ ایک ساتھی کا نکاح ہوا۔ وہ ایک ڈیڑھ مہینہ کے بعد سال کے لئے جماعت میں جانے لگا۔ حضرت کو کسی ساتھی نے کہا تو حضرت نے بلا کر فرمایا: بھائی! نئی نئی شادی ہے، مہینہ ڈیڑھ مہینہ گزرا ہے اور تم سال میں چل پڑے ہو تو ہر مہینے میں ایک خط --- ذرا توجہ رکھنا اکابر کا مزاج سمجھنا --- گھر اپنی بیوی کو لکھنا اور اس میں لکھنا کہ دن تو گشت میں گزرتا ہے، تعلیم میں گزرتا ہے، اعمال میں گزرتا ہے، رات نہیں گزرتی، تم بہت یاد آتی ہو، کروٹیں بدل بدل کے سوتا ہوں اور پریشان ہوں، تمہاری محبت میں چُور ہوں۔ اس نے کہا: حضرت مجھے تو اتنا پیار ہی نہیں، میں جھوٹ کیسے لکھوں؟ حضرت کا جواب سنو! فرمانے لگے: خاوند اور بیوی کا رشتہ وہ ہے کہ جھوٹ بول کر بھی اس کو خوش رکھے تو اس پر بھی ثواب ملتا ہے۔

ڈاکٹر عبد الحئ عارفی کا واقعہ

حضرت ڈاکٹر عبد الحئ عارفی رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت کے خلیفہ تھے،

غالباً مفتی تقی عثمانی صاحب نے لکھا ہے، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایک گھر میں کھانے کے لئے گئے ، بہت اچھی دعوت تھی۔ کھانا کھایا۔ پردے میں خواتین بیٹھی تھیں، کھانا کھاکے اونچی آواز میں فرمایا: بھائی ! ہماری بیٹی سے کہو کہ تم نے بہت اچھا کھانا پکایا، ہمارا دل خوش ہو گیا، اس کو تو بہت سلیقہ ہے پکانے کا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ عورت کی چیخیں نکل گئیں اتنی روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے پوچھا: بیٹی کیا ہوا؟ اس نے کہا: حضرت مجھے کتنے سال گزر گئے، یہ جملہ مجھے شوہر نے کبھی نہیں کہا ، جس کے لئے میں سب کچھ چھوڑا اس نے کبھی بھی مجھے یہ بات نہیں کہی۔ آج میں نے آپ سے یہ جملہ سنا ہے، میں کتنی خوش ہوں میں آپ کو کیسے بتاؤں؟

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی صحیح معنوں میں اللہ کی ان بندیوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یا رب العلمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دنیا میں آنے کا مقصد

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید

الحمد للہ وحدہ و الصلوۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ

البلد:4

اللہ رب العزت نے دنیا میں ہمیں کھانے لیے نہیں بھیجا بلکہ کمانے کے لیے بھیجا ہے۔ دنیا کمانے کی جگہ ہے اور جنت کھانے کی جگہ ہے۔ دنیا مشقت کی جگہ ہے اور آخرت آرام کی جگہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی وہ شخصیت ہیں جن کے صدقے اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو وجود دیا ہے۔ غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خندق کھود رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے یہ جملے ارشاد فرما رہے تھے:

اَللّٰھُمَّ لَا عَیۡشَ اِلَّا عَیۡشُ الۡاٰخِرَہۡ... فَاغۡفِرۡ لِلۡاَنۡصَارِ وَالۡمُھَاجِرَہۡ

صحیح البخاری رقم الحدیث 6414

اے اللہ! میرے انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما، اور ساتھ یہ تسلی بھی دے رہے تھے کہ عیش کی زندگی تو آخرت کی ہے نہ کہ دنیا کی۔ جب یہ بات آدمی کے ذہن میں بیٹھ جائے تو آدمی کے لیے شریعت پر عمل آسان ہو جاتا ہے۔ دیکھیں ایک کالج کا لڑکا ہے جو کہ بالکل نہیں پڑھتا، مگر بعض اوقات وہ رات دو دو بجے تک جاگ کر پڑھتا ہے۔ کہتا ہے کہ کل میرا امتحان ہے۔ اسے پتہ ہے اب محنت کروں گا تو پاس ہوں گا۔ پاس ہوں گا تو نوکری ملے گی۔ تو اس کو نوکری کا علم ہے اس لیے رات کو جاگتا ہے۔ ہمیں رات کے جاگنے پر کیا ملے گا؟ اس کا علم نہیں ہے۔ دنیا کے لوگوں کو علم ہے کہ

محنت کریں گے تو کچھ حاصل ہوگا مگر ہم کو علم نہیں کہ ہم محنت کریں گے تو ہماری آخرت بنے گی۔

وقت تھوڑا ہے اور کام زیادہ

مجھے آج ایک ساتھی مذاق میں کہنے لگا کہ حضرت آج بڑی سپیڈ لگی ہوئی ہے۔ میں نے کہا جب وقت تھوڑا ہو اور کام زیادہ ہو تو سپیڈ تو لگتی ہی ہے۔ ہماری زندگی بہت تھوڑی ہے اور ایک بار ملی ہے بار بار نہیں ملتی۔ تو اس میں جتنی محنت ہو سکتی ہے کریں، کیونکہ ہمارا تعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے ساتھ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک علاقے کے لیے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے تشریف لائے ہیں۔

اب ہم پوری دنیا میں شاید نہ جا سکیں لیکن پوری دنیا سامنے تو رکھنی چاہیے، کیونکہ جتنا ہمارا جذبہ ہوگا اور محنت ہوگی اسی کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد اترے گی۔ تو میں گزارش کر رہا ہوں کہ ہم دنیا میں کام کے لیے آئے ہیں۔ کام ہی ہمارا مزاج بن جائے۔ آپ کسی طالب علم سے پوچھتے ہیں کلاس میں کیوں نہیں آئے؟ وہ کہتا ہے مجھے نزلہ ہے، کوئی کہتا ہے میرے سر میں درد ہے اور اگر مزدور کو نزلہ یا سر کا درد ہو تو وہ کام پر آتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں جاؤں گا، کام کروں گا تو کچھ ملے گا۔ تو وہ کام کرتا ہے اور ہم کام میں سستی کرتے ہیں۔ یاد رکھیں یہ کام دنیا میں چل جاتا ہے مگر آخرت میں یہ معاملہ نہیں چلتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَأَنۡ لَيۡسَ لِلۡإِنۡسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ

النجم:39

جو کیا ہو گا وہی ملنا ہے، وہی آگے جا کر وصول ہو گا۔

میں یہ گزارش اس لیے کرتا ہوں کہ آج ہم نے سمجھ رکھا ہے کہ گناہوں سے بچنا بہت مشکل ہے۔ حالانکہ گناہ سے بچنا بہت آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ مشکل احکام بندے کو دیتے ہی نہیں، اللہ وہی حکم دیتے ہیں جو بندے کے بس میں ہو۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا

البقرۃ:286

توفیق ہمت کرنے پر ملتی ہے

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر آدمی زنا کرنے لیے عورت پر بیٹھ چکا ہو تو اس وقت بھی حکم ہے کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اگر کسی بندے کے بس میں نہ ہوتا تو اللہ حکم ہی نہ دیتے۔ معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں بھی بچنا بندہ کے اختیار میں ہے۔ جب اللہ دل میں آجاتا ہے تو بندہ گناہ سے بچنے کے راستے تلاش کرتا ہے۔ انسان کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالی اسے گناہوں سے بچا ہی دیتے ہیں۔ آپ محنت کر کے تو دیکھیں، اللہ یوں نوازتا ہے کہ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔ آپ گناہوں سے بچنے کا ارادہ کریں خدا کی قسم اللہ گناہوں بچنے کے اسباب دے گا۔ اللہ رب العزت بہت کریم ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ بندہ کو محروم نہیں کرتے بس کبھی ہماری محنت صحیح نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ

البلد:4

ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔ کبھی لوگ کہتے ہیں کہ خرچہ ہے اسباب نہیں، میں نوکری کرتا ہوں گزارہ نہیں چلتا۔ تو میں کہتا ہوں کیوں نہیں چلتا؟ آپ تھوڑا

اخراجات کنڑول تو کریں۔ دنیا تو کمانے کی جگہ ہے کھانے کی جگہ تھوڑا ہی ہے۔ حرام کھانے کو چھوڑیں اور حلال کی چٹنی کھائیں، حرام کے مرغ چھوڑیں حلال کی دال کھائیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو روزہ رکھیں، مگر طے کریں کہ میں نے گناہ نہیں کرنا۔ کچھ عرصہ لگے گا اللہ تعالیٰ پھر وسعت کے ساتھ دروازے کھول دیں گے۔ بندہ ہمت کرے تو اللہ اتنے اسباب عطاء فرماتے ہیں کہ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ

البلد: 4

ہم نے بندے کو مشقت میں پیدا کیا۔ ہم چاہتے ہیں کام کریں تکلیف نہ ہو، مصیبت نہ آئے اور مال ہی مال ہو۔ ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ محنت نہ کریں لیکن پیسہ ہی پیسہ ہو۔ فرمایا نہیں خدا نے مشقت میں پیدا کیا ہے، تکلیفیں تو آنی ہیں۔ ہاں کبھی اگر راحت مل جائے تو اس پر تو بندہ کو غور کرنا چاہیے لیکن مشقت ملے تو یہ مزاج دنیا ہے اس میں کیا تعجب کرنے کی ضرورت ہے، مشقت میں آدمی کو پریشان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنی چاہیے۔

محنت میں مشکل تو فطری عمل ہے

میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک مزدور روزانہ 8 گھنٹے کام کرے، مشقت کرے، اینٹیں اٹھائے تو بتائیں اسے پسینہ آنا چاہیے کہ نہیں؟ (سامعین: آنا چاہیے) تو جو مزدور کہے میں نے 8 گھنٹے مزدوری کی ہے اور مجھے پسینہ نہیں آیا، تو مولانا کہیں گے: نئیں پتر تو کسی حکیم نوں چیک کرا (نہیں بیٹے آپ کسی حکیم کو چیک کرائیں) پسینہ نہ آئے یہ عیب ہے، خوبی نہیں ہے۔

یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ایک مولانا جو بہت جسیم تھے فرمانے لگے: اللہ کا شکر ہے 10 سال سے کوئی بیماری نہیں آئی۔ میں نے کہا آپ کسی خانقاہ سے رابطہ کریں۔ کہیں آپ گناہ میں ملوث تو نہیں ہیں، کہ اللہ نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ جب آدمی بیمار ہی نہ ہو تو جری ہو کر گناہ کرتا ہے اور تھوڑی سی بیماری آجائے تو سارے پچھلے گناہ یاد آجاتے ہیں اور ایک ایک کو یاد کر کے معافی مانگتا ہے اور جب آدمی کسی نیکی کا واسطہ دیتا ہے تو اللہ تعالی آسانی فرماتے ہیں۔

وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے آسانی فرمادیتے ہیں۔

نیک لوگوں پر مشکلات آتی ہیں

دنیا میں مشقت ہو یہ عیب نہیں، دنیا میں مشقت نہ ہو یہ عیب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَشَدُّ الناس بَلاَءً الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ

مسند البزار ج 3ص349 رقم الحديث1150

فرمایا کہ دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف انبیاء پر آتی ہیں پھر جو ان کے قریب ہیں ان پر۔ امی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری حسرت ہوتی تھی کہ جب مروں تو مرتے وقت تکلیف نہ ہو لیکن جب میں نبی علیہ السلام کی تکلیف دیکھی ہے تو یہ تمنا چھوڑ دی ہے۔

حضور علیہ السلام کی تکلیف کیسی تھی؟ روایات میں آتا ہے کہ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف بڑھی تو دو آدمیوں کے کندھوں کے سہارے آپ صلی اللہ

علیہ وسلم مسجد تشریف لاتے تھے، اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ اٹھا کر دیکھتے کہ جو جماعت میں نے تیار کی ہے وہ نماز پڑھ رہی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار کردہ جماعت نماز پڑھتی ہوگی تو آپ علیہ السلام کا دل کتنا ٹھنڈا ہوتا ہوگا کہ جو فوج میں نے تیار کی ہے اس کا رزلٹ اللہ مجھے دنیا میں ہی اپنی آنکھوں سے دکھا رہا ہے۔

عرض اعمال پر ایک شبہ کا جواب

اس پر میں ایک بات سناتا ہوں۔ مجھے ایک ساتھی کہنے لگا کہ یہ جو ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر ہم یہاں سے صلوۃ وسلام پڑھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور جب روضہ مبارک کے پاس پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ کہنے لگا کہ میرا ایک سوال ہے کہ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ میں مذاکرات کرنے کے لیے گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام حدیبیہ میں تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشرکین نے وہاں گرفتار کر لیا، اور مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو کہا بیعت کرو، ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ خون سے لیں گے۔

تو جب نبی کا خون گرتا ہے تو انتقام خدا لیتا ہے جب صحابی کا خون گرتا ہے انتقام نبی لیتا ہے، کیونکہ نبی نمائندہ خدا کا ہے اور صحابی نمائندہ مصطفی کا ہے۔ تو وہ ساتھی کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید تو نہیں ہوئے تھے، نماز بھی پڑھتے ہوں گے؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہنے لگے درود بھی پڑھتے ہوں گے؟ میں نے کہا: ہاں۔ کیا نبی علیہ

السلام پر بھی وہ درود پیش ہوتا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ جب نبی علیہ السلام اس دنیا میں زندہ تھے صلاۃ وسلام اور امت کے اعمال کے پیش ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس لیے کہ اگر میں مدرسہ میں موجود ہوں تو میں دیکھ رہا ہوں کہ طالبعلم پڑھ رہے ہیں، کام کررہے ہیں، اب یہاں پر مجھے بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر میں بیرون ملک چلا جاؤں تو میں پوچھوں گا کتنے طلبہ ہیں؟ کیسا پڑھتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔ تو جب نبی علیہ السلام اس دنیا میں تھے تو امت کے اعمال کا مشاہدہ کررہے تھے، عرض اعمال کی ضرورت نہ تھی اور جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا چھوڑ گئے تو اب عرض اعمال کی ضرورت ہے۔

اصل کمال کیا ہے

تو میں بات کہہ رہا تھا لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ کہ دنیا میں مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ انسان گناہ نہ کرے اس کے لیے بھی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ بعض ساتھی کہتے ہیں، مولانا دعا کریں کہ گناہ کو دل ہی نہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ دعا نہ کرو، یہ دعا کروگے تو پھر کمال کون سا ہے؟ جون کا مہینہ ہو روزہ رکھو پیاس نہ لگے تو یہ کمال کون سا ہے؟

کمال تو یہ ہے کہ مہینہ گرمی کا ہے، پیاس شدت سے لگتی ہے، ٹھنڈے پانی سے غسل کرتے ہیں، پانی منہ کے اندر نہیں جانے دیتے کیونکہ اللہ دیکھ رہا ہے یہ کمال ہے۔ اور جب پیاس ہی نہ لگے تو یہ کون سا کمال ہے؟ گناہ کو دل کرے پھر بھی انسان گناہ نہ کرے یہ کمال ہے، دل ہی نہ کرے پھر گناہ نہ ہو یہ کون سا کمال ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

النور:30

مؤمنین سے کہو کہ اپنی نظریں جھکائے رکھیں۔ جب نظریں جھکائیں اور گناہ نہ کریں تو مشقت تو ہو گی۔

ایک عہد

جس کے مزاج میں غلاظت ہو وہ گناہ کے مواقع تلاش کرتا ہے اور جس کے مزاج میں غلاظت نہ ہو وہ گناہ نہیں کرتا۔ بس آج سے یہ طے کر لو کہ لاکھ نقصان ہو گناہ نہیں کرنا چاہے اس کے لیے کتنی ہی مشقت اٹھانی پڑے۔ اللہ تعالی مجھے بھی اور آپ کو بھی گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ

الحمد للہ وحدہ و الصلوۃ و السلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

عبادت کا معنی

دنیا میں انسان اللہ کی عبادت کے لیے آیا ہے۔ عبادت کا معنی احکام خداوندی کو مان لینا ہے۔ اللہ تعالی کے احکام دو قسم کے ہیں۔

1: اوامر 2: نواہی

اوامر وہ کام جن کا اللہ تعالی نے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور نواہی وہ کام جن سے اللہ تعالی نے منع کیا ہے جس کو قرآن کریم نے مختصراً یوں بیان کیا۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جو حکم پیغمبر دے وہ کر لو، جس منع کرے اس سے رک جاؤ۔ اور یہ بات پکی ہے کہ جتنا ہم اپنی ذات کے ساتھ مخلص نہیں ہیں جتنا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساتھ مخلص تھے۔ جتنی امت کے جنت میں جانے کی فکر اور کڑھن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھی اتنی ہم کو خود بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالی اس کی قدر کی توفیق عطاء فرمائے۔

نبی علیہ السلام کی امت کے لیے شفقت

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ

رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ سے یہ بات سمجھ آئی کہ وہ بشر تھے اور اگر وہ بشر نہ ہوتے تو ہمارے دکھ درد کا احساس کیسے کرتے۔ اللہ تعالی نے نبی علیہ السلام کو بشر بنا کر

بھیجا تاکہ وہ ہمارے دکھ درد سمجھ سکیں۔

عَزِیزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ کہ جس کام میں تمہیں تکلیف ہو وہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑاں گراں گزرتا ہے۔

دعا کا عجیب انداز

میں نے ایک دفعہ علامہ دمیری کی حیوۃ الحیوان میں ایک واقعہ پڑھا۔ ایک بزرگ تھے، جب ان کوئی تکلیف ہوتی تو وہ جن الفاظ میں دعا مانگتے وہ بڑے قابل غور ہیں۔ اے اللہ ہماری تکلیف سے سے نبی علیہ السلام کو تکلیف ہوتی ہے اور مومن کی تکلیف سے شیطان خوش ہوتا ہے اور مومن کو خوشی ہو تو نبی علیہ السلام خوش ہوتے ہیں اور شیطان پریشان ہوتا ہے۔ وہ دعا کرتے ''اے اللہ میرے دکھ کو دور کر کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روضہ اطہر میں خوش کردے اور شیطان کو پریشان کردے۔'' یہ اتنا بڑا واسطہ ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔

ہمارے شیخ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اگر محلے کا بچہ تفریح کے وقت آپ کے گھر آکر لڈو مانگے تو شاید آپ نہ دیں اور اگر وہ تفریح کے وقت آپ کے بیٹے کے ساتھ آجائے اور آپ اپنے بیٹے کو لڈو دیں اور اس کو نہ دیں تو آپ کا بیٹا کہے گا ابو جان میرا کلاس فیلو ہے اس کو بھی لڈو دو تو آپ کا دل نہ بھی مانے تب بھی اپنے بیٹے کی خوشی میں اس کو لڈو دیں گے۔ وہ لوگ بھی اس طرح دعا کرتے ہیں کہ میرے دکھ کو دور کر کے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کردے اور اللہ تعالی نے بات سمجھادی ہے

حَرِیصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِینَ رَءُوفٌ رَحِیمٌ

کہ میرا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خاص طور پر ایمان والوں کے ساتھ بہت رحیم ہے۔ خاص طور پر مومنین کا لفظ اس لیے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ساتھ بھی رحم وشفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ مجھے لفظ رحمت پر ایک واقعہ یاد آیا۔

حضرت تھانوی کے علوم

حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیطان نے علامہ شبلی رحمہ اللہ کو جو کہ تصوف میں مشہور ہیں کو ایک وسوسہ دیا کہ قرآن کریم میں ہے وسعت رحمتی کل شئی کہ اللہ کی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے تو شیطان بھی تو ایک چیز ہے تو معلوم ہوا کہ وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ کیونکہ اس پر بھی اللہ کی رحمت ہوتی ہے، جہنم میں تو وہ جائے گا جس پر اللہ کی رحمت نہ ہو۔

حضرت شبلی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ میں بغیر دلیل کے اس بات کو مانتا ہوں کہ اس کا جواب نہیں دیتا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر مجھ سے پوچھا جاتا تو میں دلیل بھی دیتا۔

وہ یہ کہ ایک آدمی جو 100 جوتوں کا مستحق ہو تو اگر اس کو 80 یا 90 جوتے مارے جائیں اور باقی معاف کیے جائیں تو یہ بھی ایک قسم کی رحمت ہوئی۔ تو جو عذاب اللہ تعالی شیطان کو دیں گے شاید وہ اس سے بھی زیادہ کا مستحق ہو مگر اللہ تعالی نے اس کو کم عذاب دیا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے علوم بڑے عجیب ہیں، حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فاذ کرونی بالاطاعۃ اذ کرکم بالعنایۃ کہ تم میری اطاعت کرتے

رہو اور میں تمہارے اوپر عنایت کے دریا بہادوں گا۔

بندہ کا یاد کرنا اس کی حیثیت کے مطابق ہے اور اللہ کا یاد کرنا اس کی اپنی شان کے مطابق ہے۔

اطاعت خداوندی کیونکر ممکن ہے

تو بات چل رہی تھی اوامر ونواہی کی، آدمی اوامر پر عمل اور نواہی سے اس وقت بچ سکتا ہے جب اس میں دو چیزوں ہوں۔

1: اللہ کی محبت 2: اللہ کا خوف

جب اللہ کی محبت ہو گی تو بہت سے گناہ اس کی محبت کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔ اور جب اللہ خوف ہو گا تو بہت سے گناہ اللہ کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دے گا۔

اللہ کے خوف اور دنیا کے خوف میں فرق ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک خوف ہوتا ہے کسی ڈاکو اور درندے سے اور ایک خوف ہوتا اپنے والد اور استاذ سے، تو اللہ کا خوف اللہ کی عظمت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اللہ کی محبت کیسے حاصل ہو

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے اللہ کا خوف بھی مانگا ہے اور محبت بھی مانگی ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے

اللهم انی اسئلك حبك وحب من يحبك وحب عمل يبلغنی حبك

جامع ترمذی ج2ص187

اے اللہ اپنی محبت دے اپنے محبوب بندوں کی محبت دے اور ان اعمال کی

محبت دے جو تیری محبت تک پہنچادیں۔

حضرت حکیم اختر دامت برکاتہم نے سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے واسطے سے یہ بات ذکر کی ہے کہ یہ تو سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ سے اس کی اپنی محبت اور عمل صالحہ کی محبت مانگی جائے مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ

وحب من یحبك

کیوں فرمایا؟ تو اصل یہ ہے کہ

اللھم انی اسئلك حبك

مقصود یہی ہے اور یہ ملے گی کیسے۔ تو ملے گی ان اعمال سے جو محبت الٰہی کی طرف لے جائیں اور وہ اعمال کہاں سے ملتے ہیں؟ یہ اللہ تعالیٰ کے عاشقوں سے ملتے ہیں۔ ان کی مجالس میں ملتے ہیں۔ اس لیے اکابرین یہ فرماتے ہیں کہ اپنے بزرگوں کی مجالس میں بیٹھ کر ان سے فیض حاصل کیا کریں۔ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ لکھا ہے، جو کہ تفاسیر میں بھی ہے

اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب

سورہ شوریٰ آیت13

کے ذیل میں موجود ہے کہ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے قبل ہندہ کے کہنے پر اپنی آزادی کی خاطر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کی طرف اسلام کی دعوت کے لیے قاصد بھیجا تو حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا

کیف تدعونی الیٰ دینك

آپ کا دین تو بہت سخت ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ جس بندے نے قتل

کیا، زنا کیا اور شراب پی تو اس کو عذاب ہوگا اور میں نے تو یہ سب کچھ کیا ہے۔ پھر میں کس طرح اسلام قبول کروں؟ قاصد نے واپس آکر پیغام پہنچایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالی کی طرف سے وحی نازل ہوئی:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا الآية

توحضرت وحشی رضی اللہ نے یہ سن کر کہا کہ یہ بھی مشکل ہے تو پھر قاصد نے واپس آکر نبی علیہ السلام کو بتایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ

حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو جب اس کا علم ہو تو کہا کہ ور انی قلبی شبھۃ کہ میرے میں اب بھی ایک شبہ ہے مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ اللہ نے مجھے معاف کر دیا وہ چاہے تو مغفرت کرے اور چاہے تو نہ کرے، پھر قاصد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

یہ آیت سن کر حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے کہا

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده رسوله

روح المعانی ج13ص15

تو جب اللہ کی رحمت متوجہ ہو تو بندہ کو یوں اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اللہ تعالی ہمیں اوامر پر چلنے اور نواہی سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اللہ کی نعمتیں اور ان پر شکر کی اہمیت

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ:

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

قال اللہ تبارك و تعالیٰ: ﴿مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴾

النساء:147

اللہ رب العزت نے انسان کو اس قدر نعمتیں عطا فرمائی ہیں کہ ساری کائنات مل کر اس کو شمار کرنا چاہے تو شمار نہیں کر سکتی۔ یہ بات اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں خود فرمائی ہے:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا﴾

ابراہیم:34

اگر اللہ کی نعمتوں کو تم شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔

پہلی نعمت: ایمان

اللہ تعالیٰ نے جو ہمارے نعمتیں ہمیں عطا کی ہیں ان میں سب سے بڑی نعمت ’’ایمان‘‘ ہے۔ ایمان اتنی بڑی نعمت ہے آپ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ

المائد:36

کہ قیامت کے دن اگر پوری روئے زمین کو سونے سے بھر جائے اور کافر چاہے کہ میں یہ فدیہ میں دوں اور اتنا سونا مزید دوں اور میری جان چھوٹ جائے، تو یاد

رکھو ایسا نہیں ہو گا۔

سونا کتنا مہنگا ہے لیکن اس دن بے قیمت ہو گا اور ایمان کی قیمت کیا ہو گی اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایسا شخص جس کے دل میں رتی برابر ایمان موجود ہے اللہ اس رتی برابر ایمان کی وجہ سے بندے کو جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجے گا۔ اور یہ تب ہو گا جب جہنم والے اہل ایمان کو طعنہ دیں گے کہ تم نے نبی کا کلمہ پڑھا تم خدا کی بات کہتے تھے آج تم بھی جہنم میں ہو ہم بھی جہنم میں تو تمہارے ایمان نے تمہیں کیا فائدہ دیا۔ اللہ کی غیرت کو جوش آئے گا۔ اللہ حکم دیں گے کہ جن کے دل میں رتی برابر بھی ایمان موجود ہے ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جایا جائے۔ یعنی ایک ذرہ ایمان کی قیمت روئے زمین کے برابر خلاء سونے سے بھی زیادہ ہے۔

یہ رتی برابر ایمان کی قیمت ہے۔ اللہ کے ولی کی قیمت کیا ہو گی، عالم کی قیمت کیا ہو گی، صحابی کی قیمت کیا ہو گی، انبیاء کی قیمت کی ہو گی، پھر خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیمت کیا ہو گی؟ کیوں کہ ایک رتی برابر ایمان کی قیمت آسمان اور زمین کے درمیان بھرے سونے سے زیادہ ہے اور دنیا میں جس کسی کو ایمان ملا ہے یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی برکت سے ملا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء کو بھی جو ایمان ملا ہے یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ملا ہے۔

اس پر قرآن کریم کی آیت گواہ ہے:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

آل عمران:81

تو انبیاء علیہم السلام کو حکم ہے کہ تمہیں بھی ایمان اس پیغمبر پر لانا ہے جس پر

آدمی ایمان لائے اس کا ایمان اصل ہوتا ہے اور جو ایمان لائے اس ایمان فرع ہوتا ہے۔ تو انبیاء کا ایمان بھی فرع ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان کی۔

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی توجیہ

قاسم العلوم والخیرات، بانی دار العلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی معروف کتاب ہے ”تحذیر الناس“ اس میں ارشاد فرماتے ہیں اور ایسی دقیق اور باریک بات شاید کہ کم لوگوں نے لکھی ہو، فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔

الاحزاب:40

اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میرا پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی نوجوان کا جسمانی باپ تو نہیں ہے لیکن روحانی باپ ہے اور روحانی باپ کس کا ہے؟ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرما کر بتایا کہ انبیاء کا روحانی باپ ہے۔ فرمایا کہ ”رسول الله“ کا مطلب ہر بندے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے اور ”خاتم النبیین“ کا معنٰی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت میں اصل ہیں اور باقی انبیاء ان کے تابع ہیں۔ تو جب نبوت میں اصل ہے تو ایمان میں بھی اصل ہیں اور باقی انبیاء کا ایمان فرع ہے۔ اب مولانا نانوتوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح آپ ایمان میں اصل اور باقی ایمان میں فرع ہیں تو پھر یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے نبی کا ایمان اصل ہے اور باقی انبیاء کا ایمان نسل ہے۔ نسل اولاد ہوتی ہے تو باقی انبیاء اولاد ہیں ہمارے نبی ان کے بھی باپ ہیں۔ [سبحان الله۔ سامعین]

اللہ ہمیں اکابر کے علوم پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایمان کی قیمت

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ایمان اتنی قیمتی نعمت ہے جو خدا نے بغیر محنت کے عطا فرمائی ہے، بتاؤ کتنا خدا کا احسان ہے اور یہ آج سمجھ میں نہیں آئے گی، یہ موت کے بعد قیامت کے دن سمجھ میں آئے گی جب کافر حسرت سے کہے گا: رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِینَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

الحجر:2

کہ اے کاش میں نام کا ہی مسلمان ہوتا۔ آج لوگ کہتے ہیں کیا ایمان ہے؟ نام کے مسلمان ہیں۔ اس نام کے مسلمان کو بھی غنیمت سمجھو اور اس دور سے بچو جب یہ نام کا مسلمان بھی نہیں ہوگا۔ آپ حضرات نے احادیث مبارکہ سنی ہے اور کسی کو یاد بھی ہو گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ الساعةُ حتیٰ یُقالَ فی الأرضِ: اللہ اللہ

مسند البزار:6980

ایک شخص بھی اس زمین پہ اللہ اللہ کرنے والا موجود ہو گا تو قیامت نہیں آئے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنا بھی کائنات کا نظام چلتا ہے یہ اللہ اللہ اور ایمان کی برکت سے چلتا ہے۔ اب بتاؤ ایمان کتنا قیمتی ہے؟ جس دن اس زمین سے ایمان والے اٹھ جائیں گے۔ نہ سورج رہے گا، نہ چاند رہے گا، نہ آسمان ہو گا، نہ زمین ہو گی، نہ زمین کا نظام ہو گا۔ تمام چیزوں کو مٹا دیا جائے گا چونکہ ایمان والا دنیا میں موجود نہیں ہے۔

میں اس لیے ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اللہ دنیادار کو بھی اور اہل کفر کو بھی یہ بات سمجھا دے کہ آج دنیادار عیاشی کرتا ہے، بڑی بڑی گاڑیوں پر گھومتا ہے، بڑے بنگلوں میں رہتا ہے، بڑے کاروبار اور بزنس چلاتا ہے، بڑے بڑے جہازوں پر سفر کرتا

ہے، جہازوں اور کمپنیوں کا مالک ہے، یہ ساری برکت اسی مسکین کے ایمان کے ہے۔ جس دن یہ ایمان والا مسکین ختم ہو جائے گا تو پورا نظام برباد ہو گا۔

”ایمان“ حفاظت وثابت قدمی کا ذریعہ

قرآن کریم میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَة

ابراہیم:27

اللہ اس کلمہ ایمان کی وجہ سے دنیا میں بھی انسان کو محفوظ رکھتے ہیں اور قبر میں بھی محفوظ رکھتے ہیں۔ تو دنیا میں بھی حفاظت ایمان کی وجہ سے ہے اور قبر میں بھی ثابت قدمی اسی ایمان کی وجہ سے ہو گی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان قبر میں جاتا ہے تو روح کو لوٹا دیا جاتا ہے، اللہ کا فرشتہ اس سے پوچھتا ہے: من ربك؟، من نبيك؟، ما دينك؟

سنن ابی داود: رقم4755

بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ بتاؤ تمہارا نبی کون ہے؟ بتاؤ تمہارا دین کیا ہے؟ جس نے جواب دے دیا تو اللہ نے فرمایا:

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَة

ابراہیم:27

کہ جس کا کلمہ ٹھیک ہے اللہ اس کو قبر میں ثابت قدم رکھیں گے، یعنی اللہ اس کو قبر میں عذاب سے محفوظ رکھیں گے۔ اللہ تعالی ہمیں بھی مرتے وقت کلمہ کی برکت سے شیطان کے مقابلہ میں ثابت قدم رکھے۔ آمین

ایک نکتہ

میں ایک نکتہ عرض کرنے لگا ہوں۔ بتاؤ! قبر میں کتنے سوال ہیں؟

[تین۔ سامعین] 1: تمہارا رب کون ہے؟ 2: تمہارا نبی کون ہے؟

3: تمہارا دین کیا ہے؟

کیا فرشتہ یہ پوچھتا ہے: ”تو نے نماز پڑھی ہے یا نہیں؟“، ”روزے رکھے ہیں یا نہیں؟“ سوال تین کرتا ہے اور اجمالی حساب کتاب ہے، تفصیلی حساب کتاب اور سوالات وجوابات حشر کے وقت ہوں گے۔ یہ بات میں اس لیے عرض کرتا ہوں کہ جب بھی کوئی بات کرو تو لوگ کہتے ہیں: اس کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا کوئی قبر میں سوال جواب ہوگا؟ اسے کہو: پھر تو نماز بھی چھوڑ دو، کیا قبر میں سوال جواب ہوگا؟ یہ نئی منطق بدعقیدہ لوگوں نے اس لیے پیش کی ہے تاکہ اپنا غلط عقیدہ بیان کرتے رہیں گے اور جب آپ ان کے عقیدہ پر چوٹ ماریں گے اور صحیح عقیدہ بیان کریں گے تو پروپیگنڈا کریں گے: اس مسئلہ کا کون سا قبر میں ہوگا؟ کیا تم نے نئی بحثیں چھیڑ دی ہیں۔ اس گمراہ سے پوچھو: جب تو نے چھیڑی تھیں تب قبر میں سوال وجواب ہونا تھا اور جب ہم نے جواب دیا ہے اب فوراً منطق بدل لی ہے کہ اس کا کونسا قبر میں سوال جواب ہونا ہے۔

عقیدہ عذاب قبر

خیر میں عرض یہ کر رہا تھا کہ ایمان کی وجہ سے اللہ رب العزت عذاب قبر سے محفوظ رکھیں گے۔ ہمارا اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے جس قبر میں میت کو دفن کرتے ہیں اسی قبر میں اگر دنیا میں نیک ہو تو ثواب ہوتا ہے اور اگر یہ برا تھا تو اس کو عذاب

ہوتا ہے۔

عذاب قبر ہمیں نظر آئے یا نہ آئے ہر حال میں ماننا ہے۔ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ بھی اسی لیے ہے کہ نظر آئے تب بھی مانتے ہیں اور نظر نہ آئے تب بھی مانتے ہیں۔ بعض لوگ گمراہ کرنے کے لیے کہتے ہیں: اگر کسی آدمی کو جانور وغیرہ نے کھالیا تو اس کی قبر کدھر ہے، اور ایک آدمی دریا کے اندر گرا اس کی قبر کدھر ہے، ہندو میت کو جلاتے ہیں اور جلا کر راکھ کو بہا دیتے ہیں۔ اب اس کو عذاب کدھر ہوگا؟ اس کا مطلب اس کو عذاب نہیں ہوگا۔ ہم نے کہا: دھوکہ مت دو، قبر کہتے ہیں میت اور اجزاءِ میت کے مقر کو، جہاں میت خود ہوتی ہے اس کا نام قبر ہے اور جہاں میت کے اجزاء ہوتے ہیں اس کا نام بھی قبر ہے۔ اگر درندوں نے کھالیا ہے میت کے اجزاء جہاں کہیں گئے ہیں وہیں قبر بنتی ہے۔ اگر اسکو جلا دیا ہے جہاں جہاں اس کے ذرے ہیں وہیں اس کی قبر ہے۔ اگر پانی میں گر کر گل سڑ گیا وہیں اس کی قبر ہے۔ اللہ اس کے ساتھ روح کا تعلق قائم کرتا ہے۔ جسم کے ذروں کے ساتھ روح کا تعلق کون کرتا ہے؟ [اللہ۔ سامعین] کہتے ہیں: "یہ توحیدی ہیں"، جو اللہ کی طرف سے روح کا اجزاء کے ساتھ تعلق کو بھی نہیں مانتا یہ کیسا توحیدی ہے؟ توحید والے تو وہ ہیں جن کو سمجھ میں نہیں آتا پھر بھی مانتے ہیں۔

ایک سوال کا جواب

میں سفر میں تھا۔ ایک بندے نے بڑا معقول سوال کیا اور ہماری یہ عادت ہے کہ جو معقول سوال کرتا ہے تو ہم شاباش بھی دیتے ہیں اور جو معقول نہیں کرتا تو اس کی درگت بھی بناتے ہیں۔ اس بندے نے مجھے کہا: بسا اوقات ہم دیکھتے ہیں بندہ قبر میں موجود ہے، کبھی مٹی گر گئی ہے یا اینٹ گر گئی ہے یا کوئی مسئلہ بنا ہے تو ہم نے دیکھا اور

میت کو ہاتھ لگایا میت کو کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے، اگر عذاب ہوتا تو بندے کو محسوس تو ہوتا۔ ایک بندے نے کہا: اگر ایک انسان جس کو درندے نے کھالیا تو پھر اس کی قبر اس جانور کے پیٹ میں بنی ہے تو پھر جب کافر کو عذاب ہو گا تو پھر جانور کو بھی ہونا چاہیے، جانور تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ اگر اس کو عذاب ہوتا تو جانور کے پیٹ کو تو آگ لگ جانی چاہیے تھی حالانکہ اس کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پھر کیسے مانیں کہ اس کو عذاب ہو رہا ہے، اس لیے پتہ چلا کہ آدمی کو اسی قبر میں عذاب و ثواب نہیں ہوتا ہے۔

میں نے کہا: کبھی آپ کے پیٹ میں یا سر میں درد بھی ہوا ہے؟ اس نے کہا : جی ہاں۔ میں نے کہا: جب آپ کے پیٹ میں درد ہوتا ہے تو اوپر کے چمڑے کو درد ہوتا ہے یا اندر ہوتا ہے؟ کہا: اندر ہوتا ہے۔ میں نے کہا: پھر ثابت ہوا کہ درد اندر ہوتا ہے اور چمڑے کے باہر نہیں ہوتا۔ ایک آدمی کہتا ہے: مجھے سخت گرمی لگ رہی ہے، جگ پانی پی لیا لیکن پیاس نہیں بجھ رہی، اندر جل رہا ہے۔ لیکن باہر دیکھو تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ دیکھو ہڈی اندر ٹوٹی ہوتی ہے اور اندر درد ہے لیکن باہر چمڑے پر کچھ بھی نہیں ہے۔ دل کا آپریشن ہو رہا ہے، دل کے والو ختم ہو گئے ہیں، دل پھٹ رہا ہے۔ اندر درد ہے اوپر دیکھو تو کچھ بھی نہیں ہے۔ تو میں نے کہا: جس طرح جسم کے اندر درد ہو اور باہر کچھ بھی نہیں ہوتا اسی طرح جانور کے جسم کے اندر تو میت کو عذاب ہوتا ہے لیکن جانور کو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کبھی کوئی بندہ آپ کے سامنے سوال کرے اور عقیدہ کو خراب کرنے کی کوشش کرے تو آپ مرکز [اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا] سے رابطہ ضرور فرمائیں، آپ کو سوالات کے جوابات مل جایا کریں گے۔ آپ اللہ کا شکر ادا

کریں کہ اللہ نے آپ کو مرکز اہل السنۃ والجماعۃ جیسا ادارہ عطا فرمایا ہے۔ کسی مسئلہ پر الجھن ہو، ہم اور ہماری ٹیم موجود ہیں، مسئلہ لاؤ اور جواب لو۔ دنیا بھر میں آپ تلاش کریں میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ شاید آپ کو ایسا ادارہ نہ ملے۔ یہاں ہم 24 گھنٹے بیٹھے ہیں آپ کے شبہات دور کرنے کے لیے۔

شیطان کے گمراہ کرنے کے دو طریقے

یہ میری بات بطور اصول کے نوٹ فرمائیں:

شیطان جب بھی گمراہ کرتا ہے تو اس کے گمراہ کرنے کے دو ہی طریقے ہوتے ہیں؛ ۱: شبہات، ۲: شہوات

شبہات ایمانیات میں اور شہوات اعمال میں پیدا کرتا ہے۔

ایمانیات میں شبہات

ایمانیات میں شبہات کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ کو خراب کرے گا، اس میں شبہ ڈالا جائے گا، ختم نبوت کا انکار کرائے گا، صحابہ کرام سے دور کرائے گا، کبھی قرآن پر شبہ، کبھی علم پر شبہ، کبھی قبر پر شبہ، کبھی آخرت پر شبہ۔ ایسے شبہات پیدا کرتا ہے کہ بندے کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے۔

اعمال میں شہوات

شیطان انسان کے اعمال میں شہوات ڈالتا ہے۔ شہوت کا معنیٰ صرف یہ نہیں کہ آدمی بدکاری کرے بلکہ ہر قسم کی شہوت ہے، زبان کی الگ ہے، آنکھ کی الگ ہے، پیٹ کی الگ ہے۔ شہوت کا معنیٰ خواہشات کی پیروی کرنا ہے۔ آدمی سویا ہوا ہے،

رات کو تھکا ہوا تھا، اب فجر کا وقت ہوا، لیکن اٹھتا نہیں، دل چاہتا ہے نماز نہ پڑھے اسی کو شہوت کہتے ہیں۔

اور میری یہ بات پلے باندھ لو۔ آدمی شبہات سے بھی تب بچتا ہے جب اہل فن سے رابطہ ہو اور آدمی شہوات سے بھی تب بچتا ہے جب اہل فن سے رابطہ ہو۔ ورنہ شبہات سے بھی نہیں بچتا اور شہوات سے بھی نہیں بچتا۔

اہلِ فن سے رابطہ کی نوعیت

رابطہ عقیدت کے ساتھ ہو، رابطہ چیک کرنے کے لیے نہ ہو۔ بعض لوگ عقیدت سے رابطہ نہیں کرتے وہ چیک کرنے کے لیے رابطہ کرتے ہیں کہ دیکھیں جواب کیسا ملتا ہے؟

آج ہمارے ہاں کچھ حضرات تشریف لائے تھے ایک جگہ سے، ان کو خطیب اور امام چاہیے تھا۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے، ہم خطیب دے دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ان کو جمعہ کے دن بھیج دیں۔ میں نے کہا: ان چیک کرنا ہے؟ کہتے ہیں: جی ہاں۔ میں نے کہا: میں نہیں بھیجتا، کسی اور جگہ سے تلاش کر لیں۔ خطیب کو چیک کرنا تمہارا کام نہیں وہ ہمارا کام ہے۔ جو ہم دیں گے وہ آپ کو رکھنا پڑے گا پسند آئے تب بھی اور نہ پسند آئے تب بھی، رزلٹ آپ اچھا ملے گا۔ میں اس کو عالم کی توہین سمجھتا ہوں ایک کمیٹی بیٹھی ہے۔ ایک جمعہ ایک مولوی صاحب تقریر کرتا ہے، پھر دوسرے جمعہ دوسرا اور تیسرے جمعہ تیسرا۔ کمیٹی چیک کرنے کے لیے بیٹھی ہے کہ مولانا صاحب بیان کیسے کرتے ہیں؟ تم عالم کا علم کیسے چیک کرو گے!

پھر وہ مجھے کہنے لگے: آپ کا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: ہم سے خطیب نہ مانگو،

ہم سے انسان مانگو۔ ہم تمہیں خطیب نہیں دیں گے ہم تمہیں انسان دیں گے، ہمارے ہاں انسانیت بھی ہوتی ہے خطابت خود بخود آ جاتی ہے۔ پھر میں نے ان کو تھوڑی سی بات سمجھائی اور ان کو بات سمجھ آ گئی۔

حضرت امیر شریعت کا ایک واقعہ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری [اللہ ان کی قبر پر کروڑوں مرتبہ رحمت نازل فرمائے] ان کے پاس ملتان میں کچھ لوگ امام اور خطیب لینے کے لیے آئے اور کہنے لگے: امام ایسا ہو جو خوبصورت ہو، شکل اس کی اچھی ہو اور آواز بھی اس کی اچھی ہو۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا: اور؟، کہنے لگے: لالچی بھی نہ ہو، لوگوں کے پیسوں پر بھی نظر نہ کرے، بے لوث کام کرے۔ شاہ جی نے فرمایا: اور؟، وہ بیان کرتے رہے شاہ جی سنتے رہے۔

پھر شاہ جی نے فرمایا: تمہیں مولوی چاہیے یا نبی چاہیے؟ میں نے تو جیلیں کاٹی ہیں، ماریں کھائی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

جامع الترمذی:2219

پر اور تم مجھ سے نبی کا تقاضا کرتے ہو؟۔ یہ صفتیں تو نبیوں کی ہیں مولویوں کی نہیں۔ میں جو مولوی بھیجوں گا وہ تم سے پیسے بھی لے گا اور تنخواہ بھی لے گا، بے لوث کام نہیں کرے گا۔ مولوی کی بات اور ہوتی ہے نبوت کی بات اور ہوتی ہے۔

حضرت جالندھری رحمہ اللہ کا واقعہ

حضرت مولانا محمد علی جالندھری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ

تھے۔ بڑی عجیب بات فرمائی، فرمایا: آج جب ہم مرزا قادیانی ملعون مرتد، کذاب، دجال کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ شراب پیتا تھا، زنا کرتا تھا، رات کو عورتوں سے خلوت میں ٹانگیں دبواتا تھا، وہ بہت بے ایمان تھا، وہ دن میں سو سو بار پیشاب کرتا تھا، انگریز کا ایجنٹ اور حامی تھا۔ تو پھر کالج کا ایسا نوجوان طبقہ اور پروفیسر طبقہ جن کے پاس علم تو ہوتا ہے لیکن دین کا درد نہیں ہوتا، وہ کہتے ہیں: مولانا صاحب! آپ اس کے مسئلہ پر اٹیک کرو، اس کی ذات پر اٹیک نہ کرو، کسی کی ذات پر اٹیک کرنا ٹھیک نہیں ہوتا۔

مولانا نے بڑا پیارا جواب دیا، فرمایا: مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مولویت نہیں تھا، وہ مدعی نبوت تھا۔ اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں مولوی ہوں، اس نے کہا تھا: میں نبی ہوں اور نبی کا معاملہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت بعد میں فرمایا پہلے یہ فرمایا: اے اہل مکہ! لبست فیکم عمرا میں نے تمہارے اندر 40 سال کی زندگی کا عرصہ گزارا ہے، هل وجدتمونی صادقا ام کاذبا؟ بتاؤ! تم نے مجھے کیسے پایا ہے؟ انہوں نے کہا: جربناك غیر مرة اے محمد! ہم نے تجھے کئی بار آزمایا ہے، ماوجدنافیك الا صدقا، ہم نے تجھے سچا پایا ہے۔

پہلے حضور نے ذات کو پیش کیا ہے پھر فرمایا: قولوا لا اله الا الله تفلحوا، پہلے نبی ذات کی ہوتی ہے پھر نبی کی بات ہوتی ہے۔ نبی کی ذات پر ایمان فرض ہے نبی کی بات پر بھی ایمان فرض ہے۔ مولوی کی ذات پر ایمان نہیں ہوتا مولوی کی بات پر ایمان ہوتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی مولوی ہونے کا دعویٰ کرتا ہم اس کی ذات پر بات نہ کرتے، اس کے مسئلہ پر اعتراض کرتے۔ اب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، لہذا پہلے اس کی ذات پر بحث ہو گی پھر اس کی بات پر بحث ہو گی۔

دوسری نعمت: علم

ایمان کے بعد اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے ""علم""۔ کیوں کہ انسان نبی تو نہیں بن سکتا کہ نبوت کا دروازہ جو بند ہے، ہاں علم کا دروازہ کھلا ہے۔ نبی کا وارث عالم ہوتا ہے، نبی کا وارث عامل اور عابد نہیں ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُم** [جامع الترمذی: 2685] ایک عالم کی فضیلت عام آدمی پر ایسی ہے جیسے نبی کی فضیلت عام صحابی پر ہے۔

علم اور نسبت کی لاج رکھیں

جن کو اللہ نے علم عطا فرمایا ہے، اس پر اللہ کا شکر ادا کریں اور اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ اس علم کی لاج رکھنے کی بھی توفیق عطا فرما۔ بسا اوقات بندے کا دل کرتا ہے کہ میں گناہ کروں۔ اس وقت اپنے آپ کو روک لے اور علم کی لاج رکھ لے تو اللہ اس بندے کو بہت نوازتے ہیں۔

واقعہ نمبر 1:

حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ ہمارے امام ہیں۔ جن کے ہم مقلد ہیں۔ انہوں نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے اور کیوں؟ اس کی وجہ کیا ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ گزر رہے تھے۔ ایک بندے نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہا: ان کو جانتے ہو یہ پوری رات نفل پڑھتا ہے۔ امام صاحب نے سن لیا، اس کے بعد فرمایا: میں نے فیصلہ کر لیا اب پوری رات نفل پڑھوں گا، لوگ میرے بارے میں یہ گمان رکھتے ہیں اور میں پوری رات سوتا رہوں،

پوری رات امام صاحب نے عشاء کے بعد نفل پڑھے ہیں۔

واقعہ نمبر 2:

امام محمد رحمہ اللہ کے بارے میں واقعہ ہے۔ آپ رحمہ اللہ رات کو جاگ رہے تھے اور مطالعہ کر رہے تھے۔ امام محمد رحمہ اللہ کی بیٹی یا باندی نے عرض کیا: آپ پوری رات مطالعہ کر رہے ہیں اور جاگ رہے ہیں، سو جائیں۔ امام محمد رحمہ اللہ نے بڑا پیارا جملہ ارشاد فرمایا: ساری دنیا سو رہی ہے کہ امام محمد جاگتا ہے، ہمیں کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو امام محمد بتائے گا۔ اب میں بھی سو گیا تو کس پر اعتماد کریں گے۔

ہمارے دوست ہیں مولانا بشیر احمد کلیار صاحب اور وہ میرے مرید بھی ہیں۔ یہ ہمارے ایک ہی خلیفہ ہیں۔ وہ فرما رہے تھے مولانا ہم دعا کرتے ہیں اللہ آپ کی حفاظت فرمائے۔ میں نے کہا کیوں؟ کہتے ہیں کہ آپ ہیں تو ہم مطمئن بیٹھے ہیں کہ کوئی مسئلہ پیش آئے تو مولانا بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں گے۔

واقعہ نمبر 3:

عالمگیر بادشاہ بہت معروف بادشاہ ہیں۔ شاہی خزانے سے پیسے نہیں لیتے تھے۔ عجیب بادشاہ تھے۔ خود قرآنِ مجید کی جلد بندی کرتے تھے، اس سے پیسے کماتے تھے اور گھر کے خرچے کے لیے بھجوا دیتے تھے اور یہی عالمگیر بادشاہ تھے جنہوں نے بعض علماء کو جمع کر کے ایک عظیم الشان فتاویٰ لکھوایا جس کا نام ”فتاویٰ عالمگیریہ“ ہے جسے ”فتاویٰ ہندیہ“ بھی کہتے ہیں۔ عالمگیر بادشاہ کے پاس ایک میراثی آیا۔ اس نے کچھ مانگا کہ اللہ کے نام پہ کچھ دو۔ عالمگیر نے فرمایا: بھئی ہم دیں گے مگر کچھ اپنا فن دکھاؤ۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے، ہم اپنا فن دکھائیں گے پھر لیں گے۔ اب میراثی وہاں سے چلا گیا۔

اس نے ڈاڑھی رکھ لی، زلفیں رکھ لیں اور موٹی تسبیح لے لی اور ولایت کا روپ دھار کر بیٹھ گیا۔ اس کے علم میں تھا کہ عالمگیر جس علاقہ میں جاتا ہے تو اس کے علماء وصلحاء سے ضرور ملتا ہے۔ اب اس کو پتا چلا کہ عالمگیر کو فلاں علاقہ سے گزرنا ہے تو وہ مراثی وہاں جا کر بیٹھ گیا۔

عالمگیر کے وزیروں کو حکم ہوتا تھا کہ ہمیں بتادیں کہ اس علاقہ میں کوئی اللہ کا ولی ہو تو ہم اس سے ملاقات کریں۔ چنانچہ وزیر نے پتا دیا کہ فلاں علاقہ میں اللہ کا ولی ہے۔ بادشاہ نے کہا: چلو۔ جب اس درویش کے پاس پہنچے تو وزیر نے کہا کہ بادشاہ آیا ہوا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا: ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ آخر اس نے منت سماجت کی تو درویش نے کہا: بادشاہ کو لے آؤ۔ بادشاہ آیا اور بہت متاثر ہوا۔ اشرفیوں سے بھرے تھیلے کا ہدیہ پیش کیا۔ اس نے ٹھوکر مار کر پھینک دیا اور کہا: جاؤ جا کر یہ مال دنیا کے کتوں کو دو، ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

عالمگیر بہت متاثر ہوا کہ پہلے وقت نہیں مل رہا تھا اور وقت ملا تو اتنا ہدیہ دیا اس کو بھی ٹھوکر ماردی۔ پھر کچھ دن گزرے میراثی بادشاہ کے دربار میں آیا اور کہا: مجھے دو سو اشرفی انعام دو۔ بادشاہ نے کہا: فن دکھاؤ۔ اس نے کہا: یاد نہیں جب تو ولی کے پاس گیا تھا اور تو نے اسے ہدیہ دیا اور اس نے باہر پھینک دیا تھا، وہ میں ہی تو تھا۔ اس سے بڑا کیا فن دکھاؤں؟ بادشاہ نے کہا: اس کو دو سو اشرفیاں دے دو۔ پھر عالمگیر نے کہا: ظالم اس دن ہم سونے سے بھرا تھیلا دیا تو نے نہ لیا اور آج دو سو روپے کے لیے آگیا۔ اس میراثی کا جواب سنو۔ اس نے کہا: میں اس وقت اولیاء کے روپ میں تھا۔ اگر میں وہ مال وصول کرتا تو ولی بدنام ہوتے۔ میں نے ولایت کی لاج رکھنے کے لیے اتنے لاکھ قربان کر دیئے۔

واقعہ نمبر 4:

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سرکاری اور شاہی پہلوان تھے۔ ایک دن کشتی کا اعلان ہوا اور ایک کمزور بوڑھے کے ساتھ ان کی کشتی تیار ہوئی۔ لوگوں نے بہت سمجھایا: باباجی آپ کی ہڈیاں اور پسلیاں ٹوٹ جائیں گی، یہ شاہی پہلوان ہے اور یہ شاہی بادام کھاتا ہے۔ اس نے کہا: ہم دیکھتے ہیں اور اس کے سارے حساب چکا دیں گے۔ ایک طرف بوڑھا اور دوسری طرف جنید بغدادی ہیں؛ لوگ تعجب سے دیکھتے ہیں کہ آج جنید کی توہین ہے اس سے کشتی کرنا۔ اگر اس بوڑھے نے داؤ لگا کر اس کو گرادیا تو جنید کے پلے کیا رہ جائے گا؟

کشتی ہونے لگی، اس بوڑھے آدمی نے جنید کے کان میں کہا: جنید میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں، سید زادہ ہوں، میرے گھر والے فاقے میں ہیں اور میری اولاد بھوکی مر رہی ہے۔ میں تو لڑ نہیں سکتا۔ اگر میں آج جیت گیا اور تو گر گیا تو مجھے شاہی خزانے سے انعام ملے گا اور حضور علیہ السلام کی اولاد کے گھر چولہا جلے گا۔ کشتی شروع ہوئی، تھوڑی دیر بعد جنید گر گیا اور بوڑھا اس کے سینے پر چڑھ کھڑا ہوا۔ پھر کیا تھا پورے بغداد میں اس کا ڈنکا بج گیا۔ جنید بغدادی ہار گیا، شکست ہوئی۔ بتاؤ کتنی ذلت اور رسوائی ہوئی ہوگی۔ جنید نے اپنی عزت لٹائی حضور علیہ السلام کی نسل کی لاج رکھنے کے لیے۔ ہمارے شیخ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم فرماتے ہیں: جنید بغدادی رات کو سوئے اور حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ فرمایا: تو نے میری اولاد کی لاج رکھی ہے، جس طرح تیری ذلت بغداد نے دیکھی ہے اب اسی طرح پوری دنیا تیری عزت دیکھے گی۔

تیسری نعمت: عزت

اس کے بعد بڑی نعمت ہے ’’عزت‘‘۔ اللہ سے دعائیں مانگو کہ اللہ عزت کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ذلت سے نہیں، کیونکہ ہم کمزور ہیں ذلت کو برداشت نہیں کر سکتے۔

چوتھی نعمت: صحت

چوتھی بہت بڑی نعمت ہے ’’صحت‘‘ اور جس کی صحت ہے وہ اللہ شکر ادا کرے کہ اللہ نے صحت عطا فرمائی۔ ہم کمزور لوگ ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ بیماری کی وجہ سے کفر کی حد تک جا پہنچیں۔ چناب نگر میں مرزائیوں کا ہسپتال ہے۔ آدمی کو ہارٹ اٹیک ہوتا ہے، آپریشن کے لیے مرزائیوں کے پاس چلا جاتا ہے اور غریب لوگ پیسے نہ ہونے کی وجہ سے مرزائیوں کے پاس جاتے ہیں علاج کرانے کے لیے۔ کیوں بھئی؟ کہتے ہیں پیسے کا مسئلہ ہے۔ بھئی ایمان کا مسئلہ ہے۔ آدمی کو اللہ موت دے یہ بہتر ہے لیکن اس مسئلہ پر کمپرومائز نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ ہمیں بچائے کہ ہم کسی کافر اور قادیانی کے پاس علاج کرائیں۔ صحت بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ ہمیں اس پر شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پانچویں نعمت: دولت

یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ قرآن کریم میں پیسے کو خیر فرمایا: إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ

البقرۃ:180

اور دوسری جگہ فرمایا:

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ

العادیات:8

یہاں مال و دولت کو اللہ تعالیٰ نے خیر فرمایا۔ مال والوں پر چڑھائی نہ کیا کرو، خواہ مخواہ پیسے کو برا بھلا نہ کہا کرو۔ دولت اگر جائز طریقے سے آئے تو خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اب دیکھو آپ آرام سے بیٹھے ہو کہ نہیں۔ پکی مسجد ہے، پنکھے چل رہے ہیں، سپیکر ہیں، جن کی وجہ سے آواز باہر تک آتی ہے، سکون کے ساتھ بیٹھے ہو۔ یہ بغیر پیسے کے تو نہیں ہے۔ اللہ نے مال کو ''خیر'' فرمایا ہے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ جائز جگہ سے آیا ہو اور جائز جگہ پہ خرچ ہو۔ جائز طریقے پر آئے تو خدا کی نعمت ہے اور ناجائز طریقے پر آئے تو خدا کا عذاب ہے۔

چھٹی نعمت: ہدایت

''ہدایت'' اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت پر کاربند فرمائے اور ذلت و گمراہی سے بچائے۔

دعا کریں اللہ ہم سب کو اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کیونکہ خدا کا جو اعلان ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ

ابراہیم:7

اگر تم شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو جو میں نے دیا ہے وہ بھی چھین لوں گا۔ نعمتوں کے چھن جانے سے بچو، جب نعمت ہوتی ہے تو بندے کو احساس نہیں ہوتا جب نعمت چھین لی جاتی ہے تو پھر بندہ روتا ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

مغفرت کی طرف دوڑو

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید

الحمد للہ وحدہ لا شریک لہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ،

اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ

آل عمران:133

ترجمہ: اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت ایسی ہے جیسے آسمان اور زمین، جو خدا سے ڈرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

پہلے مغفرت پھر جنت

محترم دوستو اور بھائیو! اللہ رب العزت نے اس آیت میں انسان کو مغفرت اور جنت کی طرف دوڑنے کی ترغیب دی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے میں جلدی کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ باری تعالیٰ تمہیں جنت عطا فرمائیں گے۔ پر لطف بات یہ ہے کہ پہلے مغفرت کا ذکر ہے اور جنت کا ذکر بعد میں ہے۔ اشارہ ہے کہ پہلے معافی پھر جنت، کوئی بندہ جنت میں گناہوں کی معافی کے بغیر نہیں جاسکتا، پاک ہو کر ہی جنت میں جانا ہے۔ کبھی اللہ رب العزت اپنے فضل سے پاک فرماتے ہیں اور کبھی قانونِ عدل سے یعنی گناہوں کی سزا دینے کے لیے جہنم کے عذاب میں ڈالیں گے

مومن اور کافر کے عذاب میں فرق

یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ عذاب کافر کو بھی ہو گا اور مومن فاسق کو بھی لیکن

دونوں کے عذاب میں فرق ہے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ تعالی نے آیت کریمہ

وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ

البقرہ:90

کے تحت بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی ہے، اکابرین رحمہم اللہ کو اللہ رب العزت نے عجیب علوم سے نوازا تھا، جن کی مثال اب بمشکل ملتی ہے۔ بہت دقیق اور علمی مسائل جو بڑی بڑی کتب پڑھنے کے بعد بھی حل نہیں ہوتے حضرات اکابرین کی کتب سے حل ہو جاتے ہیں۔ حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر عذاب ذلت کے لیے نہیں ہوتا بلکہ مسلمانوں کو جو اِن کے معاصی پر عذاب ہو گا گناہوں سے پاک کرنے کے لیے ہو گا نہ بغرض تذلیل، البتہ کافروں کو بغرض تذلیل عذاب دیا جائے گا۔

عذاب میں فرق کی وجہ

وجہ یہ ہے کہ عذاب کہتے ہیں: ''ایذاء الحئی علی سبیل الھوان'' کو یعنی زندہ آدمی کو ذلیل کرنے کے لیے تکلیف دینا، مومن چونکہ اللہ کا پیارا ہوتا ہے اور کافر اللہ کا دشمن ہوتا ہے، اس لیے کافر اگر جہنم میں ڈالا جائے گا تو مقصد اس کو عذاب دینا ہو گا اور مومن فاسق اگر جہنم میں ڈالا جائے گا تو مقصد اس کو پاک کرنا اور تزکیہ کرنا ہو گا، عذاب دینا نہیں ہو گا۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں مثلاً کسی سے آپ کا جھگڑا ہوتا ہے آپ اس کو مارتے ہیں، تو یہ مارنا اس کی اصلاح کرنے کے لیے ہوتا ہے یا ذلیل کرنے کے لیے؟

[ذلیل کرنے کے لیے۔ سامعین]

یقیناً ذلیل کرنے کے لیے، اور آپ اپنے بیٹے کو مارتے ہیں تو یہ اصلاح کے لیے ہوتا ہے۔ تو بیٹے کو مارا ہے لیکن وجہ اور ہے اور دشمن کو بھی مارا ہے لیکن اس کی وجہ اور ہے۔

پھر جب مغفرت ہو گی تو اب جنت ملے گی۔ چنانچہ فرمایا:

﴿عَرۡضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالۡأَرۡضُ﴾

آل عمران:133

زمین و آسمان کا ذکر کرنے کی وجہ

اللہ رب العزت نے جنت کی چوڑائی بیان کرنے کے لیے زمین و آسمان کا ذکر فرمایا، وجہ یہ تھی کہ بندے کی عقل کا پیمانہ محدود ہے۔ جنت کی لمبائی چوڑائی اس کے ذہن میں نہیں آسکتی تھی اس لیے باری تعالیٰ نے وہ الفاظ ارشاد فرمائے جو اس کی عقل کے مطابق تھے، اس لیے فرمایا کہ دیکھو آسمان و زمین میں کتنا فاصلہ ہے، اتنی بڑی جنت تمہیں دوں گا۔ خدا کے پیمانے بہت بڑے ہیں اور بندے کی عقل بہت چھوٹی ہے۔ اس لیے باری تعالیٰ ہماری عقل کے مطابق الفاظ استعمال فرماتے ہیں۔

گناہ ہو جائے تو کیا کریں

لہذا اس بات کا اہتمام ضرور فرمائیں کہ گناہ نہ کیا کریں۔ اگر خدانخواستہ کبھی گناہ سرزد ہو بھی جائے تو اس کی معافی فوراً مانگا کریں۔

جن حضرات کا کسی شیخ سے بیعت کا تعلق ہے وہ اس بارے میں دو باتوں کا اہتمام فرمائیں۔

1: اگر گناہ ہو جائے تو اپنے شیخ کو ضرور بتائیں۔ جب آپ کے ذہن میں یہ ہو گا کہ

میں نے یہ گناہ اپنے شیخ کو بتانا ہے تو یقین جانیے یہ تصور آپ کو گناہ کرنے سے روک دے گا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ شیخ گناہ چھڑوانے کا جو نسخہ تجویز فرمائے اس پر عمل بھی کریں، پھر دیکھیں مزاج کیسے تیزی سے تبدیل ہوتے ہیں اور اللہ رب العزت سے تعلق کیسے بنتا ہے!

2: دوسرا یہ اپنے اکابرین پر اعتماد رکھیں اور ان کی تشریحات کو اپنے لیے مشعل راہ بنائیں۔ اکثر فتنوں کا دروازہ کھلتا ہی تب ہے جب انسان اپنے اکابر کی تحقیقات پر اعتماد کے بجائے خود کو محقق سمجھنے لگتا ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین ثم آمین

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

آخر میں حضرت الشیخ حفظہ اللہ نے لاہور میں پھیلے ہوئے ڈینگی وائرس سے متاثرہ افراد اور سندھ میں سیلاب زدگان کے لیے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے اور بیماروں کو صحت نصیب فرمائے۔

نکاح کی ضرورت واہمیت

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِی خَلَقَکُمۡ مِنۡ نَفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنۡھَا زَوۡجَھَا

سورة النساء:1

اللہ رب العزت نے جائز طریقے سے انسانی نسل کے جاری رہنے کے لیے نکاح کا عمل عطاء فرمایا ہے۔ نکاح وہ واحد ذریعہ ہے جس سے انسانی نسل کا سلسلہ جائز طریقے سے چلتا ہے۔ اس کے بغیر نسلِ انسانی کا جائز تسلسل ممکن نہیں۔

مسلمانوں اور کافروں میں فرق

مسلمان اور کافر دونوں نکاح کرتے ہیں، بغیر نکاح کے مرد و عورت کا ملنا دونوں میں معیوب ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاں نکاح کی حیثیت "عبادت" کی ہے اور کفار کے ہاں اس کی حیثیت "عیاشی" کی ہے۔ کافر چونکہ نکاح کو عیاشی سمجھتا ہے اس لیے وہ اسبابِ عیش و عشرت اختیار کرتا ہے۔ مسلمان کے ہاں نکاح چونکہ عبادت ہے اس لیے وہ اسبابِ عبادت اختیار کرتا ہے۔

تعدد نکاح پر تعجب کی وجہ

کافرانہ ماحول دیکھنے کی وجہ سے ہمارا مزاج ہی مسلسل کافرانہ بنتا چلا جا رہا ہے۔ اگر کوئی بندہ ایک کے بعد دوسرا نکاح کرے تو لوگ بڑے تعجب سے دیکھتے ہیں کہ کیا ضرورت پڑی تھی؟ چونکہ مزاج کافرانہ ہے اس لیے تعجب ہوتا ہے۔ اگر نکاح کو عبادت سمجھتے تو پھر ایک کے بعد دوسرے نکاح پر خوشی ہوتی یا تعجب؟ [خوشی۔ سامعین] اب بتاؤ جس طرح اوابین کے نفل یہ عبادت ہیں، تہجد کے

نفل عبادت ہیں، اشراق کے نفل عبادت ہیں، فرائض ان کے علاوہ ہیں۔ اگر کوئی بندہ مغرب کی نماز کے بعد اوابین کے نوافل ادا کرے اور وہی بندہ تہجد کے نفل بھی ادا کرے تو اس کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں یا عیب کی نگاہ سے؟ [اچھی نگاہ سے، سامعین] لوگ کہتے ہیں بہت نیک آدمی ہے، ماشاءاللہ اوابین پڑھتا ہے اور تہجد بھی پڑھتا ہے، لیکن جو شخص نفل کو عبادت نہ سمجھے اسے تعجب ہوگا کہ اوابین کے بعد تہجد کیوں پڑھتا ہے!

اگر ہم نکاح کو عبادت سمجھیں تو پھر ایک کے بعد دوسرا نکاح، اس کے بعد تیسرا، اس کے بعد چوتھا۔۔۔ اس پر تعجب نہ ہو بلکہ لوگ مبارک دیں۔ لیکن ہمارے ہاں مزاج ایسا سخت بنا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے نکاح کا نام لے تو العیاذ باللہ! العیاذ باللہ! لوگ انتہائی نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو سنت کے قدر واحترام کی توفیق نصیب فرمائے۔

بعض احباب کے گلہ کا جواب

بہت سے احباب کو عموماً نکاح پر شکوہ اور گلہ ہوتا ہے کہ دیکھو جی نکاح کیا ہے، اس سے دینی کام متاثر ہوگا، بندہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے کوئی کام متاثر نہیں ہوتا۔ مغرب کی نماز کے بعد ہمارا مجلسِ ذکر کا معمول تھا، اگرچہ میں تاخیر سے پہنچا ہوں لیکن مغرب کے معمول میں آپ کے ساتھ شریک ہوں۔ ابھی رات ان شاء اللہ سرگودھا شہر میں ختم نبوت کانفرنس ہے اور میں نے معمول کے مطابق اپنی کانفرنس میں شرکت کرنی ہے ان شاءاللہ العزیز۔ صبح ہمارا جمعہ کا بیان ہے، وہ بھی ہوگا۔ عشاء کی نماز کے بعد سرگودھا شہر میں درس قرآن ہے وہ بھی ہوگا۔ پھر رات کو سفر ہے

اور صبح ساڑھے تین بجے ہماری فلائٹ بیرون ملک کے سفر کی ہے وہ سفر بھی ہو گا۔ اب بتاؤ اس نکاح سے کیا تعجب؟ کیا نکاح روکاٹ بنا؟ [نہیں۔ سامعین]

اب دیکھیں! مغرب کے بیان میں بھی ہوں، رات کے بیان میں بھی ہوں، جمعہ کی نماز میں بھی ہوں، عشاء کے بعد درس قرآن میں بھی ہوں، پھر رات کے سفر کے بعد بیرون ملک دورے پر بھی ہوں۔ تو جب بندہ اتنا اہتمام کرے اس پر تو تعجب کا کوئی جواز ہی نہیں ہے۔ میری بات سمجھ رہے ہیں ناں؟ [جی ہاں۔ سامعین]

میں اس لیے گزارش کر رہا ہوں کہ اس کی وجہ سے ہمارے کام میں کمی نہیں آئی بلکہ ہمارا کام بڑھا ہے۔

رسم کا خاتمہ اپنے عمل سے

ہمارے ہاں لوگ مطلقہ اور بیوہ سے نکاح کو بہت بڑا عیب سمجھتے ہیں۔ ہم نے اس عیب کو توڑنے کے لیے اس کا اہتمام کیا ہے کہ نکاح بیوہ کے ساتھ ہو اور میرا آج کا نکاح بیوہ کے ساتھ ہے۔ وہ اس لیے کہ ہندوانہ رسم کو اپنے عمل سے توڑیں۔ آدمی زبان سے کہتا رہے، عمل سے نہ توڑے تو بات بڑی مشکل ہو جاتی ہے اور عمل سے آدمی جب ایک رسم کو توڑتا ہے تو اسے مخالفت بھی سہنی پڑتی ہے کچھ باتیں بھی سننا پڑتی ہیں۔ اللہ رب العزت مجھے اور آپ کو سنت کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ [آمین]

اسباب کے ساتھ انصاف کرنا بھی ضروری ہے

دو نکاح وہ شخص کرے جس کے پاس اسباب بھی موجود ہوں، سنبھالنے کی ہمت بھی ہو اور اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کی نعمت بھی عطاء فرمائی ہو کہ اس سے خانگی

نظام متاثر نہ ہو۔ اگر گھر کے نظام متاثر ہونے کا خطرہ ہو تو پھر ایک کے بعد دوسرا نکاح کرنا قطعاً مناسب نہیں، ہر بندہ اس کو سنبھال نہیں سکتا۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے جب دوسرا نکاح فرمایا تو بہت سے حضرات نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے لوگوں کے لیے ایک نیا دروازہ کھول دیا ہے حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمانے لگے میں نے ایک نکاح کرکے دوسرے نکاح کا دروازہ بند کیا ہے، لوگوں نے کہا کیا مطلب؟ فرمایا ان دونوں میں جتنا انصاف میں کرتا ہوں اگر یوں کوئی انصاف کر سکتا ہے تو پھر نکاح کرے۔

حضرت تھانوی کا بے مثل عدل

حضرت تھانوی رحمہ اللہ انصاف کیسے کرتے تھے؟ ایک بندے نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو دو تربوز دیے۔ اب اس کے ذہن میں یہ تھا کہ ایک تربوز ایک بیوی کو دیں گے اور دوسرا دوسری بیوی کو۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان دونوں تربوزوں کے دو دو ٹکڑے کیے، ان کو ترازو پہ رکھا، تولا اور پھر بھجوایا۔ ایک بندے نے سوال کیا: حضرت! آپ نے تربوز کے دو ٹکڑے کیے اور ہر تربوز کا آدھا آدھا حصہ دونوں میں تقسیم کیا، ایک تربوز ایک کے ہاں بھجوا دیتے دوسرا تربوز دوسرے گھر میں بھجوا دیتے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمانے لگے: یہ بات تو ٹھیک ہے کہ میں ایک تربوز ایک کو اور دوسرا تربوز دوسری کو دوں لیکن اگر ایک تربوز میٹھا ہوتا اور دوسرا پھیکا ہوتا تو اس میں عدل کیسے کرتا؟ اس لیے میں نے دونوں کو کاٹ کر دونوں کے گھر میں بھیجا ہے۔ اگر پھیکا ہے تو دونوں کو ملے اور میٹھا ہے تب بھی دونوں کو ملے۔

ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو مزاحاً کہا: "حضرت آپ تو جنت میں رہتے ہیں" کیونکہ حضرت کی دو بیویاں تھیں۔ تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمانے لگے: "یہ وہ جنت ہے جہاں تک پہنچنے کے لیے پل صراط سے گزرنا پڑتا ہے۔" تو عدل بہت ضروری ہے۔

آخری بات

خیر میں نے اتنی بات سمجھائی ہے کہ نکاح مسلمانوں کے ہاں عبادت اور کفار کے ہاں عیاشی ہے۔ آخری بات کہہ کے بات ختم کرتا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے نکاح فرمائے؟ [گیارہ۔ سامعین] کل گیارہ نکاح فرمائے اور بیک وقت نو بیویاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں۔ کوئی بندہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے بارے میں اس کو بری نگاہ نہیں دیکھتا بلکہ ہم اس کے فوائد بیان کرتے ہیں کہ پہلے نکاح میں یہ فائدہ تھا، دوسرے کا یہ فائدہ، تیسرے کا یہ فائدہ تھا، چوتھے کا یہ۔ اگر فوائد ذہن میں نہ ہوں تو پھر اعتراض تو بہت ہوتے ہیں، اس لیے اعتراضات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ ہم سب کو سنت کے مطابق پوری زندگی گزارنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا طریقہ اور صراط مستقیم

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید

الحمد للہ الذی وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ. صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ۔

اللہ تعالیٰ کریم ذات ہے۔ جو چیز اپنے بندوں کو عطا کرنا چاہتے ہیں اس کا مضمون بھی عطا فرما دیتے ہیں کہ یہ چیز ان الفاظ کے ساتھ مانگی جائے۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ دینا چاہتے تو مانگنے کا طریقہ کیوں سکھلاتے؟ عطا فرمانا چاہتے ہیں تبھی تو مانگنے کا طریقہ سکھاتے ہیں۔

کریم کے معنی

علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمہ اللہ نے کریم کے چار معانی بیان کئے ہیں:

1: الذی یعطی بدون الاستحقاق والمنۃ

وہ ذات جو بغیر استحقاق کے اور بغیر احسان جتلائے دے۔

یاد رکھیں کہ مستحق کو دینا کریمی نہیں بلکہ غیر مستحق کو دینا شان کریمی ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے انعام الباری میں ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں جب میں چھوٹا تھا تو ہمارے گھر کے باہر ایک مانگنے والا آیا۔ مجھے والد صاحب نے فرمایا کہ یہ 100 روپے جا کر اس کو دے دو۔ میں نے کہا ابا جان! یہ تو مستحق نہیں ہے، اچھی صحت والا ہے۔ ابا جی نے فرمایا اگر استحقاق کی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتے۔ ہم ان چیزوں کے ہرگز مستحق نہیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں دیتے ہیں۔

2: الذی یتفضل علینا بدون مسئلة ولا وسیلة

جو بن مانگے بھی دے اور بن وسیلہ بھی دے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وسیلہ نہ کرے تب بھی دیتا ہے اور اگر وسیلہ کرے تو اللہ تعالیٰ جلدی دیتا ہے۔ اہل السنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ وسیلہ کر سکتے ہیں۔

3: الذی یتفضل علینا فوق ما نتمنیٰ به

جس چیز کی ہماری تمنا وسوچ بھی نہ ہو وہ بھی دے دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر آگ لینے گئے تھے اللہ تعالیٰ نے نبوت بھی دے دی۔ ان کو اس کی تمنا وسوچ بھی نہ تھی۔

4: الذی یتفضل علینا ولا یخاف نفاد ما عنده

وہ عطا تو کرے مگر اس کو اپنے خزانے میں کمی کا خدشہ نہ ہو۔ اور یہ مانگنے کا مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں سکھایا ہے یعنی اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ

کہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔

اس بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا بھی ہے:

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه

اے اللہ! ہمیں حق بھی دکھا اور حق کا حق ہونا بھی دکھا اور باطل بھی دکھا اور باطل کا باطل ہونا بھی ہم پر واضح فرما۔

حق کو ماننا بھی ضروری ہے

ایک بات یاد رکھیں کہ صرف حق کا حق معلوم ہونا کافی نہیں بلکہ اس کو ماننا بھی

ضروری ہے۔ بعض اوقات بندہ حق جان تو لیتا ہے مگر ماننے کو تیار نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا

سورۃ النمل : 14

ان کافروں کا یقین تو تھا مگر ضد وعداوت کی وجہ سے مانتے پھر بھی نہ تھے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

اے اللہ! صراط مستقیم پر چلا یعنی ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ”الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ کے بعد ”صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ کہا نہ کہ صراط القرآن والحدیث، یہ ایسی بات ہے جو ہر کسی کو سمجھ آتی ہے۔

انعام یافتہ لوگ

اب جن پر انعام کیا وہ کون ہیں؟ تو آگے چل کر ان کا ذکر بھی فرما دیا:

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ

سورۃ النساء:69

یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء، صالحین سارے کے سارے انعام یافتہ ہیں۔

نبی کون ہے؟

”نبی“ کون ہے؟ نبی وہ ہوتا ہے جس میں چار صفات پائی جاتی ہیں۔

۱۔ انسان ہو۔ ۲۔ معصوم عن الخطا ہو۔

۳۔ مبعوث من اللہ ہو۔ ۴۔ مفروض الاتباع ہو۔

ان چار صفات کا حامل نبی کہلاتا ہے۔

صدیق کون ہے؟

"صدیق" کسے کہتے ہیں؟ علامہ آلوسیؒ نے اپنی معرکۃ الاراء تفسیر روح المعانی میں صدیق کی تین تعریفات لکھی ہیں۔

۱۔ الذی لا یخالف قالہ حالہ

جس کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہو۔

۲۔ الذی لا یتغیر باطنہ من ظاہرہ

جس کا اندر باہر کے ماحول سے متاثر نہ ہوتا ہو، جیسا دیس ویسا بھیس والی بات نہ ہو۔ مثلاً حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ایران کے ساتھ جنگ کے دوران محاذ پر تھے۔ مذاکرات ہو رہے تھے۔ جب کھانا لگے تو کھانے کے دوران حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لقمہ گرا۔ انہوں نے لقمہ اٹھا کر صاف کر کے کھا لیا۔ اپنے کچھ ساتھیوں نے کہا حضرت کیا کر رہے ہیں یہ لوگ کیا کہیں گے؟ تو حضرت حذیفہؓ نے کیا ہی تاریخی جواب دیا جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا کہ

أأترك سنة حبيبي لهؤلاء الحمقاء

کہ ان بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکین
مگر وہ نہ سمجھیں کہ میری بزم کے قابل نہ رہا

۳۔ الذی یبذل الکونین فی رضاء محبوبہ

جو دونوں جہاں اپنے محبوب پر وار دے۔

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت فیوضہم سے ایک عرب نے پوچھا حضرت! محبت میں دنیا فنا کرنا، یہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن آخرت کیسے فنا کرے؟ تو حضرت نے جواب دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نیک عمل کرو تو وہ اللہ کی رضا کے لئے کرو جنت کے لئے نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم نے جنت کو اللہ کی محبت پر وار دیا۔

شہید کون ہے؟

"والشہدا" شہید وہ ہے جو اللہ کی محبت میں جان دے۔ جب اس نے جان دی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ابدی حیات دے دی۔

صالحین کون ہیں؟

"والصالحین" یعنی اولیاء۔ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایسی سلامت طبع عطا کرے کہ وہ گناہوں سے نفرت کرے اور جب گناہ ہو تو فوراً توبہ کرے۔ حقیقی مؤمن یہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ مؤمن کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا جب تجھے تیرا گناہ برا لگے، اور تیری نیکی اچھی لگے سمجھ لے کہ تو مؤمن ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان مقدس ہستیوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلین

حدیث جبرائیل کی تشریح

جامع مسجد چک نمبر 87 جنوبی، سرگودھا

خطبہ مسنونہ

الحمد للہ الذی وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم إذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر لا یری علیه أثر السفر ولا یعرفه منا أحد حتی جلس إلی النبی صلی اللہ علیه وسلم فأسند رکبتیه إلی رکبتیه ووضع کفیه علی فخذیة وقال: یا محمد أخبرنی عن الإسلام قال: " الإسلام: أن تشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله وتقیم الصلاة وتؤتی الزکاة وتصوم رمضان وتحج البیت إن استطعت إلیه سبیلا ". قال: صدقت. فعجبنا له یسأله ویصدقه. قال: فأخبرنی عن الإیمان. قال: " أن تؤمن بالله وملائکته وکتبه ورسله والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیره وشره ". قال صدقت. قال: فأخبرنی عن الإحسان. قال: " أن تعبد الله کأنك تراه فإن لم تکن تراه فإنه یراك ". قال: فأخبرنی عن الساعة. قال: " ما المسؤول عنها بأعلم من السائل ". قال: فأخبرنی عن أماراتها. قال: " أن تلد الأمة ربتها وأن تری الحفاة العراة العالة رعاء الشاء یتطاولون فی البنیان ". قال: ثم انطلق فلبثت ملیا ثم قال لی: " یا عمر أتدری من السائل "؟ قلت: الله ورسوله أعلم. قال: " فإنه جبریل أتاکم یعلمکم دینکم "

جامع سورت اور جامع حدیث

قرآن کریم کی اس سورت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے قسم کھا کر ایک

مضمون ارشاد فرمایا ہے : وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ : قسم ہے زمانے کی بے شک تمام لوگ خسارے میں ہیں، وہی انسان کامیاب ہوگا: إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا: جس کا عقیدہ درست ہو: وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ: اعمال نیک کرتا ہو: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ: صحیح عقیدے اور نیک اعمال کی دعوت دیتا ہو: وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ : اور اگر اس دعوت پر کبھی مشکل آجائے تو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتا ہو۔

اور جس حدیث مبارکہ کی میں نے تلاوت کی ہے یہ حدیث مبارکہ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان کی پہلی حدیث ہے، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے نمبر کے جانشین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔

جو سورت میں نے تلاوت کی اس سورت مبارکہ کے بارے میں حضرت محمد بن ادریس امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت پورے قرآن کو نازل کرنے کی بجائے اس ایک مختصر سی سورۃ کو نازل فرمادیتے تو امت کی رہنمائی کے لیے کافی تھی۔ یعنی بنیادی اصول اور بنیادی چیزیں حق جل مجدہ نے اس نے اس سورۃ میں بیان فرمادیں۔

جو حدیث مبارکہ میں نے تلاوت کی ہے اس حدیث مبارکہ کو محدثین ام السنۃ بھی کہتے ہیں اور ام الحدیث بھی کہتے ہیں۔ اس حدیث مبارکہ کا مشہور نام حدیث جبرائیل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں 10ھ حضور صلی اللہ نے جو حج فرمایا ہے، حجۃ الوداع، اس حج سے کچھ دن قبل یہ حدیث مبارک حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے۔

شان ورود

ہوا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم جو مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو پوچھو، کوئی بات پوچھ لو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب کی وجہ سے پوچھ نہ سکے۔ اللہ رب العزت نے غیب سے ایک اور انتظام فرمایا کہ ایک شخص سوال کر رہا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جواب دے رہے ہیں اور صحابی کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس پوری حدیث کو سن رہے ہیں۔ سوال بھی سنتے ہیں اور جواب بھی سنتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کو اُمُ السُّنۃ کیوں کہتے ہیں؟ سنت کا معنیٰ دین ہے اور ام کا معنیٰ خلاصہ ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دین کا خلاصہ بیان فرمادیا ہے۔ بلکہ محدثین نے لکھا ہے جس طرح قرآن کریم کی 114 سورتوں میں سے پہلی سورۃ سورۃ الفاتحہ کو ام الکتاب کہتے ہیں احادیث پیغمبر میں سے اس حدیث کو ام السنۃ کہتے ہیں۔ سورۃ الفاتحہ پورے قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور یہ حدیث مبارکہ پورے ذخیرہ احادیث کا خلاصہ ہے۔

اس کتاب یعنی مشکوۃ شریف کے مصنف امام بغوی رحمہ اللہ نے سب پہلے اس حدیث کو لائے ہیں۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ جس طرح قرآن کریم کو ام الکتاب سے شروع کیا ہے امام بغوی نے اپنی اس کتاب کو ام السنۃ سے شروع فرمایا ہے۔ لیکن سورۃ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے تو اس حدیث سے پہلے تو وہ اس حدیث سے پہلے حدیث النیۃ کو لائے ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا "اِنما الاعمال بالنیات" تو یہ حدیث مبارکہ بمنزلہ بسم اللہ کے ہیں اور یہ حدیث مبارکہ بمنزلہ سورۃ الفاتحہ کے ہے قرآن کریم کے لیے۔

پورے دین کا خلاصہ

اس حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے دین کا خلاصہ بیان فرمایا۔ اگر آدمی میں فہم اور بصیرت اور کچھ شعور موجود ہو تو دین کو سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ اس دین کی خوبی یہ ہے کہ یہ دین پڑھے لکھے لوگوں کا بھی ہے اور دین اَن پڑھ لوگوں کا بھی ہے اور اللہ نے مقتدیٰ اس امت کا سب سے بڑا اس کو بنایا ہے جس کا دنیا میں کوئی استاذ نہیں۔ کوئی بندہ یہ نہ کہہ سکے کہ حضور علیہ السلام پر میرا یہ احسان ہے کہ عربی مجھ سے سیکھی ہے گرائمر مجھ سے سیکھی ہے یہ تو میرا شاگرد ہے۔ اگرچہ بسا اوقات شاگرد کا علم زیادہ ہوتا ہے، شاگرد کی شہرت زیادہ ہوتی ہے، شاگرد کو جاننے والے زیادہ ہوتے ہیں لیکن بحیثیت استاذ جو مقام استاذ کا ہوتا ہے شاگرد کا کبھی نہیں ہوتا۔ اس حیثیت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

زم زم کا معجزہ

اس سے ایک بات سمجھیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں ایک بات معروف ہے ادھر ان کو کعبہ کے پاس چھوڑ کے ان کی والدہ حضرت حاجرہ دور گئی ہیں۔ پانی مل نہیں رہا تھا اور حضرت اسماعیل پانی کی وجہ سے کی وجہ سے بیتاب تھے۔ بیتاب پانی کی وجہ سے نہیں تھے، ماں پانی پیے گی تو دودھ اترے گا۔ ماں خوراک کھائے گی تو دودھ اترے گا۔ اب ماں کو پانی نہیں ملتا بچے کو دودھ نہیں ملتا۔ حضرت اسماعیل نے ان حالات میں بیتاب ہو کر جیسے بچہ اپنی ایڑیوں ٹانگوں کو ہلاتا ہے، ہلایا۔ ایڑی لگی ہے اور

وہاں سے سے زم زم کا پانی نکلا ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے لیے آسمانوں پر جانے لگے تو سب سے پہلے جبرائیل امین علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام ہانی کے گھر سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کی بیٹی ہیں، وہاں سے جگایا۔ وہاں سے اٹھے ہیں زم زم کے کنویں کے پاس آئے۔

شق صدر کی حکمت

جبرائیل امین نے سونے کا بنا ایک تشت نکالا، تشت یعنی تھال جو جنت سے لائے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سینے کو شق فرمایا جسے ہم آپریشن کہتے ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سینہ نکالا اور اس کو سونے کے تھال میں رکھا اور زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا پھر واپس رکھا۔ بغیر اوزار کے سینے کا آپریشن ہو رہا ہے لوگ کہتے ہیں دل کا آپریشن بڑا مشکل ہے اللہ کے لیے جو دل کا خالق ہے مشکل نہیں ہے۔ دل نکالا اور پھر دل واپس رکھ دیا نہ کوئی نشان ہے نہ کوئی خون ہے نہ کوئی درد ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل کو شق فرمایا کیوں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دل نورانی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ظلمت کا تصور بھی نہیں تھا لیکن حضور جس ماحول میں رہ رہے تھے یہ ماحول تو ظلمت والا تھا نا؟

آپ دیکھیں یہ مسجد بالکل صاف ہے لیکن جب ہوا چلتی ہے تو مسجد کے اندر مٹی آتی ہے مٹی کو صاف کرتے ہیں تو مسجد پھر چمک جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کا قلب اطہر تو نورانی تھا اس میں تو ظلمت کا تصور بھی نہیں ہے لیکن جس ماحول میں رہتے تھے وہ ماحول ٹھیک نہیں تھا تو چونکہ آسمانوں اور عرش پر جانا تھا تجلیات الٰہیہ

کو لینے کے لیے تو زم زم کے پانی سے اس دل کو صاف کیا۔ دل کے اندر تو نور ہی نور تھا لیکن جو باہر سے مٹی پڑتی تھی اس کو بھی صاف کیا تا کہ معراج کا سفر بہت آسان ہو جائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو زم زم کے پانی کے ساتھ دھویا۔

ایک شخص کہنے لگا میں اس کو نہیں مانتا میں نے کہا کیوں نہیں مانتا؟

ہمارے نبی کا مقام

کہنے لگا اس لیے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مقام کم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام زیادہ ہے زم زم کا پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے نکلا ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جس نبی کا مقام چھوٹا ہو اس کے پاؤں سے نکلنے والے پانی سے بڑے نبی کے دل کو دھویا جائے۔ کیونکہ جسم میں ایڑی کا مقام کم ہوتا ہے اور دل کا مقام سب سے زیادہ ہوتا ہے اسماعیل علیہ السلام کا مقام کم ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام زیادہ ہے۔ اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی سے نکلنے والے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک دل کو دھویا جائے دل نہیں مانتا۔ اس لیے میں اس حدیث کو نہیں مانتا۔ میں نے کہا: بات سمجھنے کی کوشش کرو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی کو اسماعیل کی ایڑی نہ سمجھو یہ پیغمبر کے والد کی ایڑی ہے اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی نہیں بلکہ پیغمبر کے والد کی ایڑی ہے تو والد کا مقام خواہ چھوٹا ہو، وہ ہے تو والد ہی ناں!

اسماعیل علیہ السلام کی ایڑی مانا اسماعیل علیہ السلام کی ہے لیکن جب اسماعیل علیہ السلام کو اس میں دیکھو گے تو ان کا مقام زیادہ نہیں ہے لیکن نبی علیہ السلام کے باپ اسماعیل دیکھو گے تو ان کا مقام بلند ہے۔ میں یہ بات اس لیے سمجھا رہا ہوں اگر بیٹا ہو اس کے پاس دولت ہو بیٹے کے پاس منصب بھی ہو بیٹے کا جاہ و جلال اور شہرت بھی ہو وہ باپ

کو کراس نہیں کر سکتا۔ باپ تو باپ ہی رہتا ہے۔ آدمی جس مقام پر پہنچے شاگرد شاگرد ہی رہتا ہے اللہ کے پیغمبر کا دنیا کوئی استاذ نہیں بنایا اللہ براہ راست نبی کا استاذ ہوتا ہے۔ جبرائیل ان کا استاذ نہیں جبرائیل اللہ اور نبی کے درمیان واسطہ ہے۔ واسطہ اور ہوتا ہے معلم اور ہوتا ہے۔

یہ بالکل ایسے ہوتا ہے جیسے استاذ درسگاہ میں بیٹھ کر پڑھا رہا ہو اور شاگرد پڑھ رہا ہو استاذ اس کو کہے کہ یہ کتاب فلاں طالبعلم کو کو دے دے۔ وہ کہے کہ دیکھو میں استاذ ہوں، میں نے اسے کتاب دی ہے۔ ہم کہتے ہیں کتاب تو نے نہیں دی کتاب دینے والا اور ہے اور جس کو دی ہے وہ اور ہے تو درمیان میں واسطہ بنا ہے۔ قرآن دینے والا خدا ہے، لینے والے پیغمبر ہیں اور درمیان میں واسطہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ واسطے کا درمیان کبھی بلند نہیں ہوا کرتا۔

نبی کا استاذ نہ ہونے کی وجہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں کوئی استاذ نہیں، کیوں ؟ اگر نبی کا استاذ کوئی بشر ہوتا تو بندہ استاذ کسی وقت بھی کہہ سکتا تھا کہ تو میرا شاگرد ہو کر مجھے تبلیغ کرتا ہے ؟ میرا شاگرد ہو کر مجھے دین سمجھاتا ہے ؟ اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں کوئی استاذ نہیں رکھا۔ نبی کا دین ان پڑھوں کے لیے بھی ہے اور پیغمبر کا دین پڑھے لکھوں کے لیے بھی ہے۔ پڑھے لکھوں سے مراد کالج اور سکول کی تعلیم بھی ہے اور میں ایک بات اپنے تجربے کی بنیاد پر کہتا ہوں جو میں نے ملک اور بیرون ملک اس دنیا میں گھوم کر دیکھا ہے۔ آپ پوری دنیا میں گھومو جو گمراہ طبقہ ہو گا عموماً ان پڑھ طبقہ نہیں ہو گا۔

ان پڑھ طبقہ گمراہ نہیں ہوتا، عموماً لکھا پڑھا گمراہی کا شکار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ

اس کے پاس مطالعہ ہوتا ہے اس کے پاس فن ہوتا ہے اپنے بڑوں پر اعتماد نہیں ہوتا۔ ان پڑھ کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہوتا اس کو اپنے عالم پر اعتماد ہوتا ہے اس کو گمراہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ یہاں آپ کے گاؤں میں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اللہ رب العزت کا بڑا احسان ہے میرے اللہ کا بہت احسان ہے الحمد للہ ہمارا گاؤں اور ہمارے آس پاس کے دیہات کئی ایک فتنوں سے خالی ہیں۔ کوئی باہر سے آنے والا بندہ کئی بار سوچتا ہے کہ جی فلاں جگہ جاؤ گے فلاں عالم ہے فلاں ادارہ ہے۔

لوگ تیرے باپ کے بھروسے پر سوتے ہیں

اللہ رب العزت کا یہ احسان معمولی نہیں اگر اللہ نے زندگی دی تو کوئی آپ کو غلط مسئلہ نہیں بتا سکتا اس کو پتہ ہے کہ ہم یہاں رہتے ہیں۔ ہم لڑنے اور جھگڑنے کی بات نہیں کرتے لیکن دلیل کی دنیا میں کوئی بندہ پریشان نہیں کرے گا۔ ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ۔ اس پر آپ بڑے سکون سے رہیں۔ میں کبھی ساتھیوں سے کہتا ہوں کہ ہم دن ہے یا رات، صبح ہے یا شام، دوڑتے ہیں۔ مجھے ایک آدمی کہتا ہے کہ تم اتنی محنت کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا زندگی جو تھوڑی ہے!

امام محمد رحمہ اللہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے بہت بڑے شاگرد ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ رات کو جاگ رہے ہیں ساری رات جاگتے رہتے تھے ان کی بیٹی نے کہا ابو آپ پوری رات جاگتے ہیں، لوگ تو سوئے پڑے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ فرمانے لگے لوگ اس لیے سوئے ہوئے ہوئے ہیں کہ تیرا باپ جاگ رہا ہے۔ لوگ اس لیے سو رہے ہیں کہ امام محمد جاگتا ہے جب جب پریشانی بڑھے گی دروازے پر دستک دیں گے ہمیں مسئلہ مل جائے گا۔ خیر میں کہتا ہوں اللہ کا بڑا احسان ہے "الحمدللہ" ہمارے

قرب وجوار میں بھی کوئی نہیں آتا ان کو پتہ ہے کہ علماء کی بہت بڑی جماعت یہاں پر موجود ہے۔ اور آپ یقین کریں یہ ایک اعزاز جو خدا نے آپ کو دیا ہے دنیا میں تلاش کرنے سے اعزاز نہیں ملتا جو اللہ نے آپ کے اس گاؤں کو دیا ہے۔ دور دور سے علماء کس طرح اپنی پیاس بجھانے کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ اللہ ان کو جزاء خیر عطاء فرمائے۔

الیاس ویکھ لے گا!

جو بات میں سمجھا رہا ہوں کہ نبی ان پڑھ لوگوں کے بھی نبی ہیں میری بات پہ آپ ناراض نہ ہوں سنجیدگی سے غور کریں۔ عموماً یوں ہوتا ہے نبی دین پیش کرتا ہے غریب آدمی جلدی قبول کرتا ہے مالدار قبول نہیں کرتا۔ اس کو اپنی طاقت اپنی دولت اپنے خاندان اپنی اکڑ پہ ناز ہوتا ہے اور غریب اشاروں کی تلاش میں ہوتا ہے کہ نبی جنت کی بات کرتا ہے۔ غریب نبی کے قدموں میں گر جاتا ہے اور یہی بات دنیا میں ہے کوئی عالم جب دین کی دعوت دے گا پہلے اس کے ماننے والے غرباء اور کمزور ہوں گے غریب آدمی بہت جلدی دین قبول کرتا ہے۔

اور اسی طرح آپ دنیا میں گھوم کر دیکھ لیں وہ آدمی جس کے پاس کچھ دنیاوی علم ہو گا اس کو گمراہ کرنا بہت آسان ہو گا اور جس کے پاس علم نہیں اس کو گمراہ کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس کی وجہ؟ وہ اپنے عقیدے پر پکا ہے یہاں کوئی بندہ آجائے کہے کہ کتاب لو ان پڑھ بندہ کہے گا کہ "کتاب سانوں دے، اسی جا کے الیاس نوں دیندے آں او پڑھ لے گا ویکھ لے گا" (یہ کتاب ہمیں دو، ہم جا کر مولانا الیاس صاحب کو دیتے ہیں، وہ خود دیکھ لیں گے اور پڑھ لیں گے) لیکن جو پڑھا لکھا ہے وہ کتاب پڑھ کر کہے گا مولانا میں رات کتاب پڑھی ہے، میں سی ڈی دیکھی، میں نے رات ڈاکٹر ذاکر نائیک کو سنا، میں نے

جاوید غامدی کو سنا، میں نے چینل پر دیکھا ہے۔۔۔ آپ کے مسئلے لیں یا ان کے ؟

لیکن ان پڑھ بندہ اپنی رائے پر قائم ہے اور دائم ہے اس کو بدلنا بڑا ہی مشکل ہے۔ دنیا میں مرزائیت کا فتنہ پھیلا ہے، قادیانیت کو قبول کرنے والے ان پڑھ بہت کم ہیں، پڑھا لکھا بہت زیادہ طبقہ ہے۔ پڑھا لکھا ہونا عیب نہیں ہے بلکہ دنیا پڑھ کے دینی معاملات میں دخل دے تو یہ عیب ہے۔ دنیا پڑھ کر دنیا میں دین کو بند کرنے کی بات کرے تو یہ عیب ہے۔ پڑھا لکھا ہوا عیب نہیں بلکہ پڑھا لکھا ہونا کمال ہے۔ اللہ ہم سب کو کمال والا علم عطاء فرمائے۔

اسلام آسان دین ہے

خیر جو بات میں سمجھا رہا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اتنا آسان ہے پڑھے لکھے سے پڑھا لکھا بھی سمجھتا ہے ان پڑھ سے ان پڑھ بھی سمجھتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ لگاؤ قرآن کریم عربی زبان میں اترا ہے ہماری عربی زبان نہیں ہے وہ لڑکا جو کالج پڑھا ہے اس کو قرآن پڑھاؤ وہ بھی پڑھے گا اور وہ جو ایک دن کالج نہیں گیا اس کو قرآن پڑھاؤ وہ بھی پڑھے گا۔ دونوں قرآن پڑھ لیں گے پڑھنے میں کسی کو دقت نہیں ہو گی۔ قرآن کا ترجمہ ایک اسکول میں جانے والے کو سمجھاؤ وہ بھی سمجھتا ہے جو کبھی نہیں گیا اس کو سمجھاؤ وہ بھی سمجھتا ہے۔ شریعت کا مسئلہ کالج والے کو دو وہ بھی سمجھتا ہے جو ایک دن کالج نہیں گیا وہ بھی سمجھتا ہے۔ شریعت اتنی آسان ہے اتنی آسان ہے اور پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس انداز میں شفقت اور محنت سے مسئلے سمجھاتے ہیں اگر آدمی پیغمبر کی زندگی کو دیکھے خدا کی قسم اس نبی کے قدموں کو چومنے کو جی چاہتا ہے شریعت اتنی آسان ہے اور شفقت اور محنت کا معاملہ دیکھ کر بندہ دنگ رہ جاتا ہے۔

نبی علیہ السلام کی حکمت عملی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہیں پیغمبر کے صحابہ بھی ہیں، ایک شخص آیا وہ دیہاتی تھا بدو تھا اعرابی تھا وہ دور سے آیا تھا مسجد میں تھا اس کو پیشاب آگیا تو مسجد میں کھڑا ہو کر اس نے پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا "مہ مہ" رک جا رک جا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لَاتُزْرِمُوْہُ" چھوڑو پیچھے ہٹ جاؤ۔ صحابہ کو پیچھے ہٹا لیا وہ کھڑے ہو کر پیشاب کرتا رہا اور جب فارغ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ بیٹا یہ مسجد نماز کے لیے ہے پیشاب کے لیے نہیں ایسا نہ کیا کرو۔ اس نے توبہ کر لی۔

اب بتاؤ اس کو یوں نہ سمجھایا جاتا ڈانٹ دیتے تو پہلے ایک جگہ پیشاب تھا پھر پوری مسجد میں پیشاب جاتا تو نبی نے پوری مسجد کو بچا لیا۔ اس میں بھی حکمت عملی ہے یا نہیں؟ اور اگر ایک مرتبہ اس کو ڈانٹ دیتے وہ بندہ مسجد سے دوڑ جاتا اور وہ پھر مسجد کا نام نہ لیتا کہ میری اس مسجد میں بے عزتی ہوئی ہے لیکن نبی نے حکمت عملی سے مسجد گندی ہونے سے بھی بچائی اور وہ بندہ دین پر بھی قائم رہا۔

میں اونچا سنتا ہوں!

ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں امام حاتم۔ ان کا لقب اَصَم ہے۔ حضرت حاتم اصم۔ اصم عربی زبان میں بہرے کو آدمی کو کہتے ہیں وہ بہرے نہیں تھے لیکن ان کو اصم کیوں کہتے ہیں؟ ان کو بہرہ کہنے کی وجہ؟ وجہ صرف یہ تھی حضرت حاتم بیٹھے ہیں ایک عورت آئی اور مسئلہ پوچھا۔ اب مسئلہ پوچھ رہی ہے اس عورت کی ہوا نکل

گئی، انسان ہے انسان سے ایسا ہو جاتا ہے امام حاتم نے سن لیا۔ توجہ رکھنا، اس عورت کو کتنی شرمندگی ہوئی ہو گی؟ امام حاتم نے فرمایا کیا مسئلہ پوچھا؟ دوبارہ بتاؤ۔ "زرہ اُچی کہہ کی مسئلہ آکھدی ایں توں؟" تاکہ اس کو یہ پتہ نہ چلے کہ اس کو میری کمزوری کا پتہ چل گیا ہے اس کے بعد مرتے دم تک امام حاتم یوں رہے جیسے بہرہ آدمی ہو۔ اس ایک عورت کی عزت نفس کو بچانے کے لیے کہ یہ کیا کہے گی۔

اب یہ پیغمبر کا مزاج ہے جو پیغمبر کے محدثین اور وارثین نے لیا ہے۔ ہم تلاش کرتے ہیں کہ کوئی عیب ملے ہم بیان کریں کوئی کمزوری ہو اس کو بیان کریں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج کیا تھا؟ فرمایا:

من ستر مسلما ستره الله في الدنيا والآخرة

سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث 2544

جو دنیا میں کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے گا اللہ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا۔ پیغمبر کی ترتیب یہ ہے اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام کیا ہے

خیر میں بات یہ سمجھا رہا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری عمر ہے فرمایا مسئلہ پوچھنا ہے تو پوچھو۔ کسی کی ہمت نہیں ہو رہی تھی نبی کی رعب کی وجہ سے جرات نہیں کرتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھیں۔ اللہ کے پیغمبر بیٹھے تھے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اذطلع علينا رجل" اچانک ایک آدمی آیا "شديد بياض الثياب" کپڑے اس کے خوب سفید ہیں "شديد سواد الشعر" بال اس کے خوب کالے ہیں۔

اور کپڑوں کو دیکھیے تو "لایری علیہ اثر السفر"یوں معلوم ہوتا ہے مدینے کا رہنے والا ہے بالکل قریبی ہے "لایعرفہ منا احد"اس بندے کے سفید کپڑے دیکھو تو یوں لگتا ہے کہ یہیں کا ہے اور حقیقت میں اجنبی ہے کوئی بندہ ہم میں سے اس کو پہچانتا نہیں ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی ہے دور سے آیا ہے۔ صحابہ تعجب میں تھے۔ تو وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا اپنے ہاتھ اس نے رانوں پر رکھ لیے اس نے کہا حضور مجھے ایک مسئلہ بتائیں "اخبرنی عن الاسلام" بتائیں حضور اسلام کیا ہے؟ فرمایا: "ان تشھد ان لاالہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ" اپنی زبان سے کلمہ پڑھنا "وتقیم الصلوۃ" نماز کی پابندی کرنا "وتصوم رمضان" رمضان کے روزے رکھنا "وتؤتی الزکوٰۃ" زکواۃ ادا کرنا "وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا" اگر طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرنا۔ یہ کلام ہے نبی پاک کا۔ کتنی مختصر سی بات فرمائی، زبان سے کلمہ پڑھنا، نماز کی پابندی کرنا، روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور فرض ہو جائے تو حج ادا کرنا یہ تیرا اسلام ہے۔ اس آدمی نے کہا "صدقت" آپ نے سچ فرمایا۔

ایمان کیا ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فعجبنا لہ یسئلہ ویصدقہ" کہ جب سوال کیا تو یوں معلوم ہوتا ہے اسے مسئلے کا پتہ ہی نہیں ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بتادیا کہتا ہے "آپ نے سچ فرمایا"۔ اس سے معلوم ہوا اس کو پہلے مسئلے کا پتہ تھا، بات سمجھ آگئی اس نے سوال کیا تو کیا معلوم ہوا اس کو مسئلے کا پتہ نہیں اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسئلہ بتادیا کہتا ہے آپ نے بالکل ٹھیک بتایا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کو مسئلے کا پہلے سے علم تھا۔ تعجب ہے، خود ہی سوال اور خود ہی تصدیق!

ہم اسی شش و پنج میں تھے اس نے دوسرا مسئلہ پوچھا "اخبرنی عن الایمان" اللہ کے پیغمبر بتاؤ ایمان کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان تؤمن باللّٰه" اللہ کو دل سے مان "و ملئکته" ملائکہ کو مان "و کتبه" کتابوں کو مان "ورسله" رسولوں کو مان "والیوم الآخر" قیامت کے دن کو مان "وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ" تو یہ بات بھی مان لے کہ اچھی تقدیر ہے تو بھی حق ہے اچھی نہ ہو تو بھی حق ہے۔ اچھی تقدیر ہو تو بھی برحق اور اگر اچھی نہ ہو تو بھی برحق ہے۔

اچھی بری تقدیر کا مطلب

تقدیر اچھی ہونے اور اچھی نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟ ذرا سمجھ لو اللہ کے کھاتے ہم بری تقدیر نہ پھینک دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے ایک آدمی نے کسی کو قتل کر دیا عدالت میں گیا تو بتاؤ قاتل کو سزا کونسی ہونی چاہیے؟ بتاؤ ناں بھائی اس کی سزا کیا ہے؟ سزائے موت! اب بندہ قتل کیا عدالت میں گیا جج نے سزائے موت دی۔ فیصلہ ٹھیک ہے یا غلط؟ (عوام: ٹھیک ہے) لیکن جن کے بیٹے کو سزائے موت ہوئی ہے وہ خوش ہیں؟ ان کو کہو جی مبارک ہو اجج نے ٹھیک فیصلہ سنایا ہے۔ یار کچھ شرم کر یہ مبارک کی بات ہے؟ جج نے فیصلہ غلط دیا ہے یا ٹھیک؟ اب فیصلہ ٹھیک ہے لیکن ہمیں اچھا نہیں لگ رہا اللہ کا فیصلہ بالکل ٹھیک ہو گا ہمیں اچھا نہیں لگے گا۔ گناہ کیا ہے سزا ملی ہے تو سزا کس کو اچھی لگتی ہے؟ تو اچھی اور بری تقدیر کا مطلب یہ ہے بندہ سمجھتا ہے کہ اچھی بری تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فیصلے اچھے بھی ہوتے ہیں اور برے بھی ہوتے ہیں وہ فیصلے جو تمہیں اچھے لگیں اور وہ فیصلے جو تمہیں اچھے نہ لگیں ہر حال میں سمجھیں کہ اللہ کا فیصلہ ہر حال میں اچھا ہے۔

مشاہدہ اور مراقبہ

پھر اس نے کہا "یارسول اللہ اخبرنی عن الاحسان" بتائیں احسان کیا ہے؟ فرمایا "ان تعبد اللہ کانك تراہ" عبادت یوں کر کہ تو خدا کو دیکھتا ہو "فان لم تکن تراہ فانہ یراك" اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی پھر عبادت یوں کر کہ اللہ تجھے دیکھتا ہے۔ تو خدا کو دیکھے اسے مشاہدہ کہتے ہیں اور خدا تجھے دیکھے اسے مراقبہ کہتے ہیں۔ اسے کیا کہتے ہیں؟ مراقبہ! یقین کریں کئی مرتبہ میرا دل کرتا ہے میں اپنے ذوق پر دلائل دوں اور پھر بیان کروں، لیکن جب میں اٹھوں گا تو کئی لوگوں نے کہنا ہے "ایہہ مسئلہ اتھے دسن دی کی لوڑ سی؟ ایہہ دلیل ایہنے کی دِتّی؟ سانوں سمجھ نئیں آئی" (یہ مسئلہ یہاں بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ کیا دلیل دی؟ ہمیں تو سمجھ نہیں آئی) بیان اتنی رفتار میں تھا بیان کا فائدہ کیا ہوا؟ میں کبھی چک 84، چوکیرہ، چک 85 جاتا ہوں بیان کے لیے تو لڑکے کہتے ہیں "جیہڑی سی ڈی ویکھی اے نااو بیان تے تُسی نئیں کیتا" (جو علمی بیان سی ڈی میں آپ نے کیا تھا وہ یہاں کیوں نہیں کیا؟) "تے جے او بیان میں پنڈ کیتا ناں تے تُسی کہناں اے ایہدی لوڑ کی سی؟" (اور اگر میں نے وہ علمی بیان یہاں کر دیا تو آپ نے کہنا ہے کہ یہاں اس بیان کی ضرورت کیا تھی؟)

قدر بُھلاں دی بلبل جانے!

میں اس پر ایک مثال دیتا ہوں سمجھانے کے لیے۔ ایک شاعر تھا شاگرد تیار کیا شاعر بنا شاگرد نے شعر پڑھا استاذ نے کہا "پتر تیرا شعر اِنّا قیمتی اے لکھ داوی اس دا مل نئیں بندا، لکھ تو وی مہنگا اے" (بیٹا تمہارا یہ شعر ایک لاکھ سے بھی زیادہ قیمتی ہے) وہ بڑا خوش ہوا، شعر لیا اور بازار چلا گیا۔ جی مجھے دو کلو آلو دے دیں، سو شعر سناؤں گا۔ اس

نے کہا بھائی مجھے تو سو روپیہ چاہیے، شعر اپنے پاس رکھو۔ اسے سوچا کہ اسے شعر کی قیمت کا اندازہ نہیں، جوتے بیچنے والے کے پاس گیا، جی مجھے ایک جوتا دے دیں، پچاس شعر سناؤں گا۔ اس نے بھی یہی کہا مجھے تو پیسے چاہییں شعر نہیں۔ وہ بڑا دل برداشتہ ہوا، استاذ سے جا کر کہنے لگا جی اس شعر کے تو دو کلو آلو، ایک جوتا بھی نہیں آتے، آپ کہہ رہے تھے ایک لاکھ سے بھی قیمتی ہے۔ استاذ نے پوچھا تم گئے کہاں تھے؟ اس نے کہا دکان پر۔ استاذ نے کہا دکان پر نہیں بادشاہ کے دربار میں جا کر شعر پڑھ پھر پتہ چلے گا تیرے شعر کی قیمت کیا ہے۔

یقین کریں بڑی حسرت سے بات کہتا ہوں میرا دل کرتا ہے میں دلائل دوں لیکن جب میں نے ویسی گفتگو کی نا جو میں باہر کرتا ہوں تو آپ نے کہنا ہے اتنی تیز بات کرنے کی ضرورت کیا تھی؟ اس لیے میں آہستہ کرتا ہوں۔ اللہ کرے بات دلائل سے سمجھاؤں۔ اس شخص نے کہا "اخبرنی عن الاحسان" احسان کے بارے میں بتاؤ کیا ہے؟ فرمایا "ان تعبد اللہ کانك تراہ" عبادت ایسے کر جیسے تو خدا کو دیکھتا ہے یہ مشاہدہ ہے۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو ایسے کر کہ خدا تجھے دیکھتا ہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں۔ امتی کی عبادت مراقبے والی ہے اور نبی کی عبادت مشاہدے والی ہے۔

خدا نبی کو دیکھتا ہے نبی خدا کو دیکھتا ہے، امتی خدا کو نہیں دیکھتا خدا امتی کو دیکھتا ہے، اسی لیے نبی ایک سجدہ کر دے امتی کے کروڑ سجدوں سے بہتر ہے۔ نبی نے زندگی میں ایک حج کیا ہے امتی جتنے مرضی حج کر لے نبی کے حج کے برابر نہیں ہو سکتا، کیونکہ وہ حج مشاہدے والا ہے امتی کا مراقبہ اور غیبوبت والا ہے۔ اللہ بات سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

قیامت اور اس کی نشانیاں

پھر پوچھا "اخبرنی عن الساعۃ" قیامت کب آئے گی؟ اللہ کے نبی نے عجیب جواب دیا "ما المسؤول عنها بأعلم من السائل "پہلے تو میرے ہر جواب میں "صدقت" کہاناں کہ حضور سچ فرمایا۔ لیکن قیامت کب آئے گی اس کا تجھے بھی نہیں پتہ اس کا مجھے بھی نہیں پتہ۔

اس نے کہا حضور یہ بتائیں "اخبرنی عن امارتها" قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیں۔ اب حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی نشانی سنو "ان تلد الامۃ ربتها" قیامت کی نشانی یہ ہے کہ باندیاں آقا کو جنیں، لونڈیاں آقا کو جنیں، لونڈیاں مالک کو جنیں کیا مطلب؟ قیامت کی نشانیاں کہ باپ یوں ہوگا جیسے غلام ہے، بیٹا یوں ہوگا جیسے آقا ہو۔ قیامت کی نشانی ہے بیٹی یوں ہوگی جیسے مالکن ہے اور ماں یوں ہوگی جیسے باندی ہے بیٹا باپ کو آرڈر کرے گا باپ کو حق حاصل نہیں ہوگا کہ بیٹے کو کہے۔ ابا تینوں میری گل سمجھ نئیں آندی؛ دو دن سکول پڑھ لیا؛ تینوں میری گل سمجھ نئیں آندی۔

میں نے کہا عقل سے کام لے جب تیرا پیشاب اس نے صاف کیا ہے کھانا اس نے کھلایا ہے تیری فیس یہ دیتا رہا اور جب بے ایمان تو بولنے کے قابل ہوا اب کہتا ہے ابا تینوں میری گل سمجھ نئیں آندی، تو پرانیاں گلاں کرنا ایں، ویاہ میں کرنا اے یا تو کرنا اے؟ کڑی نال میں رہنا اے یا تو رہناں اے؟ جتھے میرا دل کرے تیری کیوں مناں؟ لعنت ہے ایسی سوچ پر اس بے حیائی والی سوچ پر باپ کو کہتا ہے ماں کو کہتا ہے ظالم تیری ماں سے زیادہ کوئی تیرا مخلص ہو سکتا ہے؟ پہلے لو میرج کرتے ہیں بعد میں قتل وغارت تک نوبت آجاتی ہے پھر طلاقوں تک نوبت آجاتی ہے پھر کہتے ہیں ابا جی ہن تواڈی گل

سمجھ آئی اے۔ ہن کی فائدہ؟ اماں جی گل سمجھ آئی اے۔ فائدہ؟ اب ماں کی بات سمجھنے کا کیا فائدہ؟ اللہ کے پیغمبر نے فرمایا یہ قیامت کی نشانی ہے۔

اچھا حضور کوئی اور نشانی بتائیں اللہ کے پیغمبر نے بڑی عجیب بات کی "وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فى البنيان" فرمایا قیامت کی نشانی یہ ہے پاؤں میں دیکھو تو جوتیاں نہیں ہیں جسم پر کپڑے نہیں ہیں، پیٹ دیکھو تو روٹیاں نہیں ہیں مانگ مانگ کر پیسے جمع کرتا ہے لمبی لمبی بلڈنگیں بنا رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سمجھو قیامت کی نشانیاں ہیں کیا مطلب؟ آدمی کمینہ ہو بڑی بلڈنگ سے کبھی بڑا نہیں بنتا۔ آدمی گھٹیا ہو بڑی گاڑی سے کبھی بڑا نہیں بنتا۔ کردار میں گھٹیا ہو اور بڑا مکان بنا کر یہ کہے کہ میں بڑا بن گیا خود گھٹیا ہو اور سمجھے کہ بڑی گاڑی لے کر بڑا بن گیا اللہ کے پیغمبر نے فرمایا اب سمجھو قیامت آ رہی ہے۔

قدر کردار سے

قدر مکان سے نہیں ہوتی آدمی کی قدر کردار سے ہوتی ہے آدمی کی قدر گاڑی سے نہیں ہوتی خدا کی قسم آدمی کی قدر آدمی کے کردار سے ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بکریوں کے چرواہے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک اٹھاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیاں اٹھاتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ اٹھاتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے اور کسی نے کہا یہ عبداللہ بن مسعود اے نکیاں نکیاں لتاں آلا؟ یہ عبداللہ بن مسعود؟ یہ چھوٹی چھوٹی ٹانگوں والا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو تمہیں چھوٹی چھوٹی نظر آتی ہیں خدا کے ہاں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہیں اللہ کے ہاں پہاڑ سے زیادہ وزنی ہیں۔

ایک شخص گزر رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتاؤ اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ نے کہا یہ اگر سفارش کرے تو کوئی اس کی سفارش کو واپس نہ کرے کسی سے نکاح مانگے تو کوئی اس کا نکاح کو انکار نہ کرے، چلا گیا۔ ایک غریب آدمی آیا فرمایا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ رشتہ مانگے تو تو کوئی نہ دے، بات کرے تو کوئی نہ سنے۔ اللہ کے پیغمبر نے فرمایا جو پہلے گیا ہے اس سے پوری زمین خدا کی بھر جائے اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

یہ کب تک ہے؟ جب تک نبض چل رہی ہے جب تک سانس چل رہی ہے خدا کی قسم تعجب ہوتا ہے ہم کتنے عجیب لوگ ہیں، کہاں جا رہے ہیں؟ ہسپتال جا رہے ہیں کس کو لے کر؟ فلاں کو لے کر۔ کیس ہے بڑے سے بڑا وکیل بتاؤ۔ جب تک صحت مند ہوتا ہے نہ قرآن یاد ہے نہ نماز یاد ہے نہ اللہ یاد ہے نہ مولوی یاد ہے نہ حافظ یاد ہے اور ڈاکٹروں نے جواب دیا فوراً فون؛ السلام علیکم مسجد جا کے کہو کہ قرآن شروع کر دیں کیوں؟ ڈاکٹر نے جواب دے دیا۔

میت کے گھر کا کھانا

یہ کتنا بڑا ظلم ہے کتنا بڑا ظلم ہے، آکر کہتے ہیں مولوی صاحب بچوں سے کہہ دیں قرآن پڑھ دیں۔ اللہ معاف فرمائے اللہ معاف فرمائے بندے کی سوچ پر افسوس ہوتا ہے۔ آج کوئی فوتگی ہے چک 82 میں۔ ڈاکٹر صاحب نے فون کیا کہ جمعہ کے فوراً بعد جنازہ ہے آپ آ جانا، میں نے کہا آ جاؤں گا۔ اور جمعہ سے پہلے میں نے مدرسہ میں دیکھا، چک 82 کا ایک لڑکا آیا ہوا ہے۔ مولوی صاحب! میری نانی فوت ہو گئی ہیں، بچوں سے کہیں قرآن پڑھنا ہے۔ میں نے قاری صاحب کو بلایا، کہا کہ بچوں سے کہہ دیں کہ جو

قرآن پاک پڑھا ہے اس کی نانی کو ایصال ثواب کر دیں۔ کہتا ہے نہیں آج نہیں پرسوں، میں نے پوچھا کیوں؟ کہتا ہے۔ پرسوں ختم ہے، پرسوں میں آ کر لے جاؤں گا۔

مین نے کہا واہ جی واہ، تجھے اپنی نانی سے پیار ہے یا مجھے؟ نانی مر گئی ہے، قبر کے عذاب کا مسئلہ ہے، میں کہہ رہا ہوں ابھی اور تو کہہ رہا ہے پرسوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نانی اور ماں سے پیار نہیں ہے برادری کا مسئلہ ہے، لوگ کس طرح خوش ہوں گے؟ خدا کا بندہ جو تو نے دس دیگیں پکائی ہیں کسی غریب کو دے دو کسی یتیم کو دے کسی دو بیوہ کو دے دو کسی مسکین کو دے دو۔ یقین کرو کبھی کبھی میں سوچتا ہوں غصہ تو آتا ہے لیکن اللہ کی قسم مجھے دکھ زیادہ ہوتا ہے خدا کی قسم افسوس ہوتا ہے ماں مر گئی ہے یتیم کو نہیں دیتے باپ مر گیا ہے غریب کو نہیں دیتے۔ تعجب اس پہ ہوتا ہے جس کا کوئی ساتھی گیا ہے "ہاں جی کھانا کھا کر جانا" یار تمہیں شرم نہیں آتی بیٹھتے ہوئے؟

یہاں سے چک 95 گئے ہیں "کھانا کھا کے جانا جی" کس منہ سے میت کے گھر سے کھانا کھاتے ہو؟ باپ کا جنازہ پڑھا ہے بیٹے کا جنازہ پڑھا ہے اور آپ کھانا کھا رہے ہو اور کوئی بندہ دال پکا دے تو کہتے ہیں یار تو نے دال پکائی ہے او تُسی ویسے تے آئے او؟ شادی پر آئے ہیں آپ؟ میت کے گھر سے کھانا کھانا نہیں چاہیے میت والوں کو کھلانا چاہیے۔ خدا کا بندہ غم خواری کرنا سیکھو دُکھ درد بانٹنا سیکھو۔ میت کے گھر کھانے کی طلب لے کر جانا اللہ مجھے آپ کو ایسی سوچ سے محفوظ فرمائے اور میری بات پہ ناراض نہ ہونا یہ سوچ رکھنے والا غریب نہیں ہوتا یہ سوچ رکھنے والا چوہدری اور مال دار ہوتا ہے۔ "مرنے تے تسی کوئی شئے ای نئیں پکائی" جو چٹنی سے روٹی کھاتا ہے وہ نہیں مانگتا جو روزانہ گھر دیسی گھی سے کھاتا ہے وہ مانگتا ہے۔ اللہ ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ کہا جی قیامت کی نشانیاں، اس علم کو سیکھو عمل کو سیکھو ہم نے یہ دنیا چھوڑ جانی ہے اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق دے میری بات یاد رکھو جس کا دنیا میں کوئی نہیں خدا اس کا ہے جس کو دنیا میں کوئی نہ پوچھے خدا اسے پوچھتا ہے اللہ کے پیغمبر نے فرمایا جس کا دل ٹوٹ جائے خدا اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ثم انطلق" پھر وہ بندہ چلا گیا "فلبثت ملیا" میں تھوڑی دیر ٹھہرا رہا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یا عمر اتدری من السائل؟" اے عمر تو جانتا ہے یہ بندہ کون تھا؟ حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا "اللہ ورسولہ اعلم" اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فإنہ جبریل أتاکم یعلمکم دینکم" وہ جبرائیل آیا تھا وہ مسئلے پوچھ رہا تھا میں مسئلے بتا رہا تھا تاکہ تمہیں مسئلے پتہ چل جائیں۔ اللہ نے جبرائیل بھیجا ہے تمہیں مسئلے سکھانے کے لیے۔ نوریوں کا سردار آیا ہے تمہیں مسئلے سکھانے کے لیے۔

اب دیکھو میں کیا سمجھا رہا تھا؟ یہ حدیث ام السنۃ ہے پورے دین کا خلاصہ ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجودیکہ دنیا میں کوئی استاذ نہیں ہے، کیسا دین سکھا رہے ہیں۔ اللہ مجھے آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

اللہ کے نام کی محبت

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ۔

سورة البقرة، 165

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اجعل حبك أحب الأشياء إلی۔
كنز العمال، رقم الحديث 3648

وقال علیہ السلام اللھم إنی أسألك حبك وحب من يحبك والعمل الذی يبلغنی حبك اللھم اجعل حبك أحب إلی من نفسی وأهلی ومن الماء البارد
سنن ترمذی رقم الحديث 3490

محبت انسان کی فطرت ہے

دنیا میں ہر وہ شخص جس کو اللہ رب العزت نے دل عطا فرمایا ہے وہ بندہ دنیا میں محبت بھی کرتا ہے۔ اللہ رب العزت نے جس انسان کو دل دیا ہے اس کے دل میں محبت بھی رکھی ہے۔ انسان محبت اپنی ماں سے بھی کرتا ہے اس نے جنا ہے، ماں کا حق ہے۔ اپنے والد سے بھی کرتا ہے، والد نے تربیت کی ہے، باپ کا حق ہے۔ اپنے استاذ سے محبت کرتا ہے استاذ نے اس کو حیوانیت سے انسانیت سکھائی ہے استاذ کا حق ہے۔ اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے، اولاد اس کے جسم کا حصہ ہے۔ آدمی اپنے اعضاء سے پیار کرتا ہے انہی اعضاء کا نام انسان ہے۔

آدمی اپنی دولت سے پیار کرتا ہے اور شریعت نے دولت سے پیار کرنے سے منع نہیں فرمایا بلکہ اللہ نے جو انسانی فطرت بیان کی ہے اس میں "وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ

لَشَدِيدٌ" اللہ نے یہاں مال کو خیر فرمایا ہے۔ "وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ" اللہ نے دولت کو کیا فرمایا؟ خیر! معلوم ہوا دولت شر نہیں ہے۔ دولت کا غلط استعمال یہ شر ہے۔ دولت شر نہیں ہے، مال شر نہیں ہے بلکہ مال کا غلط استعمال شر ہے۔ اگر ایک بندے کے پاس قرآن کی دولت ہے، تو قرآن تو خیر ہے لیکن اس قرآن کے ذریعے دنیا کماتا ہے پھر قرآن خیر نہیں اس بندے کے لیے شر ہے۔ اللہ کا نام لینا بہت بڑا کام ہے اللہ کا نام لے کر اس کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنائے تو پھر خدا کا نام لینا اس کے لیے خیر نہیں یہ شر ہے۔

میں یہ بات سمجھا رہا تھا کہ قرآن کریم نے دولت کو کیا فرمایا؟ خیر!، اگر آپ کے پاس دولت نہیں ہے تو بتائیں لباس کیسے ہو گا، جوتی کیسے ہو گی، مکان کیسے ہو گا، خوراک کیسے ہو گی؟ یہ سارے اسباب اللہ نے بندے کو عطا فرمائے اور قرآن کریم میں ہے "إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ" اگر کوئی بندہ مرے اور خیر چھوڑ کر مرے تو وصیت بھی کر سکتا ہے، یہاں بھی اللہ نے دولت کو کیا فرمایا؟ خیر!

میں بات یہ سمجھا رہا تھا کہ دولت سے محبت انسان کی فطرت ہے، اولاد سے محبت انسان کی فطرت ہے، والدین سے محبت انسان کی فطرت ہے، اپنے مکان کی محبت انسان کی فطرت ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ مکہ سے مدینہ منورہ آئے ہیں اور مکہ مکرمہ میں ان پر ظلم ہوتا ہے، مکہ مکرمہ میں مار پڑتی ہے مکہ مکرمہ میں ان کو تپتی تپتی ریت پر لٹایا جاتا ہے مکہ میں کافر ان پر ظلم کرتے لیکن مکہ سے مدینہ منورہ آئے ہیں احادیث میں حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ مکہ کی گھاس کا نام لے کر تذکرہ کرتے، کبھی مکہ کی پہاڑیوں کا ذکر کرتے، کیوں؟ وطن تھا ناں! تو وطن تو یاد آتا ہے۔

باوجود اس کے کہ مکہ مکرمہ میں مار پڑی ہے مدینہ میں سہولتیں ملی ہیں، مکہ

میں غلام تھے مدینہ میں آقا بن کر زندگی گزارتے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

هذا سيدنا بلال

مستدرک حاکم، رقم الحدیث 5240

کہ بلال ہمارا سردار ہے۔ یہ خوشیاں بھی ملی ہیں لیکن مکہ پھر بھی دل سے بھولتا نہیں ہے کیونکہ وطن جو ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان امریکہ جائے، کینیڈا جائے، انگلینڈ جائے دنیا میں کسی بھی جگہ پر چلا جائے لیکن اپنی آبائی جگہ پر جو لطف آتا ہے، وہ دنیا کے بڑے بڑے محلات میں بھی نہیں آتا۔ یہ انسانی فطرت ہے۔

اللہ کی محبت پر سب محبتیں قربان

ایک بات سمجھیں کہ دولت سے محبت فطرت ہے، اولاد سے محبت فطرت ہے، ماں باپ سے محبت فطرت ہے، اپنے مکان سے محبت فطرت ہے اور اچھی خوبصورت چیز سے محبت انسانی فطرت ہے۔ یہ ذہن میں رکھیں کہ خوبصورت چیز سے محبت انسانی فطرت ہے۔ مگر اللہ کیا فرماتے ہیں؟ شریعت کی منشاء کیا ہے؟

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

سورۃ البقرۃ 165

اس آیت کو سمجھیں "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ"۔ فرمایا یہ مومن کی صفت ہے کہ محبت ماں سے بھی کرتا ہے مگر اللہ کی نسبت کم کرتا ہے۔ یہ باپ سے محبت کرتا ہے لیکن جو خدا سے محبت ہے اس سے کم کرتا ہے۔ اولاد سے محبت کرتا ہے لیکن جو خدا سے محبت ہے اس سے کم کرتا ہے دولت سے محبت کرتا ہے لیکن جو خدا سے محبت

ہے اس سے کم کرتا ہے۔ کیا معنی؟ دولت سے پیار کرنا چاہیے لیکن اگر دولت کا پیار اور شریعت کا پیار آجائے تو دولت کو چھوڑ کر خدا سے پیار کرے۔ والدین سے پیار کرنا چاہیے، جب شریعت اور والدین آجائیں پھر والدین کے بجائے شریعت ہے۔ اولاد سے پیار ہونا چاہیے، اگر اولاد اور خدا آجائیں پھر اولاد نہیں پھر خدا ہے، پھر اولاد نہیں پھر پیغمبر ہے۔

میں بات کیا سمجھا رہا تھا کہ شریعت نے محبت سے منع نہیں فرمایا۔ کیسے بہترین الفاظ قرآن نے دیے ہیں، فرمایا "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ" ایمان والے وہ نہیں ہیں جو دولت سے پیار نہیں کرتے، ایمان والے وہ نہیں ہیں جو مکان سے پیار نہیں کرتے، ایمان والے وہ نہیں ہیں جو اولاد سے پیار نہیں کرتے، ایمان والے وہ نہیں ہیں جو رشتہ داروں سے پیار نہیں کرتے ناں ناں بلکہ رشتہ دار تو نعمت ہیں اور اتنی بڑی اتنی بڑی نعمت ہیں کہ آپ ایک بات سے اندازہ لگائیں۔ قرآن کریم میں ہے حضرت لوط علیہ السلام اللہ نبی ہیں لیکن مسافر تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام اپنے علاقے میں ہیں۔ تو لوط علیہ السلام کو جب قوم نے نکالنے کا فیصلہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ

سورة هود، 80

اے کاش آج میرے پاس طاقت ہوتی یا کوئی میرا خاندان مضبوط ہوتا ناں تو یہ تم کبھی جرأت نہ کرتے جو آج تم نے میرے ساتھ کی ہے۔ اور جو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھی ان کو قوم ان کے قبیلے کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکی، الفاظ دیکھیں:

وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ

سورة هود، 91

کہ اے شعیب اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا تو ہم تجھے پتھر مار مار کر مار ڈالتے۔

تو شعیب علیہ السلام نے فرمایا

يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ

سورة هود، 92

کہ تم خدا سے نہیں ڈرتے میری برادری سے ڈرتے ہو؟ میری قوم سے ڈرتے ہو؟ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل و عیال اور قوم سے کتنا پیار تھا اہل بیت سے کتنی محبت تھی؟ قرآن کریم میں ہے:

لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى

سورة الشورى، 23

حضور نے کتنی تڑپ سے فرمایا ہو گا! فرمایا مکہ والوں تم مجھے مال تو نہ دو مال نہیں مانگتا، دولت تو نہیں مانگتا اس بات کی حیا کرو میں تمہارا رشتہ دار ہوں میں تمہاری برادری ہوں تمہارے خاندان کا بندہ ہوں اپنے خاندان ہونے کا تو حیا کر لو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غمزدہ لہجے میں جملہ فرمایا ہو گا کہ میں تمہارا رشتہ دار ہوں۔ خیر میں یہ بات سمجھا رہا تھا کہ مومن وہ نہیں جو اولاد سے پیار نہ کرے بلکہ میں کہتا ہوں خدا قسم کافر اتنا اولاد سے پیار نہیں کرتا جتنا مومن کرتا ہے۔ مومن وہ نہیں ہے جو دولت سے پیار نہ کرے، کافر دولت سے پیار کم کرتا ہے مومن زیادہ کرتا ہے۔ لیکن شریعت کی منشا کیا ہے کہ دولت سے پیار کرو لیکن جب اللہ کا حکم آ جائے تو دولت کی محبت کو خدا کی محبت پر قربان کر دو۔ قرآن کریم میں ہے:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا

سورة الدهر، 8

قرآن نے مومنین کی تعریف کیا فرمائی ہے "وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا" مومن کون ہے اللہ کی محبت ہوتی ہے تو پھر مال مسکین کو بھی دیتے ہیں، یتیم کو بھی دیتے ہیں، قیدی کو بھی دیتے ہیں۔ اور بعض مفسرین علماء نے کہا ہے "یطعمون علی حبہ ای حب المال" باوجود اس کے کہ ان کو مال سے پیار ہے لیکن اپنا مال پھر بھی کبھی قیدی کو دیتے ہیں کبھی یتیم کو دیتے ہیں کبھی مسکین کو دیتے ہیں۔

یہ بات سمجھنا کہ اگر بندے کو دولت سے پیار ہی نہ ہو تو دولت اللہ کے راستے میں دینے پر اجر کیوں ملے گا؟ بتائیں، کیوں اجر ملے گا؟ اگر کسی بندے کو دولت سے پیار ہی نہیں ہے تو دولت دینے پر اجر کیسے ملے گا؟ اسی لیے اجر ملے گا کہ پیار ہے۔ ایک بندے کا بیٹا فوت ہوتا ہے اب بیٹے سے محبت تو ہے اگر بیٹے سے محبت ہی نہ ہوتی تو جانے پر صدمہ کیسے ہوتا؟ اب چونکہ محبت ہے صدمہ ہوا ہے اس صدمہ پر برداشت کرے گا تو اللہ اس برداشت کرنے پر بھی جنت عطا فرمائیں گے۔ کیوں؟ اس نے برداشت جو کیا ہے محبت کے باوجود۔

کھالیں، ہم نے تو پھینک ہی دینا ہے!

اصل نیکی تو یہ ہے کہ محبوب مال خرچ کریں، اور جو چیز ردی ہو، آپ کے مطلب کی نہ ہو اس کو باہر پھینک دیں۔ میں ایک مرتبہ 1993ء کی بات ہے نیروبی افریقہ میں سفر پر تھا، ایک شہر ہے ممباسا، وہاں ایک گھر میں میری دعوت تھی۔ اب تو وہ میزبان فوت ہو گیا اس کا نام تھا شیخ سراج۔ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی طرف سے مبعوث تھے وہاں نیروبی میں۔ خیر ممباسا میں انہوں نے ایک پھل رکھا کہ یہ پھل کا کھائیں مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس پھل کا نام مونکی فروٹ ہے۔ ویسے تو اس کو بندر

کھاتے ہیں لیکن مجھے اس کا نام Monkey Fruit نہیں معلوم تھا، خیر، رکھا: جی کھالیں! اب مجھے پھل پسند نہیں آیا۔ ان کا بیٹا تھا تو اس کا دماغ تھوڑا تھا عقل اس کی تھوڑی تھی تو وہ شیخ سراج صاحب کہتے ہیں مولانا کھائیں میں نے کہا جی نہِں جزاک اللہ۔ تو بیٹا کہتا ہے مولانا صاحب کھا ہی لیں ہم نے تو پھینک ہی دینا ہے۔ بیٹا کیا کہتا ہے کہ کھا لیں ہم نے تو پھینک ہی دینا ہے۔ تو ویسے تو مجھ سے پیار کرتا تھا، لیکن عقل کم تھی ناں، اب وہ بڑی محبت میں مجھے کہہ رہا ہے کہ آپ کھالیں ورنہ ہم نے تو پھینک ہی دینا ہے۔ باپ نے اس کو بہت ڈانٹا کہ بے غیرت کیسی بات کرتا ہے۔

محبوب مال خرچ کریں

اب جو بات میں سمجھا رہا ہوں کہ جو چیز آپ نے پھینکنی ہے وہ کسی کو دیں اس پر کیا اجر ہوگا؟ اس میں کیا ثواب ملنا ہے؟ قرآن کریم میں کیا ہے:

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ

سورۃ آل عمران، 92

بولیے ناں لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ دیکھو نیکی اس کا نام ہے جو تم کو پسند ہے وہ خرچ کرو جس سے محبت ہے وہ خرچ کرو۔ اب مال خرچ کرنا چاہیے ناں؟ جب یہ آیت اتری صحابی رضی اللہ تعالی عنہ آئے انہوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کا مزاج دیکھو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا باغ ہے یہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اللہ کے رستے میں دیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا سارا باغ؟ کہا جی سارا باغ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ۔ اللہ آپ کو مسجد نبوی دکھائے، مدینہ منورہ لے جائے مسجد نبوی میں باب عبدالمجید سے

داخل ہوں نا تو بائیں طرف جہاں صفیں شروع ہوتی ہیں وہاں تین نشان لگے ہیں لیکن اس کے اوپر قالین بچھے ہیں کبھی آپ جائیں میں فون نمبر دوں گا کہ بھائی فلاں بندے کو مدینہ منورہ ملیں۔ وہ پوری مسجد کی جگہیں آپ کو اندر سے دکھائیں گے پوری مسجد۔ قالین اٹھائیں تو اس کے نیچے تین نشان لگے ہیں یہ کنوئیں تھے جو حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے باغ کے اندر تھے۔ یہ باغ تھا انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا باغ وقف کرتا ہوں کیوں؟ کہ مجھے بہت پسند ہے اور بعض روایات میں یوں بھی ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ باغ میں ایک چڑیا اڑی اور باغ میں پھنس گئی اس کو دیکھ رہے تھے تو بعد میں خیال آیا کہ اس باغ کی وجہ سے میری نماز میں خلل آیا تو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں پورا باغ صدقہ کرتا ہوں۔

اب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج سن لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ سارا باغ؟ تو کہا جی سارا باغ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں نہ کرو تم کسی اور کو دینے کی بجائے اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ کسی کو دینے کی بجائے اپنے رشتہ داروں کو دے دو کیوں کہ جب تم رشتہ دار کو دو گے تو تمہیں دوہرا اجر ملے گا صدقہ کا بھی اور صلہ رحمی کا بھی۔ اس لیے فقہاء نے مسئلہ لکھا ہے اگر آپ کے رشتہ داروں میں کوئی مستحق ہو تو پہلے زکواۃ اسے دو پہلے صدقہ اپنے گھر میں دو پھر صدقہ رشتہ داروں میں قریب میں دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک ارشاد فرمایا:

حتی ما تجعل فی فی امر أتك

مؤطا امام محمد، رقم الحدیث 735

کوئی بندہ اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اور یہ بھی

ارشاد فرمایا:

ولو أن تلقى أخاك بوجه طلق

صحیح ابن حبان، رقم الحدیث523

کوئی بندہ اپنے بھائی کو ہنس کر دیکھتا ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سہولتیں عطا فرمائی ہیں کہ بندہ بولے، مسکرا کر ملے یہ بھی صدقہ ہے لیکن دل میں بغض نہ ہو پھر دیکھیں اس پر اللہ کیا عطا فرماتے ہیں۔ دو مسلمان بھائی آپس میں ملیں ان کے ہاتھ الگ نہیں ہوتے اللہ ان کے سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ لیکن مروت سے سلام نہ ہو میں نہ کروں تو محسوس کرے گا چلو مل ہی لیں دیکھیں یوں نہ کریں اللہ کے لیے کریں اللہ کے پیغمبر کے لیے کریں۔

خیر میں جو بات سمجھا رہا تھا آپ حضرات ماشاء اللہ کافی دیر سے بیان سماعت فرما رہے ہیں میں عرض یہ کر رہا تھا بات سمجھیں مال سے محبت کرنا کوئی برا ہے؟ بولیے، اولاد سے محبت؟ فرق کیا ہے، اولاد سے محبت کرو جب اللہ اولاد مانگے تو دے دو، اللہ اولاد مانگے تو دے دو، صحابیہ عورت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے بچے کو لے لیں فرمایا اس کو کیا کریں گے انہوں نے کہا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ جہاد میں جائیں گے تو کسی کے پاس اگر دشمن کی تلوار روکنے کے لیے ڈھال نہ ہو تو میرا بیٹا دے دیں تلوار آئے گی میرا بیٹا کٹ جائے گا تمہارا صحابی بچ جائے گا۔ اب دیکھو بیٹا دیا ناں!

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پاک مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے ہیں۔ ام سلیم انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے آپ کی خدمت میں ہدیے پیش کیے ہیں غریب عورت ہوں میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے یہ میرا انس آپ لے لیں، یہ میرا

انس لے لیں انس، یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ یہ بات آج کسی کو سمجھ نہیں آتی۔

خدمت اور عقیدت سے سب ملتا ہے

میں تخصص میں طلبہ سے بھی کہتا ہوں۔ پڑھو پڑھو بڑے شوق سے پڑھو لیکن جو خدمت سے ملنا ہے وہ پڑھنے سے نہیں ملنا۔ اللہ کی قسم جو عقیدت سے ملنا ہے وہ پڑھنے سے نہیں ملنا۔ یہ بات میں کیسے سمجھاؤں عقیدت سے جو ملتا ہے ویسے نہیں ملتا۔ مجھے ایک عالم بتارہے تھے، حضرت مولانا حسن عباسی دامت برکاتہم مولانا احمد لاہوری کے آخری خلیفہ۔ شاہ پور جگہ کا نام ہے سانگھڑ ضلع میں، میں گیا ہوں میں نے ان کی زیارت کی ہے میں دو تین مرتبہ خدمت میں گیا ہوں۔

کسی نے بتایا کہ وہ بیعت تھے حضرت احمد لاہوری سے، رات کو شیر اں والا باغ تشریف لائے تو مولانا لاہوری نے فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو میں آتا ہوں، یہاں کھڑے ہو میں آتا ہوں۔ حضرت لاہوری گھر گئے تو بھول گئے صبح فجر کی نماز میں نکلے تو مولانا باہر کھڑے، رات کو فرمایا کہ تم ٹھہرو میں آتا ہوں اور صبح نکلے تو وہ باہر کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا تم سوئے نہیں؟ تو انہوں نے کہا آپ نے فرمایا تھا کہ تم ٹھہرو میں آتا ہوں تو میں کیسے سوتا؟

انہوں نے کہا تم بیٹھے کیوں نہیں انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کھڑے رہو تو میں بیٹھتا کیسے؟ اب کوئی بندہ سوچ سکتا ہے پوری رات کھڑے رہے کہ میرے شیخ نے فرمایا ہے کہ تم کھڑے رہو میں آتا ہوں۔ اب بتاؤ فیض کیسے نہیں ملے گا؟ میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ بندہ گناہ چھوڑ دے اذکار کم کرے جو عقیدت سے ملتا ہے کسی اور چیز سے قطعاً نہیں ملتا یہ آپ یقین فرمالیں۔

بس مجھے دیکھتے رہو!

میں نے آپ کو بتایا تھا کہ کراچی کے ایک لڑکے نے مجھے خط لکھا۔ مجھے اس نے کہا کہ میرے اندر مرض ہے میں لڑکوں کو دیکھتا ہوں، لڑکوں سے پیار کرتا ہوں میرے اندر مرض ہے اس کا علاج بتائیں۔ میں نے کہا تم یہاں میرے پاس سرگودھا آؤ، آگیا، کہتا جی کیا کروں۔ تم کچھ بھی نا کرو بس فرض نمازیں پڑھو اور ایک ہفتہ یہاں بیٹھ کر بس مجھے دیکھتے رہو اور تمہیں کچھ بھی نہیں کرنا بس مجھے آتے جاتے دیکھتے رہو۔ ہفتہ بعد چلا گیا کہتا ہے اس کی برکت سے میرا مرض ختم ہو گیا۔

میں اللہ کی قسم کیسے تمہیں کیسے بتاؤں کہ عقیدت سے کیا چیز ملتی ہے۔ عقیدت سے بہت کچھ ملتا ہے۔ خیر میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ اولاد سے محبت کریں لیکن اللہ جب اولاد مانگے تو اولاد اللہ کے لیے دے دیں۔ بس پھر اللہ کے لیے پیش کر دیں مال سے محبت کریں لیکن جب اللہ مانگ لے بس پھر دے دیں۔ پھر مت روکیں "وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ" اللہ نے ایمان والوں کی صفت کیا بتائی ہے اللہ سے بہت پیار کرتے ہیں اللہ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ مخلوق سے کرتے ہیں لیکن جب اللہ آجائے تو سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اپنے دل میں کسی کو نہیں رکھتے پیار ہوتا ہے لیکن اپنے دل میں نہیں رکھتے۔

کشتی سمندر میں چلتی ہے کشتی پانی میں ہو فرق نہیں پڑتا لیکن جب کشتی میں پانی داخل ہو جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے۔ پیار ہونا چاہیے دل میں داخل نہ ہو، دل میں اللہ کا پیار ہو، باقی محبتیں ضرورت کی ہوں اللہ کی قسم بندہ کبھی ناکام نہیں ہو گا۔

میں آخری بات کہتا ہوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اللھم

اجعل حبك احب الاشياء الی" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے دنیا کی چیزوں سے محبت نہیں، بلکہ فرمایا اے اللہ دنیا کی چیزوں سے مجھے پیار ہے لیکن اپنی محبت ان سب پر غالب فرمادے، اپنی محبت ان سب پر غالب فرمادے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی "اللھم اجعل حبك أحب إلی من نفسی وأھلی ومن الماء البارد" اللہ مجھے اپنی جان سے پیار ہے لیکن اپنا پیار مجھے میری جان سے زیادہ دے دے، اللہ مجھے گھر والوں سے محبت ہے اپنی محبت گھر والوں سے زیادہ دے دے، اے اللہ سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈا پانی مجھے بہت محبوب ہے اپنی محبت مجھے ٹھنڈے پانی سے زیادہ دے دے۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے سمجھایا ہے آدمی تصور نہیں کر سکتا "اللھم إنی أسألك حبك وحب من یحبك والعمل الذی یبلغنی حبك" اللہ میں تجھ سے تیری محبت بھی مانگتا ہوں، اللہ ان کی محبت بھی مانگتا ہوں جو تجھ سے پیار کریں، اللہ وہ عمل بھی مانگتا ہوں جو تیری محبت کے قریب کر دے۔

اللہ کی محبت کیسے ملے گی

ہمارے شیخ حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم نے عجیب بات فرمائی ہے۔ فرمایا حضور نے کتنی چیزیں مانگیں اللہ تیری محبت مانگتا ہوں اولیاء کی محبت مانگتا ہوں اور اچھے عمل کی محبت مانگتا ہوں اصل تو محبت اللہ کی ہے ناں، اصل کس کی محبت ہے؟ اللہ کی، اور اللہ کی محبت ملتی ہے اچھے اعمال سے یہ درمیان میں اولیاء کو کیوں لائے ہیں؟ فرمایا اس لیے کہ محبت اللہ کی چاہیے اور اللہ کی محبت اچھے اعمال سے ملتی ہے اور اچھا عمل اللہ کے ولی کی صحبت سے ملتا ہے۔ اچھا عمل ولی کی صحبت سے ملتا ہے اور میں خدا کی قسم کھا

کر یہ بات کہتا ہوں آدمی جو صحبت سے بنتا ہے آدمی وہ کسی اور چیز سے نہیں بنتا۔ جو صحبت سے بنتا ہے کسی اور چیز سے نہیں بنتا۔

لیکن صحبت بھی عقیدت سے ہو، عقیدت نہیں ہو گی تو ہزاروں سال پڑا رہے ذرہ بھی نفع نہیں ہو گا۔ عقیدت ہو گی تو ایک منٹ میں آئے گا اور بہت کچھ پا جائے گا۔ ابو جہل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے عقیدت نہیں تھی اس ظالم کو کچھ نہیں ملا اور ایک صحابی ایک منٹ کے لیے آیا ہے ایک نماز بھی نہیں پڑھی اللہ کے راستے میں جان دی چلا گیا پوری امت کی اربوں نمازیں ایک طرف ہو جائیں تو اس ایک کے برابر بھی نہیں کیونکہ وہ عقیدت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آکر صحابی بنا۔ صحابی اسے کہتے ہیں نا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت کے ساتھ ہے۔ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اللہ نے قرآن میں فرمایا:

فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي

سورة الفجر، 29، 30

"فَادْخُلِي فِي عِبَادِي" پہلے ہے اور "وَادْخُلِي جَنَّتِي" بعد میں ہے فرمایا کہ اگر تم نے جنت میں جانا ہے تو میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ یہ جنت میں جائیں گے تو تم بھی جنت میں جاؤ گے۔ بس ان کے ساتھ شامل ہو جاؤ تم کبھی محروم نہیں رہو گے۔ کبھی بھی محروم نہیں ہو گے حدیث میں ہے:

هم القوم لا يشقى بهم جليسهم

صحيح مسلم، رقم الحديث 2689

اللہ کے نیک بندے وہ ہیں ان کے ساتھ اپنی ضرورت کے لیے بیٹھنے والا بھی

محروم نہیں رہتا۔ اپنی ضرورت سے بیٹھنے والا بھی۔

اولیا کے وجود کی برکت

ملا علی قاری فرماتے ہیں حدیث شریف کی شرح ہے مرقاۃ شرح مشکواۃ، اس میں فرماتے ہیں:

فإن عند ذكرهم تنزل الرحمة فضلا عن وجودهم وحضورهم

مرقاۃ المفاتيح، ج8 ص 300

اولیاء اللہ کا نام لیں تو خدا کی رحمت برستی ہے "فضلا عن وجودهم وحضورهم" جہاں ولی خود رہتا ہوگا وہاں کتنی رحمت برستی ہوگی؟ جن کے نام لینے سے رحمتیں آتی ہیں جہاں وہ ولی خود رہتا ہوگا وہاں کتنی رحمت برستی ہوں گی؟ بھائی یہ دعا فرمائیں کہ اللہ ہم پر اپنی محبت غالب فرمائیں۔ اللہ اپنی محبت غالب فرمادے اللہ، اللہ اپنی محبت غالب فرمادے، اللہ اپنی محبت غالب فرمادے، پھر چاہے دنیا سے پیار ہے کوئی مسئلہ نہیں، جب اللہ کی محبت غالب ہو۔

اور دنیا چھوڑ کر بندہ مرے تو دل پریشان نہیں ہوتا، دل پریشان نہیں ہوتا کیوں کہ اب حبیب سے احب کی طرف جارہا ہے، حبیب سے احب کی طرف، ادھر پاکستان میں پیسے ہیں بڑا پیار ہے لیکن ڈالرز زیادہ پیارے ہیں نا کوئی تمہیں کہے کہ سو روپیہ نہیں سو ڈالر دیں گے فوراً امریکہ جائے گا کیوں حبیب سے احب بلا رہا ہے اب ادھر جائیں گے۔ تمہاری تنخواہ یہاں دس ہزار ہے سعودی عرب تمہیں پانچ ہزار ریال دیں گے فوراً جائے گا کیوں؟ ریال سے پاکستانی پیسے سے زیادہ پیار ہے۔ اللہ کی محبت زیادہ ہوگی پھر مرتے وقت بیوی کو چھوڑنا مشکل نہیں ہے، اولاد کو چھوڑنا مشکل نہیں ہے،

مکان کو چھوڑنا مشکل نہیں ہے کیوں؟ اب وہاں جارہا ہے جس سے محبت سب سے زیادہ ہے، جس سے محبت سب سے زیادہ ہے۔

امت کے لیے مبارک باد

اور میں ایک مبارک دیتا ہوں آپ حضرات کو، آپ نے سنا ہوگا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے کونسا لفظ فرمایا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے نبی نے، عجیب بڑی حسرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جملہ فرمایا۔ اللہ کے پیغمبر فرمانے لگے:

"متی ألقی أحبابي؟" میں اپنے محبوبین سے کب ملوں گا۔ جن سے مجھے محبت ہے میری ملاقات کب ہوگی یعنی قیامت کو میری کب ان سے ملاقات ہوگی؟ صحابہ نے فرمایا "أولیس نحن أحباؤك؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کے محبوب نہیں ہیں؟ وہ کون سے محبوب ہیں جن سے ملاقات کی آپ تمنا فرمارہے ہیں؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انتم اصحابي" تم میرے صحابہ ہو اور فرمایا "ولکن أحبابي قوم لم یروني وآمنوا بي" میری محبوب وہ قوم ہے کہ مجھے نہیں دیکھا پھر بھی مجھ پر ایمان لائے۔ تم میرے صحابہ ہو وہ میرے محبوب ہیں۔ مجھے نہیں دیکھا مجھ پر ایمان لائے ہیں۔ آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ سنو "أنا إلیهم بالأشواق" تم یقین کرو ان سے ملنے کا مجھے شوق ہے۔ ان سے ملنے کا مجھے شوق ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ملاقات کے شوق کا اظہار فرمارہے ہیں۔ مجھے نہیں دیکھا پھر بھی ایمان لائے ہیں، "أنا إلیهم بالأشواق"

کنز العمال، رقم الحدیث 37213

ایک حدیث میں آتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ اگر تم نے دین کے نوے فیصد پر عمل کیا اور دس فیصد کو چھوڑا تم ناکام ہو جاؤ گے اور بعد میں آنے والے نوے فیصد کو چھوڑ دیں اور دس فیصد پر عمل کر لیں تب بھی وہ کامیاب ہو جائیں گے۔ کیوں کہ تم نے مجھے دیکھ کر کلمہ پڑھا ہے اور انہوں نے بغیر دیکھے کلمہ پڑھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی مبارکیں ہمارے لیے دی ہیں۔ اے کاش اللہ ہمیں ان مبارکوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دعا یہ فرمائیں اللہ ہمیں اپنی محبت عطا فرما دے، اللہ ہمیں اپنی محبت عطا فرما دے۔

اللہ کی محبت پیدا کرنے کا آسان نسخہ

اور محبت کیسے پیدا ہوتی ہے میں ہر بار یہ کہتا ہوں کہ دو باتوں کا اہتمام فرمائیں:

- اولیاء کی مجلس میں بیٹھو
- اللہ کا نام بار بار، بار بار لو

جب آدمی کسی کی مجلس میں بیٹھتا ہے ناں، ہمارے شیخ حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم بڑی عجیب مثال دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ تم دیکھا ہے کہ جب گٹھلی اگتی ہے تو یہ صرف آم ہوتا ہے۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ آم! لیکن لنگڑا کب بنتا ہے جب اس کے ساتھ قلم کسی لنگڑے کی ہوتی ہے۔ چونسا کب بنتا ہے جب پیوند کاری چونسے کی ہوتی ہے۔ یہی بات اللہ کے نبی نے فرمائی ہے کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو انسان ہوتا ہے، ولی کی صحبت میں آتا ہے تو ولی بنتا ہے، ڈاکو کی صحبت میں آتا ہے ڈاکو بنتا ہے۔ ہوتا تو آم ہی ہے لنگڑے کی صحبت میں آیا تو لنگڑا ہے، چونسے کی صحبت میں ہے تو چونسا ہے۔ اللہ ہمیں اولیاء کی صحبتیں عطا فرمائے۔

ایک گھڑی، ایک گھڑی، ایک گھڑی ولی کی صحبت مل جائے خدا کی قسم ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے کیوں؟ ہزار سال عبادت کرے ہر وقت بگڑنے کا خطرہ موجود ہے ولی کی صحبت میں ہو بدکنے کے خطرات ختم ہو جاتے ہیں۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہہ رہا ہوں۔ دنیا میں جتنے لوگ گمراہ ہوتے ہیں ان میں 99 فیصد وہ بندہ گمراہ ہوگا جو کسی شیخ کی صحبت سے دور ہے۔ شیخ سے تعلق ہو اس سے پوچھ کر چلتا ہو نہ وہ گمراہ ہوتا ہے نہ اسے کوئی گمراہ کر سکتا ہے۔ کیسے کرے گا تعلق جو جڑا ہے۔

بغیر دلیل کے مانتا ہوں

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ کتنے بڑے ولی ہیں تفسیر کے بادشاہ ہیں تفسیر کبیر کتنی بڑی تفسیر لکھی ہے مسلک شافعی رحمتہ اللہ علیہ پر تھے۔ امام رازی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کا وقت آیا شیطان نے پوچھا فخر الدین رازی تم اللہ کے پاس کیا لے کر جا رہے ہو؟ کہا میں موحد ہوں میرے پاس توحید کی دولت ہے اس نے کہا کوئی دلیل ہے تو دو امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے دلیل دی شیطان نے توڑ دی، پھر دی وہ توڑ دی، پھر دی وہ توڑ دی، ادھر بھی تو شیطان ہے نا ابلیس۔

میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں ایسا بلا کا مناظر ہے جو خدا سے ٹکر لے کر چلا ہے۔ ابلیس مناظرہ کس سے کر رہا ہے؟ خدا سے۔ بتاؤ اس کو علم پر کتنا ناز ہو گا؟ اللہ نے فرمایا سجدہ کرو کہا میں نہیں کرتا اللہ نے فرمایا " مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ " اے ابلیس تو نے کیوں آدم کو سجدہ نہیں کیا؟ کہنے لگا" أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ" اللہ مجھ سے دلیل سے بات کرو میں بہتر ہوں وہ مٹی سے بنا میں آگ سے بنا ہوں آگ اوپر جاتی ہے مٹی نیچے آتی ہے بھلا آگ مٹی کو سجدہ کرتی ہے؟ دلیل سے بات کرو۔ اب اللہ تعالی اس

سے مناظرہ کیا کرتے، فرمایا "فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ" دفع ہو جا، بے ایمان ہر جگہ دلیل نہیں چلتی اللہ کے سامنے دلیل؟ ہر جگہ دلیل نہیں چلتی۔ نکل جا یہاں سے خدا نے دلیل کا جواب دے دیا۔ ابن قیم نے لکھا ہے سترہ دلیلیں ابن قیم نے اس بات پر دی ہیں کہ مٹی آگ سے افضل ہوتی ہے۔ مٹی آگ سے لیکن یہ ابن القیم کا کام ہے نا لیکن یہ اللہ کا کام تو نہیں نا کہ دلیلیں پیش کرے میں نے حکم دیا ہے تو نے ماننا ہے۔

خیر شیطان نے کہا امام رازی سے، اس نے کہا کیا لائے ہو؟ کہا توحید۔ دلیل دو، دی، توڑ دی، دوسری دو، توڑ دی، تیسری دی، توڑ دی، سو دلیلیں امام رازی نے دیں سو ٹوٹ گئیں۔ شیطان کہتا لاؤ توحید کدھر ہے؟ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ خاموش دلائل تو سارے ختم ہو گئے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ نے کرم فرمایا اللہ نے ان کے شیخ کو ان کے حالات منکشف فرما دیے، ہم کشف کے قائل ہیں لیکن یہ ولی کے اختیار میں نہیں ہوتا ولی کے اختیار میں نہیں ہوتا، ہم معجزہ کے قائل ہیں لیکن معجزہ نبی کے اختیار میں نہیں ہوتا۔

اللہ دکھانے پر آجائے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیٹھے ہیں اللہ بیت المقدس کے دروازے دکھا دے اللہ نہ دکھانے پر آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ سے عثمان کا پتہ نہ چلے۔ اللہ بتانے پر آئے نبی فرش پر ہے خدا عرش کی باتیں بتا دے اللہ نہ بتانے پر آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی اونٹنی ہے اس کے پیچھے امی عائشہ رضی اللہ عنہا کہاں ہیں کچھ پتا نہیں چلتا۔ تو کشف کو یہ نہ سمجھنا کہ ولی غیب جانتا ہے اللہ نے بچانا تھا امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ پر حالت منکشف ہو گئی شیخ نے وہاں سے کہا فخر الدین رازی تو کہہ دے بغیر دلیل کے مانتا ہوں۔ تو کہہ دے بغیر دلیل

کے توحید کو مانتا ہوں۔

عرض اعمال پر ایک شبہ کا جواب

کل آئے تھے ناں علامہ خالد محمود صاحب ۔ میرا خیال تھا بہت سارے شبہات ہیں جو ہم پر پیش ہوتے ہیں حضرت کا جواب سنیں یقین کریں میں عش عش کر اٹھا۔ ہم بیٹھے تھے تو میں نے کہا میں ایک بات پوچھتا ہوں فرمایا کہ وہ کونسی میں نے کہا کہ جی ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے جو منکرین عرض اعمال ہیں وہ کہتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ درود پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تو چلتا ہوگا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعیت کیوں لی؟ جب اعمال پیش ہوتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ تو چل رہا ہوگا ناں کہ درود پڑھ رہے ہیں پھر بیعت کیوں لی؟

عجیب جواب دیا، فرمایا ایک بات سمجھو اعمال پیش ہوتے ہیں لیکن وہ جو درود پڑھتے تھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود تو پیش ہوتا تھا لیکن یہ تو نہیں نا کہ عثمان زندہ ہے یا چلا گیا؟ تو آدمی زندگی میں بھی درود پڑھتا ہے اور موت کے بعد بھی پڑھتا ہے۔ بھائی انسان اعمال زندگی میں بھی کرتا ہے اور موت کے بعد بھی کرتا ہے۔ جنت میں اعمال تو ہوں گے ناں؟ نہیں سمجھے؟ فرمایا درود تو پڑھتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تو پتا چلا کہ درود آرہا ہے لیکن یہ تو نہیں پتہ کہ زندہ ہے درود پھر آرہا ہے یا چلا گیا پھر آرہا ہے۔ بات سمجھیں خیر یہ تو جواب دیا۔

اگلی جو میں سمجھا رہا ہوں فرمایا یہ تو جواب دیا میں نے تمہیں بند کمرے میں ان

سے گفتگو ہو تو پھر یہ نہیں کہنا میں نے کہا جی پھر کیا کہیں فرمایا ان سے کہنا کہ اعمال پیش ہوتے تھے کیسے ہوتے تھے ہمیں پتہ ہی نہیں ہے۔ کیوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں، کیسے ہوتے ہیں ہمیں اس کا نہیں پتہ۔ کیسے کی نفی کردو تمہیں کوئی شکست دے نہیں سکتا، بس کہ دو ہمیں نہیں پتہ۔

عجیب بات کہی فرمایا انبیاء علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور معراج کی رات انبیاء علیہ السلام جمع ہوئے تھے کوئی کہتا ہے جسد مثالی تھا کوئی کہتا ہے جسد حقیقی تھا حضرت نے فرمایا کوئی تم سے پوچھے کہ جسد مثالی تھا یا حقیقی تم کہو ہمیں نہیں پتہ کیوں ہمیں یہ تو پتہ ہے کہ قبروں میں زندہ ہیں ہمیں یہ بھی پتہ ہے کہ وہاں آئے تھے بدن کونسا تھا ہمیں نہیں پتہ کیوں؟ ہم نے بلا دلیل مان لیا ہے۔

نہیں سمجھے؟ کوئی بات سمجھ آئی؟ اللہ ہمیں عقیدہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بس دعا کریں اللہ ہمیں اپنے نام کی لذت عطا فرمائے۔ اللہ ہمیں اپنے نام کی محبت عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

معمارِ حرم اور معلم کتاب و حکمت

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

خطبہ مسنونہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ صدق اللہ العظیم

اللہ رب العزت نے جنات اور انسانوں کی ہدایت کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اس کا ظہور حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا، حضرت آدم علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے کرہ ارض پر اپنی نبوت کا اعلان فرمایا آدم علیہ السلام کے بعد انبیاء کا سلسلہ چلتا رہا اور کچھ انبیاء کے بعد حضرت نوح علیہ السلام وہ نبی ہیں کہ جب لوگوں نے ان کی بات کو نہیں مانا تو اللہ رب العزت نے کرہ ارض کے تمام انسانوں کو ختم کیا سوائے ان کے جنہوں نے نوح علیہ السلام کی بات مانی۔

اس لیے اگر یہ بات کہی جائے تو بے جا نہیں کہ قیامت تک آنے والی نسل حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے اور حضرت نوح علیہ السلام سے اوپر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ جس طرح ہمارے سب سے پہلے والد کا نام حضرت آدم علیہ السلام ہے تو کچھ وقفے کے بعد والد کا نام حضرت نوح علیہ السلام ہے۔ نوح علیہ السلام سے آگے ساری نسل چلی یعنی ان کے دور میں جو کلمہ گو بچے آگے نسل ان سے چلی۔ تو اس کے بعد نوح علیہ السلام پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے نبوت کا

اظہار فرمایا پھر یہ سلسلہ نبوت حضرت ابراہیم تک چلتا رہا۔ ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد میں سے انبیاء آئے۔ ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام اسحاق، ایک کا نام اسماعیل، حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل میں سے 4000انبیاء آئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں سے صرف ایک نبی حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں۔

تعمیر کعبہ کس نے کی؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے الگ سے دعا مانگی جب کعبہ کی دیواروں کو کھڑا کیا جارہا تھا کعبہ کی بنیاد نہیں کعبہ کی دیواریں کھڑی کی جارہی تھیں اس وقت دعا مانگی ہے۔ بنیاد تو آدم علیہ السلام کے دور سے ہے۔ حوادث زمانہ کی وجہ سے کعبہ نظر نہیں آتا تھا بنیاد آدم علیہ السلام نے رکھی ہے اس بنیاد پر حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیواریں کھڑی کی ہیں۔ حکیم الامت تھانوی علیہ الرحمۃ واذیرفع ابراھیم القواعد کا معنٰی بنیادیں نہیں کرتے بلکہ دیواریں کرتے ہیں۔ حالانکہ قواعد قاعدہ کی جمع ہے اور قاعدہ بمعنٰی بنیاد ہے لیکن حکیم الامت بنیاد ترجمہ نہیں کرتے بلکہ دیوار کرتے ہیں۔ حضرت کا ذوق دیکھیں اور خود فرماتے ہیں قواعد پر دلیل یَرفَعُ ہے۔ کیونکہ یرفع کا معنٰی ہے اٹھانا، اور دیواریں اٹھائی جاتی ہیں بنیاد تو نہیں اٹھائی جاتی۔ یہ حضرت خود اپنے ترجمہ کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

پھر قرآن نے طرز عجیب اختیار فرمایا، وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ دونوں کے درمیان تین لفظوں کا فاصلہ لا کے اس کی طرف اشارہ ہے کہ اصل دیواریں تو حضرت ابرہیم علیہ السلام نے کھڑی کی ہیں حضرت اسماعیل علیہ

السلام ان معاون ہیں۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کعبہ کی دیواریں کھڑی کررہے ہیں اور کعبہ کی تعمیر جاری ہے۔

معجزہ در معجزہ

اور اللہ کا احسان دیکھیں ابراہیم علیہ السلام نے دیوار بڑی کھڑی کرنی ہے اور سیڑھی پاس موجود نہیں ہے تو اللہ نے سیڑھی کا انتظام کیا۔ ایک پتھر آیا ہے اور وہ جنت والا پتھر ہے ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوتے ہیں پتھر اوپر چلا جاتا اوپر اینٹ رکھتے پتھر پھر ان کو نیچے لے آتا تو اللہ نے سیڑھی کا کام ایک پتھر سے لیا ہے جس پتھر کا نام ہے مقام ابراہیم اور آج بھی وہ بیت اللہ کے مطاف میں موجود ہے۔

مطاف کہتے ہیں طواف کرنے کی جگہ کو۔ ایک تو خانہ کعبہ ہے ایک خانہ کعبہ کے گرد خالی جگہ ہے، جہاں یہ لوگ طواف کرتے ہیں اس صحن کا نام ہے مطاف، اس مطاف میں آج بھی وہ پتھر وہاں پر موجود ہے جس کونے میں حجر اسود لگا ہے اس کونے سے تھوڑا سا آگے چلیں تو درمیان میں آپ نے دیکھا ہے کہ ایک خوبصورت سا شیشے کا جنگلہ بنا ہے جس کے اوپر سٹیل لگی ہے اور یہ جہاں تک بنا ہے جنگلہ سا، اس کے اندر پتھر ہے اور آج بھی اس پتھر پر ابراہیم علیہ السلام کے پاؤں کے نشان موجود ہیں۔

پتھر پہ تو کبھی پاؤں کے نشان نہیں بنتے لیکن معجزہ در معجزہ ہے ایک پتھر دیا اور پتھر کے اوپر پاؤں کے نشان لگے، تاکہ قیامت تک آنے والا بندہ دیکھے کہ ابراہیم علیہ السلام کے لیے اللہ نے پتھر بنایا۔ اور جب طواف سے فارغ ہو جائیں تو دو رکعت نفل پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھیں۔ یہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل دونوں کے کعبہ کی تعمیر ہے اور جب کعبہ کی تعمیر کی ہے اس وقت اللہ سے دعا کی

ہے۔ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ یہ دعا مانگی ہے۔ دعا کیا مانگی ہے اللہ ہم نے کعبہ کھڑا کر دیا ہے ہم نے کعبہ کی دیوار بنا دی ہے، تیرا گھر ہم نے بنا دیا ہے نہ یہاں انسان ہے نہ یہاں پر کوئی چرند ہے نہ یہاں پر کوئی پرند ہے کوئی مخلوق نظر نہیں آتی، تیرے فرمانے پر ہم نے علاقہ چھوڑ دیا، یہاں پر آ گئے تیرے حکم پر ہم نے تیرا گھر بنا دیا ہے بلکہ روایت میں ہے ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے جو حکم دیا تھا:

وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ

سورة الحج، 27

اے ابراہیم آپ یہاں پہ کھڑے ہوں اور آپ بسم اللہ پڑھ کے اذان دیں تو اذان دینا آپ کا کام ہے اعلان کرنا آپ کا کام ہے اور دور دراز سے حاجیوں کو خانہ کعبہ تک پہنچانا میرا کام ہے، ابراہیم نے آواز لگائی ہے کہاں پہ؟ ایک ایسی جگہ پر جہاں پر انسان بھی نظر نہیں آتا وہاں آواز لگائی ہے بعض روایات میں سے ہے کہ جس پتھر پہ کھڑے ہو کے آواز لگائی تھی اس پتھر کا نام بھی مقام ابراہیم ہے۔ اسی پتھر پہ کھڑے ہو کے آواز دی ہے اور جنہوں نے لبیك اللهم لبیك کہہ دیا تھا وہ دھڑا دھڑ آج حج کے لیے وہاں پر خانہ کعبہ پہنچ رہے ہیں، اللہ پاک ہم سب کو جانے کی توفیق عطا فرمائے اللہ جس کے لیے لکھ دیتے ہیں اس نے چلے جانا ہوتا ہے اور اس طرح اللہ اسباب کا محتاج نہیں ہے اور اللہ بغیر اسباب کے خود ہی اسباب پیدا فرما دیتے ہیں۔

سفر حج کی داستان

مجھے ہمارے ایک بزرگ کل فرما رہے تھے کہ حج کے سفر کا ارادہ ہے؟ میں

نے کہا جی ارادہ تو ہے تو اللہ توفیق عنایت فرمائیں کس کا نہیں ہے لیکن ان شاء اللہ کبھی جائیں گے تو مجھے فرمانے لگے بس یہی عمر ہوتی ہے حج کرنے کی، میں نے کہا جی اس عمر سے بھی کئی سال پہلے میں تو 94ء میں بھی گیا تھا، جب میری عمر 23 سال تھی بالکل عالم شباب تھا۔

اور آپ حیران ہوں گے کس طرح حج کیا کہ فقیر تھے پیسہ بھی نہیں تھا پاس۔ یہاں سے میں ساؤتھ افریقہ گیا وہاں ہماری تشکیل تھی۔ تو ساؤتھ افریقہ میں ہم دو آدمی تھے ایک میں تھا اور ایک اور ساتھی تھے۔ تو میں بالکل یہ حقائق آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں، رات کو ہم سوئے تو میں نے خواب دیکھا جو ہمارے سفر کے دوسرے مولانا امیر تھے اور میں مامور تھا میں نے خواب دیکھا کہ میرا جی چاہ رہا ہے حج پر جانے کو اور یہی مجھے روک رہے ہیں یہ خواب دیکھا یا میں کہہ رہا ہوں جانا ہے یہ مجھے بھیج رہے ہیں اس طرح کر کے دیکھا اب مجھے یاد نہیں 1994ء کی بات ہے۔

جب فجر کی نماز پڑھی صبح اٹھے تو وہی ہمارے امیر صاحب مجھے فرمانے لگے مولانا آپ حج پر جانا چاہیں تو چلے جائیں کل کو کہیں یہ نہ کہنا کہ میں نے جانا تھا اور اس نے روک دیا ہے۔ اللہ فقیروں کا انتظام کیسے کرتے ہیں تو میں نے کہا ٹھیک ہے جی بسم اللہ پڑھیں آپ ہم جاتے ہیں۔ ساؤتھ افریقہ ایمبسی رابطہ کیا تو وہاں سے حج کا ویزہ ملتا نہیں تھا پاکستانی پاسپورٹ پر۔ اب کیا کریں؟ کہا جی اب زامبیا پتہ کرو وہاں سے لیں میں زامبیا کا سفر پہلے کر چکا تھا تو اس وقت زامبیا میں پاکستان بلیک لسٹوں میں تھا زامبیا والے ویزہ نہیں دیتے تھے ہم نے وہاں ایک دوست تھے ان کو فون کیا کے بھائی ہم وہاں زامبیا آئیں گے اور وہاں زامبیا اوساکا سے حج کا ویزہ چاہیے ان کو فون کیا تو وہ غسل خانے میں غسل کر

رہے تھے ان کی گھر والی نے کہا میں ان کو پیغام دے دیتی ہوں۔

تو ساؤتھ افریقہ سے زامبیا، زامبیا ساؤتھ افریقہ کی ریٹرن ٹکٹ میں نے لے لی، ریٹرن ٹکٹ کے بغیر چونکہ ویزہ نہیں ملتا نہ واپسی کا بھی ریٹرن ٹکٹ لیا اور زامبیا چلے گئے اور جو میزبان تھے، جنہیں پیغام دینا تھا ان کی بیوی بھول گئی۔ میں جب ائیر پورٹ پر اتر تو میں نے اپنے میزبان ابراہیم صاحب کو فون کیا، میں نے کہا جی میں تو زامبیا ائیر پورٹ پر ہوں مجھے آ کے نکالو یہاں سے یہاں تو ویزہ ملے گا نہیں، پاکستان بلیک لسٹ پر ہے انہوں نے کہا کوئی بات نہیں 10000 ہزار ڈالر ہم دیں گے یہ بطور گارنٹی کے ہیں کہ آپ دس ہزار ڈالر رکھیں دو دن بعد ہمارے بندے نے چلے جانا ہے، یہ کہہ کر ویزہ لے لیتے ہیں۔

میں نے کہا ٹھیک ہے تو میں وہاں باہر گیا فون کیا واپس آیا تو زامبیا والوں کی حکومت تھی انہوں نے کہا اپنا سامان پکڑیں اور جہاز میں بیٹھیں اور ساؤتھ افریقہ جائیں آپ بلیک لسٹ پر ہیں پاکستان والے ہم ویزہ نہیں دیں گے تو اب میزبان جب آتا تو آتا بیوی اس کی بھول گئی نہ پیغام نہیں دی سکی تو ائیر پورٹ پر آتے آتے آدھا گھنٹا تو لگنا تھا۔ ان کے آنے سے پہلے قانون نے مجھے پکڑا اور سامان سمیت جہاز میں بیٹھا دیا ہمارا جہاز پھر ساؤتھ افریقہ جب ساؤتھ افریقہ پہنچے تو وہاں کا ویزہ بھی نہیں تھا وہ تو ختم ہو گیا اب ادھر کا ویزہ بھی نہیں ہے اور زامبیا کا ویزہ بھی نہیں دونوں ویزے ختم ہو گئے وہاں میں نے بیگ رکھا واپس آ گئے۔

انہوں نے کہا آپ ائیر پورٹ پر ٹھہریں پاسپورٹ باہر بھیجیں میں نے پاسپورٹ باہر بھجوا دیا مجھ پر پابندی تھی پاسپورٹ پر تو نہیں تھی ناں۔ انہوں نے

پاسپورٹ باہر منگوا لیا پھر ہمیں کھلایا پلایا دو رات کے لیے ائیر پورٹ کے اندر ہی میں نے ہوٹل کرائے پر لیا۔ باہر گئے تو انہوں نے وہاں سے ٹکٹ کرائی کینیا کی کہا جی اب کینیا کی ہے میں نے کہا چلیں وہاں سے میں نکلا کینیا پہنچ گئے کینیا میں جان پہچان تو تھی نہیں ایک دو ساتھی میزبان تھے اور تبلیغ والے تھے مزاج سے واقف نہیں تھے تو انہوں نے کہا چلیں مولانا ٹرائی کرتے ہیں بظاہر تو مشکل ہے میں نے کہا چلو ٹرائی تو کرو۔

بیک ڈیٹ پر ویزا

اللہ تعالی نے ایسی مدد فرمائی کہ وہاں کینیا میں سعودی ایمبیسیڈر نے مجھے بیک ڈیٹوں پہ ویزہ لگا دیا یعنی کینیا آج جا رہا ہوں اور ویزہ جو ہے چار دن پہلی ڈیٹ کا ہے میں نے کہا تو اس نے کہا چلیں چلیں چلے گا آپ فکر نہ کریں۔ وہاں سے خیر ہمیں ٹکٹ ملا اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کینیا سے لے کر حبشہ تک کا یہ کنفرم تھا اور حبشہ کے آگے مکہ مکرمہ جدہ کی جو فلائٹ تھی وہ کنفرم ٹکٹ نہیں تھا وہ ویٹنگ لسٹ پہ؛ مل گیا تو ٹھیک، نہ ملا تو نہ سہی۔ میں نے کہا بسم اللہ پڑھیں چانس ملا تو ٹھیک چانس کا ٹکٹ تھا وہاں سے نکلے اور سیدھا اللہ پاک جدہ لے گئے جدہ سے اترے اور سیدھا مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

میں اتنا فقیر تھا کہ مکہ مکرمہ سے منیٰ جانے کے پیسے نہیں تھے میں گاڑی کے پیچھے لٹک کر مکہ مکرمہ سے منیٰ گیا اور حج کر لیا حج تمتع تھا حج تمتع پر تو بکرا دینا پڑتا ہے بکرے کے پیسے بھی نہیں تھے ہم نے دس روزے رکھے وہ بھی پورے کر لیے تو دیکھو اللہ پاک نے کیسے حج کرا دیا۔ میں صرف کہتا ہوں کہ اللہ جب فیصلہ فرما دے اللہ اسباب کے محتاج نہیں ہیں بس اللہ لے جاتے ہیں۔ آدمی اللہ پاک سے مانگتا رہے اللہ پاک بہت بہت کریم ہے اللہ پاک کے دربار میں کوئی کمی نہیں ہے۔

لیکن یہ بات ذہن نشین فرمائیں اللہ سب کو حج پر لے جائے۔ ایک ہوتا ہے حج بیت اللہ کا یہ بہت سارے لوگ کرتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ مولانا رومی کا نام تو سنا ہے ناں؟ مولانا جلال الدین رحمہ اللہ نے 28 ہزار اشعار پر مشتمل کتاب لکھی ہے اور عجیب بات ہے اٹھائیس ہزار اشعار لکھنے کے بعد آخری شعر جو مولانا رومی نے لکھا ہے ناں، پھر کتاب بند کر دی اور لکھنا بند کر دیا کہا جی کیوں نہیں لکھتے؟ تو کہا جب اشعار آرہے تھے تو میں لکھ رہا تھا اب لکھنا چاہتا ہوں اشعار ہی نہیں آتے تو اللہ کو جتنا منظور تھا ہم نے لکھ دیا آگے اشعار دماغ میں اترتے نہیں میں کیسے لکھوں؟ چھوڑ دیا مولانا رومی نے۔ اس میں مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

حج کردند زیارت خانہ بود
حج رب البیت مردانہ بود

فرمایا عام آدمی حج کرتا ہے تو طواف خانہ کعبہ کا کرتا ہے اور جب اللہ والا حج کرتا ہے تو طواف خانہ کعبہ کا نہیں خانہ کعبہ کے رب کا کرتا ہے۔ تو ایک آدمی جاتا ہے خانہ کعبہ کے لیے دوسرا خانہ کعبہ کے لیے نہیں خانہ کعبہ کے رب اللہ کے لیے جاتا ہے۔ تو اس کا حج اور ہوتا ہے اور عام آدمی کا حج اور ہوتا ہے۔ جب آدمی تیاری کر کے جائے تو پھر حج کرنے کا لطف اور ہوتا ہے۔

خدمت کے ثمرات

حضرت عارف باللہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم ہمارے شیخ ہیں، حضرت کے شیخ ہیں شاہ عبدالغنی پھولپوری اور ان کے شیخ تھے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ، شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمہ اللہ کی حضرت حکیم صاحب دامت

برکاتہم نے خدمت بہت فرمائی بہت خدمت کی پھولپور رہتے تھے حضرت کے کپڑے جوانی میں دھوتے تھے بوڑھے شیخ کے کپڑے جوانی میں خود دھوتے تھے، بہت اپنے شیخ کی خدمت کی۔

اور جب حضرت وہاں سے کراچی تشریف لے آئے حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم لنگی پہنتےاور اوپر بنیان لیتے اور اپنے شیخ کے لیے مرکب معجون کوٹ رہے ہیں۔ کبھی خمیرہ بنارہے ہیں کبھی شربت بنارہے ہیں ہر وقت شیخ کی خدمت میں لگے رہتے۔ جب حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم نے معارف مثنوی لکھی مثنوی کی شرح جب یہ معارف مثنوی لکھی ہے تو مولانا یوسف بنوری شہید رحمہ اللہ کی خدمت میں بھیج دی تقریظ کے لیے تو مولانا بنوری فرماتے ہیں معارف مثنوی دیکھی تو مجھے پتہ چلا کہ حکیم اختر مولوی ہے۔ میں سمجھتا تھا عبدالغنی پھولپوری کا نوکر ہے۔

خادم نہیں، نہیں سمجھے؟ خادم تو بڑا مہذب لفظ ہے کہ میں خادم بات کر رہا ہوں اس کا مطلب ہوتا ہے کہ میں اچھا خاصا بندہ ہوں یہ عام بندہ نہیں ہے خادم تو بڑا پروٹوکول کا لفظ ہے۔ یہ نہیں کہا کہ خادم، کیا فرماتے ہیں معارف مثنوی دیکھی تو مجھے پتہ چلا کہ حکیم اختر مولوی ہے ورنہ میں سمجھتا تھا کہ مولانا عبدالغنی پھولپوری کا نوکر ہے۔ حضرت جی دوائیاں کوٹ رہے ہیں شربت بنارہے ہیں اور سب لوگ کہتے تھے اور حکیم صاحب خود فرماتے ہیں۔ میں نے سنا ہے فرماتے ہوئے کہ جب حضرت ہمارے زندہ ہوتے تھے تو مجھے مولوی کہتے تھے بابا جب یہ عبدالغنی پھولپوری مر جائے گا تجھے روٹی بھی کوئی نہیں دے گا تو ہر وقت چٹنیاں کوٹ رہا ہے اور اپنے پیر کے لیے رگڑے کھا رہا ہے تجھے چٹنی کے ساتھ بھی کوئی روٹی نہیں دے گا۔ حضرت فرماتے ہیں میرے

شیخ چلے گئے ہیں۔ اب خدا نے پوری دنیا کو مسخر فرمادیا ہے۔ یہ بات کسی بندے کو سمجھ نہیں آتی شیخ کی خدمت سے کیا ملتا ہے۔ یہ نہیں بندہ کو سمجھ آتا ہے عام بندہ سمجھتا ہے کہ علم سے ملتا ہے مطالعہ سے ملتا ہے عبادات سے ملتا ہے، نہ نہ جو خدا نے شیخ کی خدمت میں فیض رکھا ہے اس کا بندہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

گناہ شیخ سے فیض لینے میں رکاوٹ ہیں

اور یہ بات یاد رکھنا شیخ کا فیض بندے کو اس وقت نہیں ملتا ہے جب انسان کبیرہ گناہ شروع کر دیتا ہے۔ جب آدمی کبیرہ گناہ شروع کرتا ہے تو کبیرہ گناہ کرنے کی وجہ سے آدمی شیخ کے فیض سے محروم ہو جاتا ہے۔ میں نے جب حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم کی بیعت کی وہاں جامعہ اشرف المدارس میں، یہ نیا نہیں پرانا اس وقت بالکل نئی مسجد بنی تھی۔ جامعہ اشرف المدارس وہاں بنا تھا۔ تو حضرت وہاں مجھے بیعت کے لیے گئے خانقاہ کے آگے وہاں جب ایک جگہ پر بیٹھے تو ادھر سے ہوا کا رخ تھا اور آگے دیوار تھی ہوا نہیں آرہی تھی۔

فرمایا چلو وہاں سے اٹھ کے چھت پر چلے گئے اب چھت پر تو ہوا آرہی تھی۔ حضرت حکیم صاحب نے عجیب بات ارشاد فرمائی فرمانے لگے دیکھو ہوا آرہی تھی لیکن دیوار نے رکاوٹ پیدا کر دی تھی اور ہوا نہیں آئی ہم چھت پر گئے دیوار کی رکاوٹ ختم ہو گئی ہوا پھر شروع ہو گئی فرمایا اسی طرح جب آدمی کبیرہ گناہ کرتا ہے وہ کبیرہ گناہ شیخ کے فیض کے راستے میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں شیخ نکما ہے شیخ نہیں نکما ہوتا تیرے گناہ کبیرہ شیخ کے فیض کے رستے میں رکاوٹ بنے ہوتے ہیں۔ کرتوت بھی کرتا ہے تو پھر شیخ کو بتاتا بھی نہیں ہے۔ میں بتاؤں گا تو شیخ کیا سمجھیں گے میں بتاؤں گا تو برا

محسوس کریں گے کیا سمجھیں گے اتنا بڑا آدمی ہو کے یہ فلاں کرتوت کرتا ہے۔ یہ بہت بڑی لعنت ہے اپنے شیخ کو نہ بتانا شیخ عالم الغیب تو نہیں ہے نہ عالم الغیب تو اللہ کی ذات کی علاوہ کوئی نہیں آپ اپنا کوئی عیب بتائیں گے تو شیخ اصلاح کرے گا ناں۔ اور جب تک عیب نہیں بتائیں گے شیخ اصلاح کیسے کرے گا؟

شیخ کو عیب بتائیں

میں اللہ کی قسم کھا کے کہتا ہوں جو بندہ اپنے شیخ کو عیوب بتاتا ہے شیخ اس کے عیب سن کے پریشان نہیں ہوتا بلکہ خوش ہوتا ہے ماشاء اللہ اس کو فکر پیدا ہو گئی ہے۔ میں درجہ اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ تین سال تک حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ سے میرا اصلاحی تعلق تھا عام بندہ سمجھتا ہے کہ یہ ان کا مرید ہے۔ جامعہ بنوریہ میں پڑھتا تھا، میں مرید نہیں تھا صرف اصلاحی تعلق تھا اور خط وکتابت اور بیان ہوتے تھے۔ میں حضرت کو جب خط لکھتا اس میں اپنا عیب لکھتا تو عجیب بات ہے، حضرت رحمہ اللہ بڑے خوش ہوتے فرماتے ماشاء اللہ ماشاء اللہ شکر ہے توفیق ہوئی ہے اپنا عیب بتانے کی۔ شکر ہے گناہ کی طرف توجہ ہوئی ہے میں فلاں گناہ کرتا ہوں۔

ہمارے اندر بہت بڑا المیہ ہے کہ ہم بیعت کرتے ہیں۔ دس سال گزر جاتے ہیں اور شیخ کو اپنے عیوب نہیں بتاتے پھر اصلاح نہیں ہوتی۔ بھائی اصلاح تو تب ہو گی جب شیخ کو اپنا عیب بتائیں گے، اپنا گناہ بتاؤ کہ مجھے بد نظری کا مرض ہے مجھے گانے سننے کا مرض ہے مجھے فلمیں دیکھنے کا شوق ہے، میں حرام کھاتا ہوں میری ملازمت ٹھیک نہیں ہے میں سود کھاتا ہوں، رشوت کھاتا ہوں فلاں گناہ کرتا ہوں، گناہ بتائیں گے تو اس کے بعد شیخ بتائے گا ناں کہ اس گناہ سے آپ کی جان کیسے چھوٹے گی شیخ نسخہ بھی بتائے گا اور

اللہ سے مانگے گا بھی۔

میں بار بار ایک بات سنایا کرتا ہوں ہمارے شیخ حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں جس طرح ماں کو پتہ چل جائے کہ میرے بیٹے کی شلوار میں پاخانہ نکلا ہے تو ماں بیٹے سے نفرت نہیں کرتی پاخانہ صاف کرتی ہے۔ شیخ کو پتہ چلے میرا فلاں مرید گناہ میں غرق ہے وہ مرید سے نفرت نہیں کرتا اپنے مرید کے گناہ کو صاف کرتا ہے۔ لیکن پتہ چلے گا تو پھر ہے نہ۔ ہم ماں پر اعتماد کرتے ہیں کہ ماں کو میری گندگی کا پتہ چلے ماں نفرت نہیں کرے گی میری شلوار کو دھو دے گی۔ اور شیخ پر اتنا بھی اعتماد نہیں ہے کہ اس کو گناہ کا پتہ چلے گا تو مجھ سے نفرت کرے گا۔ یعنی ماں جتنا بھی اس پر اعتماد کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو بتائیں پھر اصلاح کیسے ہو گی؟

خیر میں گزارش کر رہا تھا اللہ پاک ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے جو بات فرمائی ہے اور عجیب بات ہے کہ مولانا رومی خود فرماتے ہیں:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا نہ کرد غلامی شمس تبریز

فرمایا شمس تبریز کا غلام بنا ہوں تو لوگوں نے مولانا رومی کہا جب تک شمس تبریز کا غلام نہیں بنا تو مولوی روم تو مولوی بھی نہیں تھے۔ میری گزارش سمجھ آ رہی ہے؟ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں خیر کہہ رہا تھا کہ وہاں حج پر لوگ جاتے ہیں لیکن بغیر اصلاح کے جاتے ہیں۔ میری بات کا برا محسوس نہ فرمانا میں نے خانہ کعبہ میں ان مناظر کو دیکھا ہے سال میں کم از کم دو مرتبہ اللہ ہمیں اپنے فضل سے جانے کی توفیق عطا

فرماتے ہیں۔ ہم جیسے نالائقوں اور فقیروں کو سال میں دو مرتبہ خانہ کعبہ اور نبی کے روضے کی حاضری ملے بتاؤ اور خدا سے کیا چاہیے؟ اور یہ سارے کا سارا عقیدے اور مسئلہ کی محنت کی برکت ہے ورنہ ہمیں کون پوچھتا تھا؟ ہمیں کوئی بھی نہ پوچھتا۔ بس آپ تھوڑی سی محنت کریں اللہ پاک بہت بہت عطا فرماتے ہیں۔

حج سے پہلے تزکیہ نفس

میں صرف جو بات سمجھا رہا ہوں یا میں جو بات کہہ رہا ہوں مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں آپ یقین فرمائیں کیونکہ شیخ سے تعلق نہیں ہے، تزکیہ نہیں ہے، خانقاہوں سے جوڑ نہیں ہے، گناہوں سے توبہ کی توفیق نہیں ملی تو پھر وہاں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کے دوران موبائل میں تصویریں بن رہی ہیں نامحرم عورتوں کی۔ بتاؤ بیت اللہ میں کھڑے ہیں اور اپنی بیوی کی تصویر بنا رہے ہیں بیت اللہ میں کھڑے ہیں اور گروپ فوٹو بن رہے ہیں۔

کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کے وہاں جا کے بھی انسان گناہوں کے اندر مبتلا ہے۔ بتاؤ یہ حج اور عمرہ انسان کو کیا فائدہ دے گا؟ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میری بات سمجھ آ رہی ہے؟ میں کہہ رہا تھا ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام نے اللہ سے دعا مانگی ہے، دعا کب مانگی؟ جب بیت اللہ کی دیواریں کھڑی کر رہے تھے اور ساتھ اللہ سے دعا بھی مانگ رہے تھے۔ اس سے یہ بات سمجھ آئی جب کہ اللہ کوئی دینی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے تو اس وقت ساتھ اللہ سے قبولیت کے لیے دعائیں بھی کرنی چاہییں۔ اللہ ہم نے کعبہ بنا دیا ہے اب تجھ سے دعا مانگتے ہیں ایک یہاں کا ایسا بندہ پیدا فرما دے جو اس کعبہ کی آبادی کا سبب بن جائے پھر اللہ نے کس کو پیدا فرمایا؟ اسماعیل

علیہ السلام کی نسل میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ اب دیکھو پوری دنیا کا دل دھڑکتا ہے کعبہ کے ساتھ۔

کعبہ کیا ہے؟

اور کعبہ یاد رکھنا اس کمرے کا نام نہیں ہے اچھی طرح بات سمجھنا ہمارا قبلہ کعبہ اس کمرے کا نام نہیں ہے علامہ شامی نے فتاویٰ شامیہ میں لکھا ہے اگر بطور ولی کی کرامت کے کعبہ مکہ سے چلے اور ولی کے پاس پہنچ جائے، کرامت میں ایسا ہوتا ہے کہ نہیں یا نہیں ہوتا؟ اگر خانہ کعبہ کسی ولی کی کرامت کے طور پر مکہ سے چلے اور ولی کے پاس پہنچ جائے فرمایا ہمارا کعبہ پھر بھی تبدیل نہیں ہوگا کیونکہ ہمارا کعبہ وہ کمرہ نہیں ہے ہمارا کعبہ وہ جگہ ہے جہاں پر کمرہ تعمیر ہوا ہے۔ اس جگہ سے لے کر بیت معمور تک یہ سارے کا سارا کعبہ ہے۔ اور بیت معمور کا روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کرتے ہیں۔ اور جو ایک مرتبہ طواف کرے گا قیامت تک دوبارہ اس فرشتہ کی باری نہیں آئے گی۔ ستر ہزار فرشتے بتاؤ میرے اور آپ کے طواف کی اللہ کو کیا ضرورت ہے؟ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ہندو کے اعترض کا جواب

تو ہم خانہ کعبہ کی عبادت نہیں کرتے بلکہ کعبہ کے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کعبہ صرف اس کمرہ کا نام نہیں ہے کعبہ اس مقام کا نام ہے یہ کمرہ وہاں پہ بطور نشانی کے رکھا ہے۔ ایک ہندو نے ایک مولانا صاحب سے سوال کیا ہندو نے کہا مولوی صاحب یہ عجیب بات ہے کہ جب ہم ہندو لوگ ایک چھوٹے سے پتھر کی پوجا کریں تو تم کہتے ہو مشرک ہو اور تم اتنا بڑا پتھر کا کمرہ پوجتے ہو اور تم کو کوئی مشرک نہیں کہتا ہم بھی

پتھر کو پوجتے ہیں تم بھی پتھر کو پوجتے ہو تو دونوں مشرک ہوئے ہم میں تم میں فرق کیا ہے؟ مولانا عبد الغنی پھولپوری کا اپنا واقعہ ہے یا کسی کا نقل کیا، فرمایا مولانا نے برجستہ جواب دیا:

کافر ہے جو سجدہ کرے بت خانہ سمجھ کر
سر رکھ دیا ہم نے در جاناناں سمجھ کر

جاناناں کہتے ہیں محبوب کو جس پر آدمی مرتا ہو یعنی ہم نے بت خانہ سمجھ کر سجدہ نہیں کیا ہم نے محبوب کا در سمجھ کے سجدہ کیا ہے۔ بعض لوگ شاعری میں ایسا جواب دیتے ہیں کہ اس کی مثل نہیں ملتی۔ شاہ محمد احمد رحمہ اللہ پرتاب گڑھی حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء میں سے تھے بہت بڑے عالم بھی تھے شاعر بھی تھے۔ غالب کا ایک شعر ان کو پہنچا:

عشق نے غالب ہم کو نکما کر دیا
ورنہ آدمی تھے ہم بھی بڑے کام کے

اب مولانا نے جواب دیا، جواب سنیں:

عشق نے ہمیں کما کردیا احمد
ورنہ آدمی تھے ہم بھی صرف نام کے

کیوں؟ غالب کا عشق مرنے والی بدبودار لاشوں سے تھا اور مولانا احمد صاحب کا عشق ان بدبودار لاشوں کے خالق سے تھا۔ ظاہر ہے جو مخلوق پہ مرے گا نکما ہو گا جو خالق پہ مرے گا وہ کام کا ہے۔ عشق اور محبت کا رخ بدلنا ہے اللہ ہم سب کی محبت کا قبلہ درست فرمادے۔ خدا کی قسم آدمی کو خدا سے محبت ہو جائے جینے کا مزہ آجائے۔ یہ بات

آپ کو کیسے سمجھاؤں جینے کا مزہ آتا ہے جینے کا۔

کسی کا موبائل بج اٹھے تو کیا کریں

توجہ رکھیں میں نے کئی بار کہا موبائل کی گھنٹی بجے تو غصہ نہ ہوا کرو کوئی بھی آدمی جان بوجھ کے ایسا نہیں کرتا کہ موبائل کی ٹون کھلی رکھے بھول جاتا ہے۔ تو بھولنے والے کو تھوڑا ڈانٹا کرتے ہیں؟ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے بھول گیا موبائل کھلا رہ گیا اب اتنی اس کے موبائل کی کھپ نہیں ہوتی جتنی نماز کے بعد نمازی ڈالتے ہیں۔ بھائی موبائل میں تو عقل نہیں تھی وہ بول پڑا اور تم تو عقل مند تھے تم تو مسجد کا سکون برباد نہ کرو خاموش ہو جاؤ۔

ہماری مثال اس آدمی کی طرح ہے جو نماز پڑھ رہا تھا اور ایک نے آکر پوچھا کون سی رکعت ہے نماز پڑھنے والا کہتا ہے اوئے نماز میں نہیں بولتے۔ جی ہاں! دوسرا کہتا ہے تیری نماز ٹوٹ گئی ہے، تیسرا کہتا ہے نہیں تیری بھی ٹوٹ گئی ہے۔ اور ٹوٹ سب کی گئی ہے۔ یہی حال ہے ہمارا۔ موبائل تو بے عقل ہے اس کو پتہ نہیں ہے تو جو ڈانٹ رہا ہے شور مچا رہا ہے تو کیا مسجد کے تقدس کا خیال کر رہا ہے؟ سبحان اللہ!

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں آئے ایک دیہاتی کھڑے ہو کے پیشاب کر رہا تھا تو صحابہ دوڑے اس کو ڈانٹنے کے لیے تو آپ نے فرمایا: نہ نہ، مت روکو، چھوڑ دو اس کو۔ اس کے بعد بلا کے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مسجدیں ہیں عبادت کے لیے پیشاب کے لیے نہیں ہیں۔ اب اس میں محدثین نے لمبا کلام کیا ہے کہ حضور پاک پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا کیوں نہیں تھا، بہت ساری وجہیں بیان کی ہیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے اگر اس کو ڈانٹتے تو وہ دوڑتا تو مسجد زیادہ گندی ہوتی تو حضور پاک

صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹا گناہ کرنے دیا تاکہ زیادہ مسجد ناپاک نہ ہو۔ میں اس لیے سمجھاتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کو خراب نہ کیا کرو اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خیر میں بات عرض کر رہا تھا کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے دعا مانگی اللہ نے ان کی نسل میں سے نبی دیے جن کا نام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور پھر ان حضرات نے دعا بھی مانگی ہے اور کعبہ کی بنیادوں پر کعبہ کھڑا بھی کیا۔ تو میں سمجھا یہ رہا تھا کہ آپ کعبہ پر جائیں اللہ سب کو لے جائے لیکن جانے سے پہلے دل کا تزکیہ ضروری ہے۔ خدا کی قسم دل کو صاف نہیں کرو گے جاتے وقت جہاز میں ائیر ہوسٹس کو دیکھو گے۔ میں جھوٹ نہیں بولتا میں نے ایسے گروپوں کے ساتھ عمرہ کیا یہ ہمارا چیمبر آف کامرس لاہور کا وفد تھا پہلے یمن گئے پھر جدہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے عمرہ کر کے جب واپس آئے تو زم زم ٹاور ہے سب سے قیمتی ہوٹل وہاں ہے زم زم ٹاور، عمرہ سے واپس آئے اور آتے ہی ٹی وی آن کیا انڈین فلم دیکھ رہے ہیں کہاں؟ مکہ مکرمہ میں اور آئے کدھر سے؟ حرم سے کیوں دل کا تزکیہ نہیں تھا تو حج اور عمرہ برباد کر کے رکھ دیا۔ اس لیے وہاں جانا چاہیے لیکن پہلے تزکیہ بہت ضروری ہے۔ خیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے جو دعا مانگی ہے میں اس پر بات کر رہا ہوں۔

امت اور ملت

ہمارا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چونکہ بہت گہرا تعلق ہے یہاں ایک چھوٹا سا نکتہ ذہن میں رکھیں ہمارا دونوں سے گہرا تعلق ہے۔ ہم ابراہیم علیہ السلام کی ملت ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ امت اور

ملت میں کیا فرق ہے؟ اصولوں کے اشتراک سے ملت بنتی ہے اور اصول وفروع کے اشتراک سے امت بنتی ہے۔ جن کے اصول ایک ہوں انہیں ملت کہتے ہیں اور جن کے اصول وفروع ایک ہوں انہیں امت کہتے ہیں۔

تو اصول میں ہم ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہیں، لیکن فروع اور پوری شریعت میں ان کے پابند نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں۔ تو ملت ابراہیم کی ہے اور امت ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔ اس لیے جو سنتیں اور ان کے طریقے چل رہے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر ان کو باقی رکھا ناخن تراشنے، بغل کے بال صاف کرنے کا طریقہ، مسواک کرنا یہ ابراہیم علیہ السلام کے طریقے ہیں۔ یہ طریقے جو ابراہیم علیہ السلام نے دیے تھے ان میں سے ایک طریقہ قربانی کا بھی ہے۔ قربانی کا سلسلہ خدا نے ان سے شروع کروایا ہے۔

نبوت کے چار کام

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے اللہ سے جو دعائیں مانگیں ہیں ان میں سے ایک دعا کا تذکرہ کرنا ہے اور تھوڑی سی بات عرض کرنی ہے۔ دعا کیا مانگی؟

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولًا مِنۡهُمۡ اے اللہ یہ مکہ آباد ہوگا تو ان کی نسل میں ایک رسول بھیج۔ رسول ایسا ہو يَتۡلُو عَلَيۡهِمۡ آيَاتِكَ جو قرآن کریم کی تلاوت کرے وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتَابَ پھر ان کو قرآن کا ترجمہ اور تفسیر سمجھائے وَالۡحِكۡمَةَ ان کو حکمت سمجھائے وَيُزَكِّيهِمۡ اور ان کے دلوں کو پاک کرے اِنَّكَ أَنۡتَ الۡعَزِيزُ الۡحَكِيمُ اللہ تو عزیز اور حکیم ہے یہ ہماری آپ سے دعا ہے۔ اللہ نے ان کی دعا قبول کی اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں۔

تو کام کتنے مانگے؟

- قرآن کی تلاوت کرے
- قرآن کو سمجھائے
- حکمت سمجھائے
- دلوں کو پاک کرے

درس قرآن کس کا سنیں

یہ چار کام اس نبی نے کرنے ہیں اور چاروں کام اس نبی والے اللہ نے اس امت کے ذمہ لگائے ہیں۔ یَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ تلاوت قرآن، یہ کام دنیا اور پاکستان کے قراء کر رہے ہیں وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ یہ ہمارے علماء کے ذمے ہے۔ قرآن کی تفسیر و تشریح علماء کے ذمے ہے، پروفیسروں، ڈاکٹروں کے ذمے نہیں ہے نہ یہ کام ان کے ذمے ہے نہ ان کے دروس سن کے اپنا ایمان برباد کریں۔ ہاں پروفیسر عالم ہو تو اور بات ہے عالم اگر نہیں تو اس کو کوئی حق نہیں کہ قرآن کی شرح کرے۔

تزکیہ یہ کام خانقاہوں والا ہے تو تلاوت کا کام قراء کرتے ہیں اور ایک علماء کرتے ہیں اور ایک کام یہ تزکیہ والا خانقاہ والے کرتے ہیں۔ میں بطور نعمت کے کہتا ہوں کے وہ مراکز کتنے اچھے ہوں گے جہاں پر قاری تلاوت والا بھی ہو تفسیر والے علماء بھی ہوں اور تزکیہ والے شیخ اور مرشد بھی ہو۔ ایک سُپر سٹور ہوتا ہے جہاں ساری کی ساری اشیاء ملتی ہیں میں کہتا ہوں اللہ تمہیں قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس مرکز میں بحمد اللہ ساری نعمتیں عطا فرما دی ہیں۔ آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو موجود ہے، تفسیر پڑھنا چاہیں تو

موجود ہے، اللہ اللہ کرنا چاہیں تو خانقاہ کھلی پڑی ہے۔ اس مرکز کے اثرات آپ دنیا کے کسی کونے میں جائیں گے آپ اس کے اثرات محسوس کریں گے۔

میں بحرین کے دورے پر تھا مجھے اتنا تعجب ہوا کہ وہاں بنگلہ دیش کے، برما کے، پاکستان کے، مختلف ملکوں کے علماء آرہے ہیں، مولانا آپ کے بیانات سنے ہیں استفادہ کے لیے آسکتے ہیں؟ بحرین کے پولیس کے ملازم ہیں وہ آرہے ہیں حتی کہ آخری دن آنے لگا تو یہ کون ہے؟ یہ کمانڈو کا انسٹرکٹر ہے کہنے لگا میرے پاس جتنے کمانڈو ہیں سب کے موبائل میں آپ کے بیان ہیں۔ اور مجھ اتنا تعجب ہوا ایک بندہ مجھے ملا میں نام نہیں لیتا کہنے لگا انٹیلی جنس کا آدمی ہوں میرے ذمے ڈیوٹی تھی یہ کون سا مولوی ہے جس کی سی ڈیز یہاں بحرین میں تقسیم کی جارہی ہیں۔ میری بہت سی ڈیز وہاں تقسیم ہوئیں۔ مولانا طارق جمیل صاحب کے دفاع میں فضائل اعمال کے دفاع میں۔

آپ یقین فرمائیں مجھے ایک پولیس ملازم نے کہا مولانا بحرین میں پہلی بار جب توصیف الرحمٰن غیر مقلد آیا تھا تو اس کے مجمعے دیکھنے والے تھے اور جب آپ کی سی ڈیز تقسیم کی گئیں تو آئندہ وہی توصیف الرحمٰن تھا اور اس کی تقریر سننے والا کوئی نہیں تھا اس نے کہا ہم سے پوچھیں اس دو گھنٹے کی سی ڈی میں کیا کمال کیا ہے پاکستان والوں کے ہاں تو اس کی قدر نہیں ہے ہم سے پوچھو۔

علماء کا اکرام

یقین کرو کوئی عالم آپ سے کھانا کھائے تو خوش ہوا کرو آپ کے دستر خوان پر کوئی عالم بیٹھ جائے اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں میں آپ کو یہ بات کیسے سمجھاؤں پشاور گیا ایک دوست ملا انہوں نے کمرہ دکھایا اور کہا یہ صرف علماء کے لیے خاص ہے۔ اسی

طرح ایک دوست سعودی عرب میں ملا گھر گئے مجلس میں بیٹھے تھے کہنا لگا آپ تھوڑی دیر کے لیے اس چار پائی پر بیٹھیں میں نے وجہ پوچھی تو کہا فلاں فلاں مشائخ اس پر بیٹھے ہیں میں چاہتا ہوں آپ بھی بیٹھیں۔

اب بتاؤ یہ بات اگر سمجھ آئے تو تب ہے ناں! جب سمجھ ہی نہ آئے تو پھر بندہ جان چھڑاتا ہے۔ صحابہ کی خواہش ہوتی تھی کہ حضور پاک ہمارے گھر کھانا کھائیں۔ ایک صحابی نے دعوت کی کہ یارسول اللہ ہمارے گھر تشریف لائیں فرمایا میری عائشہ بھی ساتھ ہو گی تو اس نے دو بار کہا کہ حضور آپ اکیلے آئیں تو آپ نے کہا نہیں عائشہ ساتھ ہو گی تیسری بار اس نے کہا حضور ہماری تو خوشی ہے کہ ہماری ماں ہیں ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ آئیں لیکن ایک پیالہ ہے شوربے کا میں چاہتا ہوں آپ اچھی طرح کھا لیں حضور نے فرمایا یہ میرا معاملہ ہے ہم دونوں کھائیں گے۔

یہ بات ہم کو سمجھ نہیں آتی اور دیہاتوں میں تو اس کا رواج ہی نہیں ہے میں بطور مذاق کہتا ہوں آپ ہر سال نہیں ہر روز عالم بلائیں انہوں نے نہیں کہنا کہ مولوی صاحب یہ عالم آرہے ہیں ان کا کھانا ہمارے ذمہ ہے بلکہ انہوں نے کہنا ہے کہ کوئی عالم آئے تو ہمیں بھی ساتھ بلا لینا۔ ایسے ہوتا ہے کہ نہیں؟ مولوی صاحب کوئی باروں بزرگ آوے تے سانوں وی بلا لیا کرو برکت واسطے اسی وی کھا لیے۔

یہ ہماری سوچ اور فکر ہے، رمضان آئے گا ہر ایک کی فکر ہے میں مسجد میں افطاری کر لوں یہ نہیں فکر کہ میں کسی کو کرادوں۔ میں یہ رونا اس لیے روتا ہوں کہ اپنا مزاج بناؤ بس اللہ سمجھ عطا فرمائے۔ خیر میں بات کہہ رہا تھا کہ چار کام ہیں اور نبی نے چاروں کام کیے اور ہر میدان میں شاہ سوار پیدا کیے۔ صحیح بخاری میں ہے:

اسْتَقْرِؤُا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

صحیح البخاری، رقم الحدیث 3759

مطلب یہ ہے کہ یہ اسپیشلسٹ ہیں ان سے پڑھنا۔ تو چار کام ہیں۔

تلاوت قرآن

اس کا مطلب ہے کہ مخارج کے ساتھ عربی لہجے کے ساتھ پڑھنا ہے۔

تعلیم قرآن

تعلیم کا معنی قرآن کا معنی اور تفسیر ہے۔ جو علماء کے ذمے ہے نہ کہ ڈاکٹروں اور پروفیسروں کے۔ ان کے درس میں نہ شرکت کیا کرو نہ سنا کرو اس پر تمہیں گناہ نہیں ملے گا۔

تعلیم حکمت

اس پر چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں علامہ آلوسی مفتی بغدار رحمہ اللہ نے حکمت کے پانچ معنی بیان فرمائے، اور یہ وہ شخص ہے جس کے پاس مطالعہ کے لیے چراغ نہیں ہوتا تھا، اور فرماتے ہیں:

کنت اطالع الکتب فی ضوء القمر

کہ میں چاند کی روشنی میں بیٹھ کر مطالعہ کیا کرتا تھا۔ پھر جب روح المعانی لکھ کے باشاہ کو پیش کی تو تب پتہ چلا کہ بغداد میں کتنا بڑا عالم اور مفتی رہتا ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں حکمت کے پانچ معنی ہیں:

حقائق الکتاب و دقائقہ یعنی اللہ تعالی انہیں ایسا نبی عطا فرمائے جو ان کو

دین کی باریکیاں سمجھائے۔

عقل کے درجات

میں ایک بات کہتا ہوں عقل کے چار درجے ہیں ایک درجہ نابالغ کا، ایک درجہ بالغ کا، ایک درجہ عالم کا اور ایک درجہ نبی کا۔ نابالغ کی عقل نہ حکم سمجھتی نہ حکمت سمجھتی ہے اور بالغ حکم سمجھتا ہے حکمت نہیں سمجھتا۔ اس لیے حکم کا پابند ہے۔ لوگوں کو ہر وقت حکمتیں نہ بتایا کرو آتی ہوں تب بھی نہ بتایا کرو۔ وگرنہ ہر مسئلہ پر حکمتیں پوچھیں گے جب نہیں بتاؤ گے تو پھر بے دین ہو جائیں گے۔ کیونکہ آدمی حکم سمجھتا ہے حکمت نہیں سمجھتا۔ آپ دیکھیں نماز میں ہاتھ کانوں تک کیوں اٹھاتے ہو؟ کندھے تک کیوں نہیں؟ پھر ہاتھ باندھتے ہو چھوڑتے کیوں نہیں؟ عام بندہ نہیں سمجھتا اس لیے حکمت کا پابند نہیں۔

نماز کی حکمتیں

اور میں اس کا تذکرہ کیا کرتا ہوں کہ نماز نام ہے عاجزی اور تذلل کا اور عاجزی کا پہلا مرحلہ ہے کان پکڑو یہ کان پکڑے گا، اوئے آنکھ نیچے کر اب نیچے دیکھے گا اوپر نہیں دیکھے گا۔ ہاتھ باندھ لو اب ہاتھ باندھ لیے ہیں اب مانگو معافی ، سبحانك اللهم وبحمدك اور آخر تک یہ معافی کی تمہید ہے۔ جی آپ بڑے ہیں میں چھوٹا ہوں میری کیا حیثیت ہے یہ تمہید ہے۔ اب ہے گھٹنے ٹیکو یہ رکوع میں چلا گیا، آگے کیا ہے؟ کھڑے ہو کے اعلان کرو سمع الله لمن حمده جو اللہ کی حمد کرے اللہ اس کو قبول کر لیتا ہے۔ میں کتنا نالائق ہوں پیٹ میں پاخانے ہیں، گند بھرا ہوا ہے خدا پھر بھی حمد قبول کر رہا ہے۔

چلو اب ناک رگڑو، اب سجدے میں گیا ہوا ہے ناک نہ لگائے تو سجدہ نہیں

ہوتا اب سجدہ سے اٹھتا ہے تو بندہ کا دل کرتا ہے اللہ میں نے یہ سب کام کر لیے اے اللہ میرے بس میں ہوتا میں اور نیچے جاتا لیکن میں جا نہیں سکتا۔ اللہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ اور جا یہ ایک مرتبہ اور سجدہ اس خواہش کا نتیجہ ہے اس لیے ایک رکعت میں رکوع ایک ہے اور سجدے دو ہیں۔ اب یہ حکمتیں عام آدمی نہیں سمجھتا۔

یہ تو نماز کی حکمتیں ہیں۔ روزے کی الگ ہیں، حج کی الگ ہیں۔ حکمت ہر آدمی نہیں جانتا۔ حکمتوں کو بیان کیا ہے امام غزالی نے، پھر شاہ ولی اللہ دہلوی نے پھر قاسم العلوم والخیرات نانانوتوی نے ان شخصوں پر حکمتیں ختم ہیں۔ تو یہ بالغ کی عقل ہے۔ اس کے بعد عقل ہے عالم کی حکم بھی سمجھتا ہے حکمت بھی سمجھتا ہے لیکن حکمت وحی سے نہیں سمجھتا بلکہ اجتہاد سے سمجھتا ہے جس میں خطا بھی ہو سکتی ہے۔ اور نبی حکم بھی سمجھتا ہے اور حکمت بھی سمجھتا ہے اور وحی کے ساتھ سمجھتا ہے جو یقین کے درجہ میں ہوتی ہے۔ خیر میں کہہ رہا تھا کہ حکمت کا معنی ہے دین کی باریکیاں سمجھنا۔ ہمارا نبی وہ ہے جو دین کی باریکیاں سمجھاتا ہے۔

مسجد میں آنے کی دعا کی حکمت

صرف ایک بات جو ہمارے شیخ نے لکھی ہے۔ مسجد میں آئے تو کیا دعا ہے بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلے تو اللھم انی اسئلك من فضلك اس میں کیا حکمت ہے؟ توجہ رکھنا رسول اللہ معراج کی رات عرش پر ملاقات کے لیے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں عرض کیں! التحیات للہ زبانی عبادتیں اللہ تیرے لیے جواب میں اللہ فرماتے ہیں تمھاری زبانی عبادتیں ہمارے لیے ہیں تو ہم سے قولی سلام لے لو

فرمایا السلام علیك ایھا النبی والصلوات فرمایا بدنی عبادتیں اے اللہ تیرے لیے تو کہا پھر ہماری رحمتیں لے لو فرمایا! ورحمۃ اللہ آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! والطیبات مالی عبادتیں اے اللہ تیرے لیے تو اللہ نے کہا! پھر برکتیں ہم سے لے لو وبرکاتہ اب دیکھو نماز روزانہ پڑھتے ہیں لیکن دماغ میں نہیں آتیں۔ تو نبی نے تین خدمتیں پیش کیں تو ادھر سے تین نعمتیں مل گئیں۔

تو جب بندہ مسجد میں آیا تو کیا پڑھنے آیا؟ نماز، تو نماز پر کیا ملے گا؟ رحمت، اس لیے مانگا ہے اللھم افتح لی ابواب رحمتك اور جب باہر نکلے تو تجارت کاروبار کرتا ہے۔ مال ہے اور مال کو قرآن میں فضل کہا ہے فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ نماز پڑھی ہے اب جاؤ اللہ کا فضل کا تلاش کرو اس لیے جب مسجد سے باہر نکلے گا تو دعا میں کیا مانگے گا؟ اللھم انی اسئلك من فضلك اے اللہ اپنا فضل دینا اور یاد رکھنا خدا کا فضل حلال ہوتا ہے حرام نہیں ہوتا۔ ہم سود کے مال سے کوٹھی بناتے ہیں اور اوپر لکھتے ہیں ھذا من فضل ربی یہ بھی مذاق ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ بات سمجھ آرہی ہے؟ یہ حکمتیں ہمیں سمجھ نہیں آتیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی عقلِ رسا

اس پر ایک علمی لطیفہ عرض کرتا ہوں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے امام ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد دنیا میں سب سے بڑے آدمی ہیں، شاگردوں کو سبق پڑھا رہے تھے تو ایک دیہاتی آیا اور کہا أبواوٍ اوبواوین؟ امام صاحب نے فرمایا بواوین تو اس نے کہا بارك اللہ فیك كما بارك فی لا ولا فرمایا آمین۔ وہ چلا گیا

تو شاگردوں نے وضاحت پوچھی اور کہا ہمیں سمجھ نہیں آئی، نہ سوال کی نہ جواب کی اور اس کی دعا کی۔

اب امام کا علم دیکھو امام صاحب نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے التحیات کے دو قسم کے الفاظ منقول ہیں التحیات للہ والصلوات و الطیبات اس میں دو واؤ ہیں اور ایک ہے التحیات للہ والصلوات الطیبات اس میں ایک واؤ ہے اور ایک حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو دو پر بیس نیکیاں ہوں گی۔ تو اس دیہاتی نے مجھ سے مسئلہ پوچھا ہے میں کون سا پڑھوں أبواوٍ أوبواوین ؟ ایک واؤ والا یا دو والا ؟ تو میں نے کہا دو والا پھر اس نے دعا دی۔ قرآن میں اللہ کے نور کی مثال بیان کی ہے تو اس میں زیتون کا ذکر ہے۔ فرمایا ! زیتون ایسا درخت ہے لا شرقیة ولا غربیة زیتون جیسا درخت نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں ہے۔ یعنی اتنا عمدہ درخت ہے کہ نہ مشرق میں ہے نہ مغرب میں ہے تو اس نے اب مجھے دعا دی اور کہا بارك الله فيك كما بارك في لا ولا یعنی ایسی برکت عطا فرمائے جیسی اس کو دی ہے۔ نہ اس جیسا ادھر نہ ادھر ہے ایسی ہی تجھ کو برکت دے کہ تجھ جیسا امام نہ مشرق میں ہو نہ مغرب میں تو میں نے کہا آمین۔

اب دیکھو امام صاحب کا کیسا علم ہے بولنے والا بولتا اور امام صاحب وہاں پہنچتے جہاں تک عام آدمی نہیں پہنچتا۔ اتنا دماغ دیا تھا اللہ نے اور ظاہر ہے فقہ کے لیے تو دماغ چاہیے، بد دماغ تو فقہ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اس لیے دین وفقہ کا دشمن ہمیشہ بد دماغ ہوتا ہے۔ غیر مقلد کو دیکھو ڈاڑھی دیکھو تو بے وقوفوں والی ! میں نہیں کہتا ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے ! بہت بڑی ڈاڑھی ہونا بے وقوفی کی علامت ہے سنت ایک مٹھی ڈاڑھی ہے، سنت ڈاڑھی ایک مٹھی ہے باقی تراش دو اس میں چہرہ کا حسن بھی

ہے نبی کی سنت کا احیاء بھی۔ دیکھو لو غیر مقلد کو ! ایک ساتھی کہنے لگا غیر مقلد اماموں کی نہیں مانتا میں نے کہا خدا کی نہیں مانتا تو امام کی بات کرتا ہے۔ مسجد میں ایسے کھڑا ہو گا جیسے کہ خدا سے لڑنے لگا ہے سینہ تان کے ٹانگیں چوڑی ہیں۔ اب بتاؤ ایسا بد دماغ دنیا میں ہو گا؟ اس کو دین کی فقہ کیسے ملے گی؟ خیر میں کہہ رہا تھا حکمت کا ایک معنی ہے "باریکیاں" اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

اکابر کا فیض

حکمت کا دوسرا معنی ہے "الفهم في الدين" دین میں سمجھ، اللہ دین میں سمجھ عطا فرمائے میں ایک بات کہتا ہوں طلباء کو اور مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے کہ میں جو بھی جملہ کہتا ہوں ناں آپ کو میرا ہر جملہ اپنے کسی نہ کسی اکابر کی کتاب میں مل جائے گا۔ اور میں دیکھتا ہوں، ایک ساتھی مجھے کہنے لگا آپ کہتے ہیں اجماع معصوم ہے کہاں لکھا ہے؟ ابھی جب تفسیر عثمانی دیکھ رہا تھا تو اس میں حضرت عثمانی رحمہ اللہ نے والراسخون في العلم کے تحت لکھا ہے۔ ایک محکم ہے، ایک متشابہ ہے۔ محکم وہ ہوتا ہے جس کا معنی نصوص سے واضح ہو یا اس کا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے واضح ہو۔ یا اس کا معنی اجماع معصوم واضح کر دے۔ میں نے کہا علامہ عثمانی نے لکھا ہے۔

اسی طرح میں نے تخصص کے طلباء کو کہا تھا ہمارے ہاں دو شرطیں ہیں۔ نمبر ایک مولوی ہو نمبر دو بے وقوف نہ ہو۔ میں سوچ رہا تھا کہاں سے ملے گا؟ آج میں اپنے شیخ حضرت حکیم صاحب کا وعظ پڑھ رہا تھا فرمایا: حکمت کا ایک معنی ہے دین میں سمجھ تو اگر یہ مولوی بے وقوف ہو گا تو بلاوجہ طاقت کا استعمال کرے گا۔ اس لیے سمجھ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ علم اکابرین کی جوتیاں اٹھانے سے ملا ہے۔ ان کی جوتیاں اٹھاتے ہیں

دیکھو اللہ نے ان کا علم منتقل کر دیا ہے۔ یہ بات تمھیں سمجھ نہیں آنی۔ جب آدمی ان مراحل سے گزرتا ہے پھر سمجھ آتی ہے۔

سید احمد شہید کا واقعہ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: سید احمد شہید رحمہ اللہ جہاد کے لیے نکلے پشاور کے علاقے میں پہنچے تو بہت سارے علماء حسد کرنے لگے کہ دہلی کا مولوی ہمارے یہاں حکومت کرنے آیا ہے۔ جہاد کا دور تھا حضرت گھوڑے کے پاس کھڑے صفائی کر رہے تھے، تو کہتے ہیں بڑے بڑے پگڑ باندھے پانچ سات مولوی آگئے اور کہا مولوی اسماعیل کون ہے؟ فرمایا: بات بتاؤ پھر کہا کہ کون ہے کہا بات بتاؤ ان کو یقین آگیا کہ یہی مولوی اسماعیل ہے تو انہوں نے معقولات منطق کے سوالات کیے حضرت نے جواب دے دیے۔

اب انہوں نے سوچا یہ تو مولوی ہے جواب دے دیے۔ چلو سید احمد شہید سے سوال کرتے ہیں سید احمد شہید تو مولوی نہیں ہے نا۔ مولوی نہیں تھے کافیہ تک پڑھا تھا جب کتاب کھولتے تو آگے نظر نہیں آتا تھا۔ ان کے شیخ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تھے، ان کی خدمت میں عرض کیا فرمایا: کافیہ بند کر دو خدا نے تم سے حروف والا نہیں کوئی اور کام لینا ہے۔ تربیت شروع کر دو تم سکھوں کے خلاف کے کام کرو۔ اب یہ باضابطہ مولوی نہیں تھے ان کے پاس گئے حکیم الامت مولانا تھانوی رحمہ اللہ نے کتاب ”امثال عبرت“ میں لکھا ہے اس میں یہ واقعہ مل جائے گا۔

فرماتے ہیں: سید احمد شہید رحمہ اللہ بیٹھے تھے انہوں نے آ کے سوال کیے معقول اور منقول کے۔ جب منقول کا سوال کرتے شاہ جی دائیں دیکھتے اور جواب دے

دیتے، پھر وہ معقول کا سوال کرے بائیں دیکھتے اور جواب دیتے۔ جب جواب دے دیے وہ اٹھ کے چلے گئے۔ ان کے بعد کسی خلیفہ یا مرید نے پوچھا حضرت دو باتیں سمجھ نہیں آئیں نمبر ایک ان کے جواب آپ نے پڑھے نہیں ہیں جواب دیے کیسے ہیں؟ نمبر دو جب وہ قرآن وحدیث کا مسئلہ پوچھتے آپ دائیں دیکھتے، جب منطق فلسفہ کا پوچھتے بائیں دیکھتے! شاہ صاحب فرمانے لگے جب یہ میرے پاس آئے تم میرے دل میں یہ بات آئی یہ حسد کے لیے آئے ہیں اور مجھے ذلیل کرنا چاہتے ہیں میں نے دل ہی دل میں خدا سے دعا مانگی! اللہ سید ہوں نبی کی اولاد میں سے ہوں سفر جہاد میں ہوں میری عزت کو رکھنا، اور مجھے ذلت سے بچانا۔ بس دعا کی جب یہ منقول کا مسئلہ پوچھتے اللہ دائیں طرف امام غزالی کی روح کو حاضر کر دیتے میں ان سے پوچھتا اور جواب دے دیتا۔ جب یہ معقول کا مسئلہ پوچھتے بائیں طرف دیکھتا ابن سینا کی روح آتی اس سے پوچھتا اور جواب دیتا۔

اب بتاؤ! یہ بات اب وجدان اور ذوق کے بغیر سمجھ آسکتی ہے؟ یہ کتابوں سے کیسے سمجھ آئے گی؟ اسی سے غیر مقلدیت اور مماتیت پیدا ہوتی ہے۔ جی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ بھائی تمھارے ساتھ ہو گا نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے؟ جب اللہ ایسا کروائیں گے تو پھر دلائل کی تو احتیاج نہیں رہی گی۔

حضرت تھانوی کا پر حکمت جواب

تو حکمت کا ایک معنی ہے ”الفھم فی الدین“ دین میں سمجھ پر ایک واقعہ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمہ اللہ کا حضرت حکیم صاحب دامت برکاتہم نے نقل فرمایا۔ فرمایا: ایک بندہ مرید ہو گیا اور تھا بریلوی آ کے مسئلہ پوچھا جی میں درود لکھّی پڑھتا ہوں، درود تاج پڑھتا ہوں پڑھوں کہ نہ پڑھوں؟ اب اگر حضرت فرماتے کہ نہ پڑھو بدعت ہے تو

دوڑ جاتا تو حضرت نے یہ نہیں فرمایا، اب دین میں سمجھ دیکھو فرمایا ایک درود وہ ہے جو علماء نے بنایا اور ایک وہ ہے جو حضور علیہ السلام نے بتایا بتاؤ کونسا افضل ہے؟ اس نے کہا حضور والا تو فرمایا یہ مولویوں نے لکھا ہے جو میں بتاتا ہوں وہ حضور علیہ السلام نے بتایا ہے۔ اب بتا کون سا پڑھے گا؟ اس نے کہا حضور والا۔ اب دیکھو بدعت سے بچا کے سنت پر لگا دیا اسے کہتے ہیں ”الفہم فی الدین“

تبلیغی جماعت پر ایک اعترض کا جواب

ایک آدمی حضرت مولانا الیاس صاحب بانی تبلیغ جماعت سے کہنے لگا تم نے کیا کیا تبلیغ کا کام شروع کرا کے؟ فرمایا کیا ہوا؟ اس نے کہا حدیث میں ہے ” من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ“ جب گناہ کو دیکھو تو طاقت سے روکو، طاقت سے نہیں روک سکتے تو زبان سے روکو، زبان سے نہیں روک سکتے، تو دل سے برا سمجھو تو پہلا درجہ تو ہاتھ سے روکنے کا ہے تم تو ہاتھ سے نہیں روکتے۔ حضرت فرمانے لگے جناب حدیث تو ٹھیک پڑھی ہے مگر سمجھی نہیں کیونکہ حضور نے کہاں فرمایا ہے کہ اس کو ہاتھ سے روکو؟ کہنے لگا ” فلیغیرہ بیدہ“

فرمایا: تغییر کہا ہے منع تو نہیں فرمایا یہ تو نہیں فرمایا کہ گناہ سے روکو بلکہ فرمایا: جب گناہ کو دیکھو تو اس کو بدل دو اس کو نیکی سے بدل دو میں گناہ سے روکتا نہیں ہوں گناہ کو نیکی میں بدل دیتا ہوں فرمایا قبر پر سجدے کر رہا تھا تم نے رگڑا لگا دیا وہ پکا مشرک ہو گیا تم نے سمجھا ہم نے روک دیا۔ ہم یوں نہیں کرتے ہم قبر سے لا کے اس کو مسجد میں لے آتے ہیں۔ ہم گناہ کو نیکی سے بدل دیتے ہیں تو روکنا اور ہوتا ہے بدلنا اور ہوتا ہے۔ دیکھو اللہ دین کی سمجھ عطا فرمائے تو کیسے بات سمجھائی ہے۔

تو حکمت کا ایک معنی ہے دین کی باریکیاں اور ایک معنی ہے دین کی سمجھ اور ایک معنی ہے طریق السنۃ اللہ سنت کی توفیق عطا فرمائے اور ایک معنی ہے وضع الشیء فی محلہ کسی بھی چیز کو اپنی جگہ پر رکھنا جو عضو اللہ نے جس مقصد کے لیے پیدا فرمایا اس کے لیے استعمال کرنا اس کا نام دین میں اللہ نے حکمت رکھا ہے بس حکمت کا معنی یہ ہے کہ ہر کام کو جس مقصد کے لیے ہے اسی کے لیے استعمال کرنا اسی کا نام ہے حکمت۔

آخری بات اور ایک معنی ہے ما تکمل بها النفس من المعانی والاحکام جس کے ذریعے نفس کی تکمیل ہو ایسی معرفت کامل کا جاننا حکمت ہے۔ آخری بات توجہ! حضرت نے بڑی عجیب بات ارشاد فرمائی فرمایا قرآن میں ہے:

لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا

سورہ التوبۃ، 51

جو اللہ نے لکھی ہے وہ مصیبت آتی ہے جو نہیں لکھی وہ نہیں آسکتی یہ تو سب کا ذہن ہے ناں؟ توجہ رکھنا! لیکن ہوتا کیا ہے کبھی مصیبت میں خدا نے اتنی راحت رکھی ہوتی ہے کہ بندہ گناہ میں مبتلا ہوتا ہے اللہ اس کو مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں یہ مصیبت گناہ چھڑوا کے نیکی کی راہ پر لگ دیتی ہے۔ تو دیکھو یہ معرفت مل جائے تو پھر انسان مصیبت کو مصیبت نہیں سمجھتا خدا کی نعمت سمجھتا ہے۔ حضرت حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم کا اس پر بہت پیارا شعر ہے۔ حضرت فرماتے ہیں میرا اس پر شعر ہے:

لے آئی تجھ تک جو موج رنج و غم
قربان اس پر سینکڑوں ساحل ہوئے

مطلب یہ ہے کہ آدمی ساحل پر ہوتا ہے محبوب نہیں ملتا، لیکن اس موج نے

مجھے اٹھایا اور اس کے قدموں میں لے آئی۔ اب اس پر لطیفہ سنیں فرمایا: میں نے بیان میں کہا میرا شعر ہے ایک بندہ کہنے لگا یہ کیوں کہتے ہو میرا شعر ہے؟ فرمایا پھر کیا کہوں تیرا شعر ہے؟ جب میرا ہے تو میرا ہی کہوں گا۔ میرے خطبات چھپ رہے ہیں اللہ اسباب مہیا فرمائے۔ ایک آدمی کہنے لگا آپ کے خطبات علمی ہوتے ہیں لیکن آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ یہ نکتہ میں بیان کر رہا ہوں تمھیں تلاش کرنے سے مشکل سے ملے گا ایسی باتیں نہ کہا کرو، میں نے کہا پھر کیا کہا کروں ہر کتاب میں مل جائے گا؟ اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بڑی عجیب مثال دی ہے کبھی مصیبت انسان کو گناہ سے بچا کے نعمت کیسی عطا کرتی ہے۔ فرمایا: رات بارہ بجے ایک بندہ نکلا ہے اپنے محبوب کی تلاش میں ہے اچانک تھانیدار گھوڑے پر آیا پکڑا اور گھوڑے کے آگے لگا لیا تاکہ تھانے میں بند کروں۔ ساتھ گھوڑے کو مارا اور اس کو بھی مارا اتفاق سے گھوڑا آگے نکل گیا اس نے چھلانگ لگائی اور باغ میں گر گیا۔ آگے دیکھا تو اس کا دوست بیٹھا ہوا تھا جب دوست کو دیکھا تو کہنے لگا اللہ ہزاروں رحمتیں دے اس تھانیدار پر جس نے مجھے یہاں پہنچا دیا۔ اب دیکھو تھانیدار کو گالیاں نہیں دیتا دعائیں دیتا ہے۔ یہ حکمت تب ہے جب سمجھ آئے۔ اللہ ہم سب کا تزکیہ فرمائے اور سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

وآخر دعوانا عن الحمد للہ رب العٰلمین

اللہ کی شان کریمی

آمنہ مسجد، سہراب گوٹھ، کراچی

خطبہ مسنونہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یَا أَیُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ

میرے نہایت واجب الاحترام بزرگو، مسلک اہل السنت والجماعت سے تعلق رکھنے والے نوجوان دوستو اور بھائیو۔ میں نے آپ حضرات کی خدمت میں قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے۔ "یَا أَیُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے "یَا أَیُّهَا الْإِنْسَانُ" کہہ کے خطاب ہر اُس شخص کو کیا ہے جو انسان ہے خواہ وہ مومن ہو خواہ وہ کافر ہو۔ مومن بھی اللہ کا بندہ ہے کافر بھی اللہ کا پیدا کردہ ہے۔ مومن بھی اللہ کی مخلوق اور کافر بھی اللہ کی مخلوق۔

مومن اور کافر کو خطاب میں فرق

اللہ رب العزت بحیثیت انسان جب خطاب فرمائیں تو کافر کو بھی کرتے ہیں اور مومن کو بھی خطاب فرماتے ہیں۔ جب ایمان والوں کو خطاب فرمانا ہو تو "یَا أَیُّهَا النَّاسُ" نہیں کہتے "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا" کہتے ہیں۔ اور جب مومنین اور کفار دونوں کو بات سمجھانی ہو تو پھر اللہ رب العزت "یَا أَیُّهَا النَّاسُ" کہتے ہیں۔ بعض خطابات وہ ہیں کہ جن کا تعلق ایمان اور کفر والے دونوں سے ہوتا ہے۔ اور بعض خطاب وہ ہیں کہ جن کا تعلق خاص اہل ایمان کے ساتھ ہے۔ جو شخص کلمہ پڑھ لے وہ احکام کا مکلف ہوتا ہے۔ اور جو کلمہ نہ پڑھے وہ احکام کا مکلف نہیں ہوتا۔ جب اللہ نماز، روزہ، حج اور زکوۃ کی بات کریں گے تو پھر خطاب کفار کو نہیں ہو گا اہل ایمان کو ہو گا۔ اور جب اللہ عمومی

عبادت کی بات کریں گے۔ تو پھر خطاب دونوں کو ہو گا۔

مومن اور کافر کے عذاب میں فرق

مومن اور کافر میں کئی فرق ہیں۔ ایک بات آپ ذرا ذہن نشین فرما لیں۔ جہنم میں کافر تو جائے گا اہل ایمان میں سے اگر بعض لوگ جہنم میں گئے اُن کے جہنم میں جانے کی وجہ اور ہو گی اور کافر کے جہنم میں جانے کی وجہ اور ہو گی۔ اللہ کافر کو جہنم میں بھیجیں گے تو عذاب دیں گے اور مومن اگر جہنم میں جائے گا تو اس کی وجہ عذاب نہیں ہو گی اس کی وجہ تزکیہ ہو گی۔ عذاب اور چیز ہوتی ہے تزکیہ اور چیز ہوتی ہے۔ عذاب کے معنی مفسرین نے لکھا ہے "ایذاء الحی علی سبیل الھوان" کسی بندے کو تکلیف دینا ذلیل کرنے کے لیے، اس کا نام عذاب ہے۔ اگر کسی کو تکلیف دیں اور ذلیل کرنا مقصود نہ ہو اس کا نام عذاب نہیں ہے۔

میں اس کی مثال دیتا ہوں کبھی آدمی تھپڑ اپنے مخالف اور دشمن کو مارتا ہے اور کبھی تھپڑ اپنے بیٹے کو بھی مارتا ہے۔ اب دشمن کو جو مارا ہے ذلیل کرنے کے لیے اور بیٹے کو مارا ہے تنبیہ کرنے کے لیے۔ اب تنبیہ کے معنی تذلیل نہیں ہوتی۔ اللہ رب العزت کافر کو جہنم میں بھیجیں گے عذاب دینے کے لیے اگر اہل ایمان جہنم میں جائیں گے تو عذاب دینے کے لیے نہیں بلکہ اس کو پاک کرنے کے لیے۔ کہ جس جگہ کا نام جنت ہے اُس میں ناپاک لوگ نہیں جاتے۔ اُس میں چونکہ گناہ کی پلیدی سے وجود کو ناپاک کیا ہے، اللہ پاک کریں گے اور پھر جنت میں اُسے داخل فرما دیں گے۔

مومن سے تقاضا اعمال کا، کافر سے ایمان کا

اللہ رب العزت اگر اہل ایمان میں سے بد اعمال لوگوں کو جہنم میں بھیجیں

گے تو وجہ اور ہو گی اور کفار کو جہنم میں بھیجیں تو وجہ اور ہو گی۔ پھر اگر کافر جہنم میں جائے گا تو اس سے یہ سوال نہیں ہو گا تو نے زنا کیوں کیا تھا تو نے شراب کیوں پی تھی، تو نے سود کیوں کھایا تھا، تو نے گانا کیوں سنا تھا یہ کافر سے نہیں پوچھا جائے گا یہ مومن سے پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ قصور کیوں کیے؟

بعض لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ اگر سود کافر کھائے تو اس سے نہیں پوچھیں گے مسلمان کھائے تو اس سے پوچھیں گے، فرق کیا ہے؟ یہ فرق سمجھنا مشکل نہیں ہے۔ چھوٹی سی بات سمجھیں ایک شخص جرم کرتا ہے اور جرم کی نوعیت الگ ہے مثلاً ایک حکومت کا باغی ہے اس کا اصل جرم یہ ہے کہ وہ بغاوت کرتا ہے۔ اب بغاوت کے لیے تدبیر بھی کرتا ہے۔ بغاوت کے لیے اسلحہ بھی جمع کرتا ہے، بغاوت کے لیے بہت سارے کام اور بھی کرتا ہے۔ لیکن اصل جرم اس کا بغاوت ہے باقی جرائم اس کے ضمنی ہیں۔ جب یہ عدالت میں جائے تو اس پر سب سے پہلے فرد جرم جو لگتی ہے اس کے بغاوت کرنے کی۔

اسلحہ کا، یہ بھی کیس ہے تخریب کاری، یہ بھی کیس ہے بدامنی پھیلائی ہے یہ بھی کیس ہے بدامنی کی سزا سزائے موت نہیں ہے۔ اسلحہ کی سزا سزائے موت نہیں ہے تخریب کاری کی سزا سزائے موت نہیں ہے البتہ بغاوت کی سزا سزائے موت ہوتی ہے۔ اگر ایک شخص نے کسی کو خدانہ کرے قتل کیا ہے اس پر عدالت میں دفعہ 302 قتل کی بھی لگے گی عدالت میں دفعہ 113، 365 ناجائز اسلحہ کے بھی لگے گی مشورہ کرنے کی بھی دفعہ لگے گی 109 کی بھی دفعہ ہو گی لیکن اس کے کیس کی سماعت عدالت میں 302 کی ہو گی۔ اگر 302 کے کیس میں بری ہو جائے پھر یہ عدالت کیس اسلحہ کا

شروع کرتی ہے۔ اگر 302 سے بری نہ ہو تو اسلحہ کے کیس کی سماعت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر 302 کے جرم کی وجہ سے سزائے موت مل جائے تو چھوٹے کیس کی سماعت لانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

بالکل اسی طرح کافر؛ یوں سمجھیں کہ جیسے 302 کا مجرم ہے۔ اس کی سزا ابدی جہنم ہے۔ شراب کی سزا ابدی جہنم نہیں ہے۔ زنا کی سزا ابدی جہنم نہیں ہے رشوت کی سزا ابدی جہنم نہیں ہے یہ چھوٹے جرائم ہیں کفر کے مقابلے میں۔ تو چونکہ کافر کا کفر والا جرم اتنا بڑا ہو گا اس کی سزا ختم ہو گی ہی نہیں۔ تو دوسرے کیس کے شروع کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور مسلمان کی ابدی سزا تو جہنم ہے ہی نہیں اس لیے اس کے نامہ اعمال میں وہ جرائم ہیں جو چھوٹے ہیں۔ جس کی سزا کے بعد بالآخر بندے نے جنت میں چلے جانا ہے۔

میں اس لیے بات کہہ رہا تھا کہ یہ جرائم کافر کے زیر بحث نہیں آئیں گے۔ یہ جرائم مسلمان کے زیر بحث آئیں گے۔ اس لیے آپ قرآن کریم پڑھ لیں، احادیث پڑھ لیں، اللہ فرماتے ہیں شراب نہ پیو مسلمان سے کہیں گے، زنا نہ کرو مسلمان سے کہیں گے، گانے نہ سنو مسلمان سے کہیں گے فلاں جرم نہ کرو مسلمان سے کہیں گے کافر سے یہ نہیں کہیں گے کہ یہ جرائم نہ کرو کافر کو حکم ہو گا کہ تم ایمان لاؤ پہلے ایمان لاؤ اُس کے بعد احکام کی بات ہو گی اور جب تک ایمان نہیں لائے گا احکام کی بات ہی نہیں ہے۔

ایک بندہ مسجد میں ہی نہ آئے اُسے آپ کہتے ہیں وضو کرو، ادب کا خیال کرو، کندھوں پر پھلانگ کر نہیں جاتے؟ بھئی مسجد میں آئے گا تو اگلے احکام بتاؤ گے جب مسجد میں ہی نہیں آتا تو اگلے احکامات کیسے دینے شروع کر دیے؟ پہلے دائرہ ایمان میں داخل ہو

گا پھر احکام ہوں گے۔ اور دائرہ ایمان میں داخل نہیں ہو گا تو احکام کی بات ہی نہیں ہو گی۔ میں بات یہ سمجھا رہا تھا اللہ رب العزت قرآن کریم میں کبھی لفظ "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا" کہہ کر اپنے عاشقوں ایمان والوں کو خطاب کرتے ہیں، کبھی "یَا أَیُّهَا النَّاسُ" کہہ کر اللہ قرآن کریم میں عام انسان کو خطاب کرتے ہیں جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس آیت میں اللہ رب العزت نے "یَا أَیُّهَا النَّاسُ" فرمایا ہے اور عام انسان کو خطاب کیا ہے اور ایسے پیارے لفظ سے خطاب کیا، فرمایا: "یَا أَیُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیمِ" اے انسانوں تمہیں اپنے کریم آقا کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں رکھا؟ اپنے کریم آقا کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں رکھا؟

تمام صفات کی جامع صفت

اللہ یہاں اپنی دو صفات لائے ہیں:

- نمبر 1 : رب
- نمبر 2: کریم

اللہ رب العزت کی صفت رب وہ ہے جو اللہ کی تمام صفات کو جامع ہے آپ قرآن کریم پڑھنا شروع کریں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ" اللہ صفت رب کو لائے ہیں باقی صفات بعد میں ہیں اور جب قرآن کے درمیان میں پہنچے "إِنَّ الَّذِینَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا" اللہ صفت رب کو لائے ہیں، جب قرآن کریم ختم ہوتا ہے "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" اللہ صفت رب کو لائے ہیں قرآن کے آغاز میں بھی رب، قرآن کے درمیان میں بھی رب قرآن کے اختتام پر بھی رب ہے۔

آپ عالم ارواح میں دیکھیں اللہ نے خطاب کیا "أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" کیا میں

تمہارا رب نہیں ہوں؟ اور آدمی جب قبر میں جائے فرشتہ کیا کہتا ہے "من ربك؟" بتاؤ تمہارا رب کون ہے؟ یہاں بھی صفت رب، عالم ارواح میں بھی رب۔ اللہ کی اور صفات بھی ہیں لفظ رب کیوں لاتے ہیں؟ اللہ رب العزت لفظ رب کہہ کر بندے کو شرم وحیا کی ترغیب دیتے ہیں۔ جیسے مالک نوکر کو کہتا ہے ہمارا کھا کر ہمیں بکواس کرتے ہو، ہمارا کھا کر ہمیں گالیاں نکالتے ہو۔ کھاتے بھی ہمارا ہو اور ہمارے ساتھ نمک حرامی کرتے ہو۔ اللہ فرماتے ہیں میں تمہارا رب ہوں، میں تمہارا رب ہوں، میں تمہارا رب ہوں۔ میرا تمہارا کوئی رشتہ بھی نہ ہوتا میں تمہارا رب ہوں۔ گندے قطرے سے وجود دیتا ہوں، پورے نظام کو تمہاری خدمت میں لگاتا ہوں، بن مانگے تمہیں نعمتیں عطاء کرتا ہوں، میں تمہارا رب ہوں۔

تم غور نہیں کرتے میں تمہارا رب ہوں "يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" میں تمہارا رب بھی ہوں اور میں تمہارا کریم بھی ہوں، میں تمہارا رب بھی ہوں اور میں تمہارا کریم بھی ہوں۔ اللہ نے صفت ربوبیت کا اظہار فرمایا ہے اللہ "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" فرماتے ہیں "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا" نہیں کہتے کیوں؟ ربوبیت کا تعلق ایمان سے نہیں ہے ربوبیت کا تعلق وجود سے ہے۔ جس کو وجود ملتا ہے اُس کو رب کی حاجت پیش آتی ہے۔ رب نہ ہو تو بندے کو وجود ہی نہیں ملتا۔ اللہ پاک نے خطاب کیا اور کافر کو بھی سمجھایا کچھ حیا کرو میں تمہارا رب ہوں میں نے تمہیں وجود دیا ہے، تم نہیں مانگا تمہیں آنکھ دی ہے، نہیں مانگا تمہیں زبان دی ہے، نہیں مانگا تمہیں کان دیا ہے، نہیں مانگا تمہیں ناک دیا ہے، نہیں مانگا تمہیں ہاتھ دیئے ہیں، نہیں مانگا تمہیں پاؤں دیئے ہیں، نہیں مانگا تمہیں صحت دی ہے میں ایسا رب ہوں جو بن مانگے تمہیں دیتا ہوں، بن مانگے

تمہیں دیتا ہوں۔ تم نے غور کیا ہے ہاتھ میں نے دیا میرے خلاف استعمال کرتے ہو، زبان میں نے دی ہے میرے خلاف بولتے ہو، آنکھ میں نے دی ہے میرے خلاف دیکھتے ہو، کان میں نے دیا ہے میرے خلاف سنتے ہو، اللہ لفظ رب کہہ کر بندے کو توجہ دلاتے ہیں کہ میں تمہارا رب ہوں، میں تمہارا رب ہوں، میں تمہارا رب ہوں اور ساتھ کیا فرمایا " يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ " فرمایا میں رب بھی ہوں اور میں کریم بھی ہوں۔ میں رب بھی ہوں اور میں کریم بھی ہوں۔

کریم کے معنی

مفسرین نے پانچ معنی کریم کے لکھے ہیں، میں سارے معنی عرض نہیں کرتا میں دو، تین باتیں عرض کرتا ہوں۔

نمبر ۱ مفسر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ کریم کسے کہتے ہیں "الذی یعطی بدون الاستحقاق" کریم اُس کو کہتے ہیں جو اُس کو بھی دے جو لینے کا مستحق نہ ہو۔

ہم مستحق ہیں؟

حضرت مولانا شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے ایک بڑا عجیب واقعہ لکھا ہے فرمایا چھوٹے چھوٹے تھے بچپن میں تو ایک شخص دروازے پر بھیک مانگنے کے لیے آیا مجھے میرے ابا جی نے مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تقی اس کو سو روپیہ دے دو یہ آج کی بات نہیں ہے مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دور کا سو روپیہ ہے اُس کا سو آج کا کم از کم ہزار تو ہو گا کہتے ہیں کہ مجھے ابا جی نے فرمایا کہ تقی جاؤ باہر مانگنے والے کو ایک سو روپیہ دے دو میں نے کہا ابا جی وہ تو مستحق ہی

نہیں ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اُسے سو روپیہ دے دو؟ کہتے ہیں کہ ابا جی نے مجھے عجیب جملہ فرمایا بیٹا استحقاق کی بات ہوتی ہمیں پینے کے لیے گھونٹ نہ ملتا، خدا نے بغیر استحقاق کے بیٹا ہمیں دیا ہے تو تم بھی بغیر استحقاق کے اُسے دے دو۔ ہمیں جو خدا نے دیا ہے تو بغیر استحقاق کے دیا ہے ناں!

وہ کریم آقا ہے اور تو کہتا ہے وہ مستحق نہیں ہے اُسے سو روپیہ کیوں دیں؟ آج یہی بحثیں ہم بھی کرتے ہیں مولانا صاحب ہٹا کٹا آدمی ہے اس کو کیسے دیں بھئی ہٹے کٹے آدمی کی اندر کی حالت آپ نہیں جانتے جب تک تفصیلی حالات کا علم نہ ہو مانگنے والے کو کبھی دروازے سے نہ دھکیلا کرو "وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" خدا کہتا ہے ڈانٹا کبھی نہ کرو بس خدا نے تمہیں دیا ہے تم اُسے دے دو۔

میں عرض یہ کر رہا تھا اللہ کریم ہے اور کریم کسے کہتے ہیں؟ "الذی یعطی بدون الاستحقاق" جو اُسے بھی دیتا ہے جس کا بندہ مستحق نہیں ہوتا اور کریم کرے کہتے ہیں "الذی یعطی فوق التمنی" وہ بندے کو وہ دیتا ہے جس کا بندہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بندے کے مانگنے سے بڑھ کر بندے کو اللہ دیتا ہے اس اللہ کا نام کریم ہے۔ میں لفظ کریم کے لیے صرف دو تین باتیں عرض کروں گا بات کو سمجھانے کے لیے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا "يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" اے لوگو کبھی تم نے خیال کیا ہے تمہارا واسطہ تمہارے کریم آقا سے ہے؟

اللہ کی کرم نوازی

اللہ کی کرم نوازی آپ ذرا سنیں اللہ کتنا بڑا کریم ہے کتنا بڑا کریم ہے کتنا بڑا کریم ہے بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

نمبر 1 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر کوئی بندہ گناہ کا ارادہ کرے اللہ نہیں لکھتے اگر نیکی کا ارادہ کرے تو اللہ لکھ لیتے ہیں۔ عقل کا تقاضا کیا تھا نیکی کا ارادہ کرے تو لکھے گناہ کا ارادہ کرے تو لکھے۔ لکھنا ہے تو دونوں کو لکھے نہیں لکھنا تو دونوں کو نہ لکھے۔ لیکن اللہ کریم ہے اللہ کی نافرمانی کا ارادہ کرو تو اللہ نہیں لکھتے فرمانبرداری کا ارادہ کرو تو لکھ لیتے ہیں ہے ناں اللہ کتنا کریم ہے۔

نمبر 2 اگر کوئی بندہ ایک گناہ کرے اللہ نامہ اعمال میں ایک گناہ لکھتے ہیں اگر بندہ نیکی کرے اللہ نامہ اعمال میں کم از کم دس لکھتے ہیں۔ کیسا کریم آقا ہے! گناہ کرے تو ایک لکھتے ہیں اور نیکی کرے تو اللہ دس لکھتے ہیں۔ اللہ کی شان کریمی دیکھیں۔ پھر اگر کوئی بندہ، ایک گناہ کیا ہے ایک نیکی بھی کی ہے اگر کوئی شخص نیکی کرے اور پھر نیکی کے بعد گناہ کر لے اُس کے بعد پھر نیکی کرے، نیکی کے بعد گناہ کر لینے سے اللہ اس نیکی کو ختم نہیں کرتے لیکن گناہ کے بعد نیکی کر لی اللہ گناہ کو ختم کر دیتے ہیں۔ کیسا کریم ہے نیکی کے بعد گناہ کر لیں اللہ نیکی ختم نہیں کرتے لیکن اگر گناہ کے بعد نیکی کر لیں اللہ اُس گناہ کو ختم فرما دیتے ہیں۔ اچھا پھر صرف ختم نہیں کرتے کیسا کریم ہے فرمایا:

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ

سورة الفرقان، 70

بندے نے زنا کیا ہے کتنا بڑا جرم ہے، زنا کیا کتنا بڑا جرم ہے زنا کیا اور بعد میں آ کر کہے اللہ میں نے زنا کیا مجھے معاف کر دے یہ اللہ اُس زنا کی جگہ پر بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ بندہ شراب پیے پھر کہے اللہ آئندہ نہیں پیوں گا اللہ اُس کی جگہ پر بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اللہ کا نظام دیکھیں گناہ کے بعد نیکی کریں اللہ گناہ ختم کر دیتے ہیں اور نیکی

کے بعد گناہ کریں تو گناہ کے بعد وہ نیکی برقرار رہتی ہے نیکی کو ختم نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ مالک ہیں

اور دنیا بھر سے خدا کا معاملہ بالکل عجیب ہے " يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ " دنیا کا نظام کیا ہے اگر کوئی بندہ جرم کرے اور جرم کرنے کے بعد عدالت میں آئے عدالت اس کے جرم کو معاف کر دے اور ایک بات ذہن نشین فرما لیں عدالت میں اگر بندہ جرم کا انکار کرے اور گواہوں سے جرم ثابت ہو تو عدالت کبھی سزا بھی دیتی ہے کبھی شک کا فائدہ دے کر بری بھی کرتی ہے لیکن کوئی شخص عدالت میں آئے اور اپنے جرم کا اعتراف کر لے، اقراری مجرم کو عدالت معاف کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ کوئی بندہ عدالت میں کہے کہ جی میں قتل کیا ہے اور جج کہے کہ میں نے پھر بھی معاف کیا ہے اس بندے کو معاف کرنے کا جج کے پاس کوئی اختیار نہیں، کوئی اختیار نہیں ہے، وہ تو سزا دینے پر مامور ہے۔

لیکن اللہ کریم کیسے ہیں اللہ رب العزت نے بندے کو اپنی شان کریمی سمجھانے کے لیے قرآن کریم کا آغاز کہاں سے کیا ہے۔ ہم روزانہ قرآن پڑھتے ہیں سنتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں اللہ ہمیں قرآن پڑھنے کی بھی توفیق دے، اللہ سننے کی بھی توفیق دے، اللہ سمجھنے کی بھی توفیق عطاء فرمائے۔ قرآن کریم کا آغاز کہاں سے کیا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ " اللہ نے فرمایا دیکھو ایک بات ذہن میں رکھو قیامت کے دن میرے پاس آؤ گے مجھے مالک سمجھنا مجھے جج نہ سمجھنا۔ جج کا کام اور ہوتا ہے مالک کا کام اور ہوتا ہے جج کی عدالت میں کیس اور طرح سنا جاتا ہے اور مالک کی عدالت میں کیس اور طرح سنا جاتا ہے۔ جب جج کی عدالت ہو تو نوعیت الگ ہوتی

ہے اور مالک کی عدالت ہو تو پھر نوعیت بالکل الگ ہوتی ہے۔

جج اور مالک میں فرق

جج اور مالک کی عدالت میں کیا فرق ہے؟ میں بات سمجھانے کے لیے کہتا ہوں کہ جج اور مالک کی عدالت میں فرق یہ ہے اگر گواہوں کے ساتھ جج کی عدالت میں جرم ثابت ہو جائے جج معاف نہیں کر سکتا لیکن مالک کی عدالت میں گواہوں کے ساتھ جرم ثابت ہو جائے تو مالک کا جی چاہے قانون کو دیکھ کر سزا دے اور جی چاہے اپنی حکومت کو دیکھ کر معاف کر دے۔ جج سزا دینے کا پابند ہے لیکن جرم ثابت ہونے کے بعد مالک سزا دینے کا پابند نہیں ہے۔ مالک کو اختیار ہے کہ دل چاہے تو سزا دے دے اور دل چاہے تو معاف کر دے۔ میں اس کو ایک مثال دے کر بات سمجھاتا ہوں۔

ایک شخص فیکڑی کا مالک ہے اور ایک شخص فیکڑی کا جی ایم ہے جی ایم کو ملازم کہتے ہیں اور مالک کو مالک کہتے ہیں اب اگر کوئی شخص چوری کرے اور منشی جی اس چور کو پکڑیں اور پکڑ کر جی ایم کے پاس لے جائیں اور وہاں جا کر بتائیں یہ چوری کی، یہ چوری کی ہماری ایک سال سے فیکڑی میں چوریاں ہو رہی تھیں لیکن چور نہیں پکڑا جا رہا تھا سر میں چور پکڑ کر لے آیا ہوں اس کے خلاف یہ ثبوت ہے۔ اب سارے ثبوت سننے کے بعد اگر جی ایم اس کو بری کرنا چاہے تو منشی وہاں شور مچا دے گا۔ سال بھر چوری ہوتی ہے مشکل سے میں نے ایک چور پکڑا اور جی ایم صاحب آپ نے چھوڑ دیا آپ کو کیا حق حاصل تھا چھوڑنے کا؟ اس کا مطلب آپ پر کچھ پیسہ لگا ہے، کوئی کچھ ہوا ہے، کوئی دھمکی آئی ہے۔

لیکن اگر یہی منشی پکڑے چور کو اور مالک کی عدالت میں لے جائے اور کہے کہ

اس چور نے سو چوریاں کی ہیں مالک تحمل سے چوریاں سنتا رہے اور سننے کے بعد کہہ دے جاؤ اس کو میں نے معاف کر دیا اب منشی یہاں نہیں بول سکتا اب اگر بولے گا تو مالک نے کہنا ہے کہ تو فیکٹری کا باپ لگتا ہے؟ میری اپنی فیکٹری ہے میرا دل کرے سزا دوں، میرا دل کرے بری کر دوں لیکن جی ایم صاحب یہ نہیں کہہ سکتے میرا دل کرے سزا دے دوں میرا دل کرے بری کر دوں۔ کیوں؟ جی ایم کی حیثیت جج کی ہے اور اس کی حیثیت مالک کی ہے جج قانون کا پابند ہوتا ہے مالک قانون کا پابند نہیں ہوتا۔

فرمایا" يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ "لوگو تم غور تو کرو میں تمہارا مالک کریم ہوں اور تم نے میرے دربار پہ آنا ہے۔ میں اللہ کی شان کریمی بتا رہا تھا۔ اب اس سے اگلی بات سنیں۔ اگر کسی شخص نے جرم کیا اور پھر توبہ کی اللہ اس جرم کو معاف کر کے اُس کی جگہ پر بھی نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اللہ کی شان کریمی اس سے اگلی دیکھیں بندہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا اللہ نے پھر مزید نیکیوں کے اضافہ کے لیے بندوں کے لیے سیزن رکھ دیا ہے تاکہ بندوں کے لیے اور آسانیاں پیدا ہو جائیں۔ اگر وہی نیکی بندہ رمضان کے علاوہ کرے اُس پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور اگر وہی نیک عمل رمضان میں کرے اللہ اُس کو ستر گنا بڑھا دیتے ہیں۔ اللہ بندے کے اعمال کو ستر گنا بڑھا دیتے ہیں شان کریمی دیکھیں۔

ایصال ثواب، شان کریمی کی دلیل ہے

اس سے اگلا کرم دیکھیں جس پر بندے کو تعجب ہوتا ہے میں سمجھانے کے لیے دو لفظ استعمال کرتا ہوں ایک کا نام ہے ثواب اور ایک کا نام ہے ایصال ثواب۔ ثواب اور ایصال ثواب کا معنی کیا ہے ثواب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ نیکی کرے اجر خود لے اس

کا نام ثواب ہے اور بندہ عمل کرے اور اجر کسی اور کو دے اس کا نام ایصال ثواب ہے ہم اہل السنت و الجماعت ثواب کو بھی مانتے ہیں اور ایصال ثواب کو بھی مانتے ہیں اور یہ ایصال ثواب اللہ کے کرم کی دلیل ہے، اللہ کی شان کریمی پر دلیل ہے۔ خدا کی شان کریمی پر کیسے دلیل ہے؟ ذرا اس کو سماعت فرمائیں۔

اس اُمت کی عمر بہت تھوڑی ہے پہلی اُمتوں کی عمریں بہت زیادہ ہیں دو سو سال، چار سو سال، پانچ سو سال، چھ سو سال، ہزار سال اور اس اُمت کی عمر کتنی ہے اوسط عمر 60 سال۔ اوسط عمر اس اُمت کی 60 سال ہے لیکن عجیب بات یہ ہے عمر ان کی کم ہے درجات جنت میں ان کے زیادہ ہوں گے، عمر ان کی تھوڑی ہے جنت میں پہلے یہ جائیں گے، عمر ان کی کم ہے اکرام ان کا زیادہ ہو گا۔ بندہ سوچتا ہے جب عمر تھوڑی ہے اعمال تھوڑے ہیں تو پھر اس بندے کو زیادہ اعمال کیسے ملیں گے؟ اجر زیادہ کیسے ملے گا؟ اس کے جنت میں مقامات بلند کیسے ہوں گے؟ اللہ نے لفظ کریم کہہ کر ہمیں سمجھایا ہے اس بات کو۔ ذرا اب سمجھیں۔

اگر ایک شخص کی زندگی اللہ قیامت تک کی دے دیں قیامت تک یہ بندہ زندہ رہے اب قیامت تک نیکیاں بھی کرے گا اور قیامت تک گناہ بھی کرے گا قیامت کے دن نامہ اعمال میں گناہ بھی ہوں گے قیامت کے دن نامہ اعمال میں نیکیاں بھی ہوں گی دونوں چیزیں موجود ہیں اب اس کے نامہ اعمال میں گناہ اور نیکیاں دیکھو اور قرآن نے اصول کیا بیان فرمایا "فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ" اگر نیکیاں زیادہ تو بندہ جنت میں جائے گا اگر نیکیاں کم تو بندہ جہنم میں جائے گا اگر قیامت تک اللہ زندگی دے دیتے بندہ گناہ بھی کرتا نیک اعمال بھی

کرتا تو ہم جیسے نالائقوں کے گناہ بڑھ جاتے اور نیکیاں کم ہوتیں تو شاید جنت میں جانے کا کوئی راستہ نظر نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کریمی نے یہ کرم فرمایا ہماری عمر تھوڑی رکھی ہے اور اعمال کا سلسلہ جاری فرما دیا۔

عمر رکھی ہے 50 سال بندہ 50 سال تک گناہ کرے گا تو قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں آئے گا اس کے نامہ اعمال میں 50 سال کے گناہ ہوں گے لیکن جب قیامت کے دن خدا کی عدالت میں آئے گا تو نامہ اعمال میں گناہ تو 50 سال کے ہوں گے نیکیاں پچاس سال کی نہیں ہوں گی۔ کیوں؟ اگر والد دنیا سے چلا جائے اور کوئی بیٹا گناہ کرے اور کہے یا اللہ یہ جو میں نے گناہ کیا ہے اس کا عذاب میرے باپ کو دینا تو بیٹے کے برے عمل کا اللہ باپ کو عذاب نہیں دیتے۔ کوئی باپ کے جانے کے بعد کہے کہ اللہ یہ جو میں نے چوری کی ہے اس کا گناہ میرے باپ کو دے دے اللہ جو میں نے شراب پی ہے اس کا گناہ میری ماں کو دے دے اے اللہ جو میں نے سود کھایا ہے اس کا عذاب میرے والد کو دے دے یہ نہیں ہوگا۔

لیکن اگر بندہ یہ کہہ دے اللہ جو میں نے رات کو دو نفل پڑھے ہیں اس کا ثواب میرے باپ کو دینا اللہ دے دیں گے اے اللہ جو میں نے قرآن کی تلاوت کی ہے اجر میری والدہ کو دینا اللہ اس کو دے دیں گے میں یوں سمجھاتا ہوں اگر بندہ گناہ کر کے اُس کا عذاب میت کو دینا چاہے تو نہیں ہوتا لیکن اگر نیکی کر کے اُس کا ثواب پہنچانا چاہے تو میت کو مل جاتا ہے دو لفظوں میں یوں سمجھیں ایصال ثواب تو ہوتا ہے لیکن ایصال عذاب نہیں ہوتا۔ خدا کی شان کریمی کتنی ہے بندہ گناہ کر کے والدین کے نامہ اعمال میں ڈالے اللہ نہیں ڈالتے اور نیک عمل کر کے والدین کے نامہ اعمال میں ڈالے اللہ نامہ

اعمال میں پہنچا دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ بندہ فوت ہوا قیامت کے دن اُٹھے گا تو نامہ اعمال میں گناہ تو 50 سال کے ہوں گے اور نیکیاں قیامت تک کی ہوں گیں۔ گناہ 50 سال کے ہوں گے اور نیکیاں قیامت تک کی ہوں گی۔ اب بتاو کتنی بڑی شان کریمی ہے۔

آپ نے ایک بچہ حافظ بنادیا آپ دنیا سے چلے گئے وہ پڑھے گا اگلا پڑھے گا چلتے چلے جائیں گے تو آدمی کو عذاب تو گناہوں کا ملے گا لیکن اپنے اعمال کا ثواب بھی ملے گا اور کوئی بندہ پڑھ کر بھیجے تو اس کا ایصال ثواب بھی ملے گا۔ یہ خدا کی شان کریمی پر دلیل ہے کہ بندے کے عمل کا اجر اللہ بھی دیتے ہیں اور کوئی اچھا عمل کر کے بخشے تو اللہ ایصال ثواب بھی عطاء فرماتے ہیں۔ فرماتے ہیں "یَا أَیُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" او انسان! تو کتنا نالائق ہے اس کریم خدا کو بھی تو نہیں سمجھتا، تو نے گناہ کا ارادہ کیا ہم نہیں لکھتے نیکی کا ارادہ کرے تو لکھ لیتے ہیں۔ گناہ ایک کرے ہم ایک لکھتے ہیں نیکی ایک کرے ہم دس لکھتے ہیں۔ گناہ کر کے کسی کو دے ہم نہیں دیتے نیکی کر کے نامہ اعمال کو پہنچائے ہم پہنچا دیتے ہیں۔

اب بندہ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں آئے گا تو گناہ تو بہت کم ہوں گے اور بندے کے نامہ اعمال میں آپ اندازہ فرمائیں کتنے زیادہ ہوں گے بندہ تصور بھی نہیں کر سکتا، یہ سارے اعمال قیامت کے دن موجود ہوں گے لیکن بعض بدقسمت ایسے ہوں گے اس کے باوجود بھی ان کی نجات مشکل نظر آئے گی کیوں کہ گناہ کے مقابلے میں نیکیاں کم ہیں نہ اس نے نیکیاں کی ہیں نہ کسی نے اس کو نیکیاں بخشی ہیں نہ نیک اعمال چھوڑ کر گیا ہے کہ مرنے کے بعد لوگ ایصال ثواب کرتے بعض ایسے بد

قسمت بھی موجود ہوں گے۔

حافظ، شہید اور عالم کی سفارش

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کتنا کریم ہے اللہ اس کے لیے ایک اور دروازہ کھولتے ہیں وہ دروازہ کون سا ہے اگر کسی بندے کا خاندان میں قرآن کا حافظ موجود تھا اللہ فرمائیں گے دس کو تو جنت میں لے جا۔ اگر خاندان میں کوئی حافظ نہیں تھا ممکن ہے خاندان میں کوئی شہید ہو کوئی بے گناہ اللہ کے راستے میں مارا گیا ہو اللہ فرمائیں گے 70 کو تو لے جا۔ اگر شہید بھی نہیں تھا تو کسی عالم سے عقیدت تو ہو گی ناں! معارف میں حدیث موجود ہے اللہ کے نبی نے فرمایا جس عالم سے عقیدت ہو گی وہ عالم جنت میں جائے گا اللہ فرمائیں گے اس کو تو جنت میں لے جا عقیدت مندوں کو لے کر جائے گا۔

بعض اب بھی نکمے ہوں گے۔ خاندان میں حافظ بھی نہیں ہے خاندان میں شہید بھی نہیں ہے کسی عالم سے عقیدت بھی نہیں ہے اس کا کیا بنے گا؟ امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں اگر دو نابالغ بچے فوت ہوئے اللہ رب العزت نے فرمایا میرے پیغمبر ان کو بتاؤ وہ دو نابالغ اولادیں اپنے والدین کو لے کر جنت میں جائیں گی۔ امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کا ایک نابالغ بچہ ہو دو نہیں فوت ہوئے پھر کیا بنے گا؟ اللہ کے پیغمبر نے فرمایا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا اگر ایک نابالغ بچہ فوت ہو گیا تو یہ ایک بھی والدین کو جنت میں لے کر جائے گا امی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "فَمَنۡ لَمۡ یَکُنۡ لَهُ فَرَطٌ مِنۡ أُمَّتِكَ" جس کے نامہ اعمال میں کوئی نابالغ بچہ بھی نہ ہو حضور اُس کا کیا بنے گا اللہ کے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ! سنو "فَأَنَا فَرَطُ أُمَّتِي" جس کا قیامت کے دن کوئی بھی نہیں ہو گا اُس کی سفارش میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود کروں گا میں لے کر جاؤں گا تمہیں۔

ایمان بہت بڑی نعمت ہے

"يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" اللہ فرماتے ہیں اس کریم مالک کے بارے میں تم دھوکے میں ہو، اس کریم مالک کے بارے میں تم دھوکے میں ہو۔ اللہ کے لیے لوگ ایمان پر آئیں تو انہیں ایمان پر آنے دو اور میں ایک جملہ کہتا ہوں یہ کبھی جملے نہ کہا کرو خدا کی قسم ایمان والا ہو اُس کے چہرے پر ڈاڑھی نہ ہو وہ تب بھی ایمان والا ہے میں نہیں کہتا ڈاڑھی نہ رکھے ڈاڑھی تو رکھنی چاہیے، نماز نہ پڑھتا ہو وہ تب بھی ایمان والا ہے۔ اللہ نہ کرے وہ سود کھاتا ہو وہ تب بھی ایمان والا ہے سود کی لعنت سے بچنا چاہیے، بے نماز کی لعنت سے بچنا چاہیے یہ سارے نیک اعمال کرنے چاہیں لیکن کروڑوں نامہ اعمال میں گناہ موجود ہوں اور اس نے پیغمبر کا کلمہ پڑھا ہو اس بندے کو حقیر کبھی نہ سمجھنا۔

کسی مومن کو حقیر نہ سمجھیں

حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں اس کی حیثیت تو شہزادے کی ہے اگر کوئی شہزادہ ہو اور وہ بادشاہ کے تخت سے اُترے اور گٹر میں گر جائے کوئی بھنگی آ کر اُس کو پکڑے اور اُس گٹر میں گرے ہوئے شہزادے کو مارے کہ تیرے چہرے پر گند ہے بادشاہ کیا کہتا ہے تیری کیا اوقات ہے تو نے ہمارے شہزادے کے منہ پر مارا تیری کیا حثیت؟ ایک بھنگی ہو کر شہزادے کو مارتا ہے؟ بھنگی ہو کر تو شہزادے کو برا کہتا ہے؟ حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے ہیں یہ کیوں؟ کیونکہ وہ شہزادہ ہے اگرچہ وہ گٹر کے

گند میں لتھڑا ہوا تھا لیکن بادشاہ نہیں برداشت کرتا کہ کوئی میرے بیٹے کے منہ پر مارے اس کی وجہ کہ شہزادہ غسل کرے گا باپ کے پاس آکر پھر تخت کے اوپر بیٹھا ہو گا ۔ مومن جتنا بھی گندہ ہو گا یہ مومن ایمان والا ہے ایک بار دل سے کہہ دے اللہ میں نے توبہ کی آئندہ نہیں کروں گا جس طرح بادشاہ بیٹے کو تخت پر جگہ دیتا ہے اللہ اس ایمان والے کو اپنے عرش کے نیچے جگہ دیتا ہے بتاؤ اتنا قیمتی ایمان والا؛ کوئی بندہ سوچ سکتا ہے کتنی قیمت ہے ایمان کی؟

میں اس لیے گزارش کرتا ہوں ہمیں اہل ایمان کو چاہیے دنیا بھر کے کفر کے سامنے یہ بات پھیلائیں بھئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی قبول کر لو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھ لو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ میں کبھی تمہیں نہیں کہتا میں کبھی گناہ پر جری نہیں کرتا کہ گناہ کرو، گناہ سے بچنا چاہیے کبھی بندہ اتنے گناہ کرتا ہے اُن گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بندہ کا ایمان ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر بندہ کا ایمان موجود ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی مل جائے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ ملے۔

حدیث مبارک میں آتا ہے قرآن کی آیت کی تفسیر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں اہل کفر ہوں گے اور جہنم میں گناہوں کی وجہ سے بعض اہل ایمان بھی جائیں گے اہل کفر طعنہ دیں گے تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے تھے تم "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتے تھے، میں آخری دور میں کہتا ہوں کافر کہے گا تم عید کے دن مسجدوں میں جا کر نمازیں پڑھتے تھے کتنے وہ لوگ مسلمان موجود ہیں جو فرض نماز بھی نہیں پڑھتے، جمعہ بھی نہیں پڑھتے عید کے دن آتے ہیں۔ میں کہتا ہوں

عید کے دن بھی آیا تو ہے ناں۔ اُس آنے والے کو تم کیوں ڈانٹتے ہو؟ تمہیں شرم نہیں آتی۔ ارے بھئی صبح کا بھولا شام کو آ جائے چلو آ تو گیا ہے نا؟۔ دس سال بعد باپ کا بیٹا آئے تو باپ خوش ہوتا ہے۔ کہتا میرا بیٹا تھا مجرم تھا، نافرمانیاں کرتا رہا چلو بڑھاپے میں آ گیا ہے میرے پاس آیا تو ہے ناں! تو نے میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے جب بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتے اللہ کو کہتے ہیں اللہ ہم نہیں کہتے تھے اس بندے کو پیدا نہ کرنا یہ تیری نافرمانی کرے گا۔ لیکن حدیث میں آتا ہے کہ جب وہی بندہ توبہ کرتا ہے اللہ فرماتے ہیں میں نہیں کہتا تھا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب یہ اہل کفر کے ساتھ بعض مومنین بد اعمال جہنم میں ہوں گے تو کافر طعنہ دیں گے تم کلمہ پڑھتے تھے تم مسلمان تھے آج تم بھی جہنم میں پڑے ہو۔ اللہ کی غیرت کو جوش آئے گا اللہ فرمائیں گے ہر وہ بندہ جس کے قلب میں رتی برابر ایمان موجود ہے اُس کو جہنم سے نکال کر جنت میں لے جاؤ قرآن کہتا ہے "رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ"

سورة الحجر، 2

اُس وقت پھر کافر تمنا کرے گا اے کاش میں نام کا مسلمان ہوتا، اے کاش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہوتا اے کاش میں نے نام کا کلمہ پڑھا ہوتا۔

توبہ میں کبھی دیر نہیں ہوتی

میرے دوستو بزرگو اللہ ہمیں بات سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے میں نے مختصر وقت میں گزارش کی ہے "يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ" اللہ ہمارے کریم، کریم کے در پر آتے ہوئے بندے کو کبھی بھی حجاب سے کام نہیں لینا چاہیے، کبھی بھی

شرم سے کام نہیں لینا چاہیے۔ رمضان مبارک کا مہینہ ہے جمعہ کا دن ہے خدا کے در پہ آپ آئیں اور گڑ گڑا، گڑ گڑا کر مانگیں، رو رو کر خدا سے مانگیں۔

ایک کریم حضرت یوسف علیہ السلام تھے، ایک کریم ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تھے ایک کریم خود اللہ کی ذات ہے۔ اور اللہ سے کہوا ے اللہ تیرے یوسف علیہ السلام کتنے کریم تھے اُن کے بھائیوں نے اُن کو کنویں میں ڈالا، اُن کو فروخت کر دیا کتنا ظلم کیا ہے لیکن جب بھائی اُس بادشاہ کریم کے سامنے گئے ہیں تو کہا:

لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

سورة يوسف، 92

جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کتنے کریم تھے خاندان نے مکہ سے نکالا، گھر سے نکالا، بدر میں خاندان کے لوگ پہنچے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جان لینے کے لیے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا قافلہ لے کر فاتح بن کر مکہ میں داخل ہوئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے آج انتقام لے سکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے خاندان سے بدلے لے سکتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے آج ان کی گردنوں کو اُڑایا جا سکتا تھا۔

لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا او مکہ والو! جس طرح میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے کہا تھا "لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" آج میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتا ہوں "لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ" یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا میں تمہیں معاف کرتا ہوں ہم بھی اللہ سے کہیں اللہ تو بڑا کریم ہے، اللہ تو تو بڑا کریم ہے یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو معاف کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

خاندان کو معاف کر دیا یا اللہ تو ہم نالائقوں کو معاف کر دے آج تو بھی اعلان کر دے " لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ "او تم مسجد میں آئے ہو جمعہ کے دن آئے ہو رمضان مبارک میں آئے ہو، یوں کہو کہ اے اللہ تو اعلان کر دے کون ہے تجھے پوچھنے والا۔ اللہ کے دربار میں آئیں خدا سے مانگنے میں دیر ہوتی ہے اللہ کی قسم خدا کے عطا کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں ہوتی۔

لسانی جھگڑوں کا زہر

ابھی ہمارے سامنے جو کراچی کے حالات بلکہ ساری دنیا کے حالات ہیں اللہ کفر کی سازشوں سے مجھے اور آپ کو محفوظ رکھے۔ آپ یقین فرمائیں یہ پاکستان اور یہ کراچی آپ اندازہ نہیں فرما سکتے پوری دنیا کے کافر کی کس قدر نگاہیں مسلمانوں کے ملک پر ہیں۔ کافر نہیں چاہتا اس ملک میں امن ہو، کفار نہیں چاہتے مسلمان آپس میں مل کر بیٹھیں۔

کبھی قومیت کے نام پر لڑائی ہے، کبھی زبان کے نام پر لڑائی ہے، کبھی کسی کے نام پر لڑائی ہے اللہ مجھے اور آپ کو قومیت کی لڑائیوں سے محفوظ رکھے، اللہ ہمیں زبان کی لڑائیوں سے محفوظ رکھے بابا یہ کیا لڑائی ہے؟ یہ پٹھان ہے، یہ مہاجر ہے، یہ پنجابی ہے، یہ کون سی لعنت والی لڑائیاں ہیں؟ ہم سب مسلمان ہیں نبی کریم کے کلمہ گو بھائی ہیں۔ ہم سب کے ذمہ ہے ایک بھائی دوسرے بھائی سے پیار کرے اور دوسرے کے خون کی قیمت کا احساس کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم میں کھڑے ہو کر فرمایا اے لوگو! حجۃ الوداع کے موقع پر لوگ کھڑے ہیں فرمایا:

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا

صحیح البخاری، رقم الحدیث 67

لوگو تم خیال کر لو مسلمان پر مسلمان کا خون اتنا قیمتی ہے جس طرح آج کا دن اس مہینے میں یہ شہر کتنا قیمت والا ہے۔ کعبہ سے بھی زیادہ مسلمان کا خون قیمتی ہے۔ اللہ مجھے اور آپ کو مسلمان کے خون کی قیمت کا احساس دلائے۔ اللہ مجھے اور آپ کو عبادات کر کے اور گناہوں سے بچ کے اپنے اللہ کو راضی کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

آمین یارب العلمین

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

شیطان بصورت انسان

خانقاہ اشرفیہ اختریہ، سرگودھا

تمہید

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (1) مَلِكِ النَّاسِ (2) إِلٰهِ النَّاسِ (3) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ (4) الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ (5) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (6)﴾

ہمارے تخصص فی التحقیق والدعوۃ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہم متخصصین کو قرآن کریم کا ترجمہ، تفسیر اور بعض چیزوں کا خلاصہ پیش کرتے ہیں۔ تفسیر میں ہم ترجیح اس بات کو دیتے ہیں کہ اپنے عقائد اور مسائل پر دلائل پیش کریں اور جن آیات سے اہلِ باطل نے استدلال کیا ہے، ان کے استدلالات کے جوابات دیں۔

تفسیر پڑھانے کا مقصد

ایک صاحب مجھے فرمانے لگے کہ جو علماء آپ کے پاس تخصص کے لیے آتے ہیں وہ تو تفسیر پڑھ کر آتے ہیں۔ پھر تفسیر پڑھانے کا مقصد؟ میں نے کہا کہ یہ پہلے ایک پارہ پڑھتے ہیں (درجہ ثانیہ میں) پھر دس پارے مکمل کرتے ہیں (درجہ ثالثہ میں) پھر دس پارے (رابعہ میں) پھر دس پارے (خامسہ میں) جب قرآن مکمل ہوتا ہے تو پھر مدارس میں جلالین پڑھاتے ہیں (سادسہ میں) اس کے بعد تفسیر کا باب بند ہو جاتا ہے اور جب فراغت کے بعد میدان میں آتے ہیں تو ان کے پاس یہ تمام علوم تو محفوظ ہوتے ہیں پڑھانے کا سلیقہ نہیں ہوتا۔

تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ ایسے انداز میں تفسیر پڑھائیں کہ جب یہ فارغ ہو

نے کے بعد اپنے علاقہ کی مسجد میں جائیں تو ان کو قرآن کریم کا درس دینے کا طریقہ اچھی طرح آجائے۔ اس لئے ہم کوشش کرتے ہیں کہ الحمد سے والناس تک ان کو تفسیر پڑھائیں تاکہ ان کو درس قرآن دینے کا طریقہ آجائے۔

عوام میں درس قرآن دینے کا طریقہ

عوام میں درس قرآن دینے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس بات کا اہتمام کریں کہ جس مسجد میں درسِ قرآن دیں، قرآن کریم کا جو مطبع اور چھاپہ آپ کے پاس ہو اسی چھاپہ کا قرآن کریم آپ کے سامعین کے پاس ہو۔ سولہ لائن کا، سترہ لائن کا، اٹھارہ کا، جس کمپنی کا بھی ہو۔ اور جب آپ قرآن کریم کھول کر بیٹھیں تو ان کو یہ نہ بتائیں پارہ نمبر فلاں آیت نمبر فلاں، انہیں کہیں: جی! آپ صفحہ نمبر فلاں نکالیں فلاں صفحہ کی تیسری سطر نکالیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ درسِ قرآن میں بعض سامعین معمول کے ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ اچانک کوئی مہمان آتے ہیں اور درس قرآن میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اگر آپ بتائیں گے نہیں اور قرآن کریم کھول کر درس شروع کر دیں گے تو نیا آنے والا بندہ الجھن کا شکار ہو جائے گا کہ پتا نہیں کہاں سے کھولا ہے؟ اور یہ طرز میں نے کہاں سے لیا ہے؟ امام اہل السنت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر نور اللہ مرقدہ سے اور یہ میں نے اس وقت سیکھا ہے جب میں درجہ حفظ میں گکھڑ میں زیر تعلیم تھا۔ حالانکہ اس عمر میں بندے کو سمجھ بوجھ بھی نہیں ہوتی کہ درس قرآن کیسے ہوتا ہے۔

ذلك فضل الله یو تیه من یشاء

بچوں کو بھی درس قرآن میں بٹھائیں

ابھی ہمارا سندھ کا دورہ تھا۔ ایک مدرسے میں گئے تو مہتمم صاحب فرمانے لگے: حفظ کے بچوں کو آپ کے درس میں بٹھا دیں؟ میں نے کہا: ضرور بٹھائیں۔ مجھے فرمانے لگے: ان کو بیان سمجھ نہیں آئے گا۔ میں نے کہا: نہ آئے۔ فرمانے لگے: پھر بٹھانے کا فائدہ؟ میں نے کہا: ان کا ذوق بنے گا غیر مقلدین کے خلاف خصوصاً اور عام اہل باطل کے خلاف عموماً، جب باتیں سنیں گے تو ان کا ذہن بنے گا کہ فلاں ٹھیک ہے اور فلاں غلط۔

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں زمانہ طالب علمی میں دیکھا ہے، جب یہ بڑے اور بوڑھے بھی ہو جائیں گے تو ان کے ذہن میں ہمارا نام ہو گا کہ فلاں مولانا صاحب ہمارے مدرسے میں آئے تھے اور ہم نے سبق سنا تھا اور جب کوئی بندہ ہمارے نظریے کی تردید کرے گا تو یہ طلبہ اس کی تردید دلائل سے نہ بھی کر سکے تو عقیدت میں تردید ضرور کریں گے کہ نہیں یہ بات غلط ہے، ہم نے فلاں حضرت صاحب سے سنا تھا، وہ غلط بات تو نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے فائدہ بہت ہوتا ہے۔

امام اہل السنۃ رحمہ اللہ کے درسِ قرآن کا طرز

تو حفظ میں جب میں گکھڑ منڈی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ کی خدمت میں گیا، وہاں روزانہ صبح درس ہوتا تھا؛ چار دن درس قرآن اور دو دن درس حدیث اور شیخ رحمہ اللہ فرماتے: صفحہ نمبر فلاں، سطر نمبر فلاں، کھولیں اس کے بعد شیخ کا طرز کیا تھا؟

1: پہلے قرآن کریم کے جتنے حصہ کا درس دینا ہے اس کی تلاوت فرماتے۔

2: اس کے بعد اس کا مکمل ترجمہ فرماتے۔

3: پھر تیسرے نمبر پر اس کی تشریح شروع کرتے۔

آپ بھی اس طرز پر درس قرآن دیں گے تو بہت مقبول ہو گا۔ ان شاء اللہ العزیز

سورت الناس

سورت الناس کی چھ آیات ہیں۔ میں اس بارے میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ سمجھیں کہ قرآن پاک کا آغاز اللہ رب العزت نے جس صفت سے فرمایا ہے وہ صفت ''رب'' ہے۔ ﴿اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ﴾

فاتحہ:1

''اللہ'' ذات ہے اور ''رب'' اللہ کی صفت ہے۔ قرآن پاک کے درمیان میں جس صفت کا ذکر کیا گیا ہے ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا﴾

حم السجدہ:30

میں وہ بھی صفت ''رب'' ہے اور قرآن پاک کا جس پر اختتام ہوا وہ بھی صفت ''رب'' ہے یعنی ﴿ قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ﴾

الناس:1

تو آغاز بھی ''رب''، درمیان بھی ''رب'' اور اختتام بھی ''رب''۔

دوسری بات یہ سمجھیں کہ انسان جب عالم ارواح میں تھا اللہ رب العزت نے کیا یہ سوال کیا کہ: ''الست بالھکم''؟

(سامعین: نہیں)

بلکہ فرمایا ﴿اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ﴾

الاعراف:172

جب دنیا میں آئے تو: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾
حم السجدة

اور جب قبر میں جائیں گے تو فرشتہ یوں پوچھے گا: من ربك؟ عالم ارواح میں ”رب“، عالم دنیا میں ”رب“ اور عالم برزخ میں ”رب“۔ قرآن کے آغاز میں ”رب“، درمیان میں ”رب“، اختتام میں ”رب“۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ ”رب“ اللہ کی ایسی اہم صفت ہے جس میں ساری صفات آجاتی ہیں۔

لفظ ”رب“ تمام صفات باری تعالیٰ کو جامع ہے

”رب“ کا معنی ہے وہ ذات جو تدریجاً تربیت کرے اور کمال تک پہنچائے۔ کسی کو ابتداء سے لیکر انتہاء تک لیجائے، اس کا نام ”رب“ ہے۔ جب اِس کی تربیت شروع کی تو یہ کچھ بھی نہ تھا اور جب کمال تک پہنچایا تو یہ بہت کچھ بنا۔ ایسی تربیت کون کر سکتا ہے؟

1: وہ ذات جس کو اپنے مربّٰی (جس کی تربیت کرتا ہے) سے محبت بھی ہو۔ اگر محبت نہ ہو تو صحیح تربیت نہیں کر سکتا۔ اسی وجہ سے تربیت اولاد کی ماں کے ذمہ بھی ہے اور باپ کے ذمہ بھی، لیکن بچے کی ابتدائی تربیت جس میں بچہ نے دودھ پینا ہے، دانت نکلتے ہیں، اس نے پیشاب کرنا ہے، پاخانہ کرنا ہے اس وقت کی تربیت ماں کے ذمہ ہے۔ اس لئے کہ جو محبت ماں کو ہے باپ کو نہیں۔ اس سے اللہ کی صفت ”ودود“ نکلتی ہے اور یہ ذہن میں رکھنا کہ ”ودود“ مؤدت سے ہے۔ مؤدت میں وہ محبت ہے جس میں شفقت ہو اور مفادات نہ ہوں۔ آپ کہیں گے کہ میں نے یہ کہاں سے لیا؟ یہ قرآن کریم میں لکھا ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً

روم :21

اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم دونوں کے درمیان محبت رکھی ہے اور اس کے لیے لفظ ”مَوَدَّةً“ فرمایا۔

2: جس کی تربیت کر رہا ہے اس کے سارے حالات جانتا ہو۔ اس سے اس (مربّٰی) کا کوئی حال پوشیدہ نہ ہو۔ اس سے اللہ کی صفت ”علم“ آئی۔ اللہ عالم الغیب ہے۔

3: صحیح تربیت وہ کر سکتا ہے کہ اگر جس کی تربیت کر رہا ہے اس کی تربیت کے مطابق نہ چلے تو اس کو سزا بھی دے سکتا ہو، جس کی تربیت کی جارہی ہے وہ یہ سمجھے کہ اگر میں نے اپنے مربی کی بات نہ مانی تو مجھے کچھ نہیں کہہ سکتا تو تربیت اور ہوتی ہے اور یہ پتا ہو کہ میں نے نہ مانا تو مجھے بہت کچھ کہہ سکتا ہے تو تربیت اور ہوتی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی صفت ”ذو انتقام“ (بدلہ لینے والا) اور ”قہار“ وغیرہ آئی۔

4: اس کے تمام افعال واعمال پر قادر بھی ہو تو صفت ”قدیر“ اور ”قادر“ آئی۔

غرض لفظ ”رب“ میں اللہ تعالیٰ کی ساری صفات آجاتی ہیں۔

اللہ کی تین صفات اور بندے کے تین حالات

اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنی تین صفتیں بیان فرمائی ہیں:

1: رب الناس 2: ملک الناس 3: الٰہ الناس

تین صفتیں اس لئے بیان فرمائی ہیں کہ بندے کے حالات تین ہوتے ہیں۔

1: بچپن 2: جوانی 3: بڑھاپا

بچپن میں بندہ تربیت کا محتاج ہوتا ہے اور جوانی میں مزاج ہوتا ہے حکومت کا اور بڑھاپے میں مزاج ہوتا ہے معذوری کا۔

”رب الناس“ کہا کہ اے اللہ! آپ نے بچپن میں ہماری تربیت فرمائی ہے، والدین کے دل میں محبت آپ نے ڈالی ہے۔ وجہ کہ آپ رب ہیں۔

”ملك الناس“ کہا کہ جوانی میں لوگوں کو اقتدار کا شوق ہوتا ہے! تو کہا کہ اللہ اصل مالک اور بادشاہ تو تو ہے۔

”الٰہ الناس“ فرمایا۔ آدمی جب بڑھاپے میں آتا ہے تو جتنا بھی گیا گزرا ہو اس کا رخ عبادت کی طرف ہوتا ہے، تو کہا کہ آپ نے بچپن میں تربیت کی، جوانی میں طاقت دی، اب ہم بوڑھے ہو گئے تو آپ کی عبادت کی طرف آ گئے اور آپ کو معبود مان لیا۔

خناس اور اس سے بچاؤ کا طریقہ

الَّذِی یُوَسْوِسُ فِی صُدُورِ النَّاسِ

اللہ کی پناہ میں آ گئے، کس کے شر سے؟ فرمایا مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ اے اللہ! ہمیں ”خناس“ کے وسوسوں کے شر سے بچا۔ ”خناس“ کون ہے؟ اس کی فطرت یہ ہے کہ بندے کے دل میں شبہات پیدا کرتا ہے۔ ان شبہات سے بندہ چند چیزوں کی وجہ سے بچتا ہے۔

1: اپنے علم اور مطالعہ کی وجہ سے لیکن چھوٹے درجہ میں۔

2: لیکن اصل میں بچتا ہے کسی شیخ کی صحبت کی وجہ سے۔ بعض دفعہ بڑے بڑے

شبہات علم و مطالعہ کی وجہ سے صاف نہیں ہوتے بلکہ صحبتِ شیخ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ صرف دلائل کافی نہیں ہوتے بلکہ صحبت بھی ضروری ہوتی ہے۔ میری ایک نصیحت یاد رکھیں کہ بہت بڑی کم عقلی ہے کہ انسان اپنے علم اور دلائل کی بنیاد پر اپنے شیخ کو چھوڑ دے۔

آج کے دور کا خناس

آج کے دور میں خناس کی سب سے بڑی قسم دنیا بھر کے ”غیر مقلد“ ہیں۔ میری یہ بات غور سے خود بھی سمجھیں اور دوسروں کو بھی سمجھائیں:

گمراہی کے لیے ایک شیطان ہے اور دوسرا خناس۔

شیطان اور خناس کے کام اور دائرہ کار کیا ہے؟ ذرا دھیان سے سمجھیں۔ ابلیس کا تخت سمندر پر لگتا ہے، چھوٹے شیاطین گمراہ کرتے ہیں اور رپورٹ آ کر اس ابلیس کو دیتے ہیں۔ لیکن ایک مقام ایسا ہے جہاں شیاطین نہیں جا سکتے وہ ہے ”مسجد“۔ جب اذان ہوتی ہے، حدیث مبارک میں موجود ہے کہ شیطان دوڑتا ہے اور کس طرح دوڑتا ہے؟ حدیث پاک کے الفاظ ہیں: ولہ ضراط

صحیح البخاری:608

ہوا خارج کرتے ہوئے دوڑتا ہے۔ اب شیطان نے مسجد سے باہر کام کیا، تو اب مسجد کے اندر بھی تو کوئی بندہ گمراہ کرنے کے لیے چاہیے۔ جہاں مسجد اور ہیڈ کوارٹر کی نشریات ختم ہو جائیں تو ان نشریات کو مزید آگے پہنچانے کے لیے ایک اور چیز ہے جسے ”بوسٹر“ کہتے ہیں۔ تو ابلیس کی نشریات سمندر کے تخت سے شروع ہوتی ہیں اور مسجد سے باہر رک جاتی ہیں۔ اسے اپنی نشریات مسجد تک پہنچانے کے لیے بوسٹر کی

ضرورت تھی جو غیر مقلد کی صورت میں اسے مل گیا۔ تو غیر مقلد شیطان کا بوسٹر ہے، جہاں ابلیس کی نشریات نہیں پہنچتیں وہاں یہ پہنچاتا ہے۔

دونوں خناسوں کے کام میں فرق

ان دونوں کے کام میں کیا فرق ہے ؟ میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ دو کام ضروری ہیں:

1: نیک عمل کرنا 2: نیک عمل کو آگے لے کر جانا۔

شیطان محنت کرتا ہے کہ بندہ نیک عمل نہ کرے اور غیر مقلد محنت کرتا ہے کہ نیک عمل کرے لیکن اللہ کے ہاں قبول نہ ہو۔ تو خطرناک محنت شیطان کی ہے یا خناس کی؟ (خناس کی۔ سامعین) کیوں؟ (اس لئے کہ) شیطان کی مانیں گے تو آپ دنیا کے مزیں کریں گے، آخرت برباد ہو گی۔ خناس کی مانیں گے تو دنیا بھی برباد ہو گئی اور آخرت بھی برباد ہو گی۔

شیطان محنت کرے گا کہ آپ روزہ نہ رکھیں۔ ”کیوں گرمی میں اپنے آپ کو مارتے ہو!“ خناس محنت کرتا ہے: ”روزہ تو رکھ لو لیکن سورج غروب ہونے سے دو منٹ پہلے توڑ دینا“۔ شیطان کی مانتے تو چلو شربت پیتے، کھانا کھاتے، آخرت ہی برباد ہوتی، لیکن خناس کی مانی تو بھوک بھی برداشت کی، پیاس بھی برداشت کی اور گئے بھی جہنم میں۔

شیطان اور خناس سے بچاؤ کی محنت

شیطان کے خلاف محنت کی جائے فضائل والی اور خناس کے خلاف محنت کی جائے دلائل والی۔ تبلیغی جماعت کی محنت فضائل والی ہے اور ہماری محنت دلائل والی

ہے۔ تبلیغی نصاب کا نام ہے ''فضائلِ اعمال ''اور ہماری محنت کا نام ہے '' دلائلِ اعمال'' فضائل سے امت اعمال پر آجائے گی اور دلائل سے اعمال بچائے گی۔ یہ محنت بھی ضروری وہ بھی ضروری۔

فضائل والی محنت ہے:

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

النحل:125

اور دلائل والی محنت ہے:

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

اللہ ہمیں دونوں محنتیں کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔(آمین)

آخری بات، لفظ ''قل'' کا معنی

آخری بات سمجھیں کہ جب اللہ لفظ ''قل'' کہے تو معنی اور ہے اور جب بندہ ''قل'' کہے تو معنی اور ہے۔ اللہ کے قل کا مطلب ''حکم دینا'' ہے اور بندے کے '' قل'' کا مطلب اللہ کے حکم کو نقل کرنا ہے۔ اس سے بہت بڑی مباحث سمٹ جاتی ہیں۔ میں اس پر ایک مثال دیتا ہوں۔

اہلِ بدعت اذان سے پہلے ''الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله ''پڑھتے ہیں اور اہل السنت والجماعت نہیں پڑھتے۔ اہل السنت سے پوچھیں کہ آپ کیوں نہیں پڑھتے ؟ تو ہمارا جواب ہوتا ہے کہ ہم اس لئے نہیں پڑھتے کہ ہم یہاں زندہ ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ دور سے زندہ کو ''یا'' سے پکارنا ادب کے خلاف ہے، اس لئے ہم نہیں پڑھتے۔

اہل بدعت فوراً آپ سے کہیں گے: جب آپ ''التحیات'' پڑھتے ہو تو ''السلام علیك ایھا النبی''تو کہتے ہو، تو یہاں تو آپ نے بھی نے دور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکار لیا۔ اب اس کا جواب لفظ ''قل'' سے دیا جاتا ہے کہ ہم ''السلام علیك ایھا النبی'' کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پکارتے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عرش پہ گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا لائے ہو؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ فرمایا تھا ''التحیات للہ والصلوات والطیبات''۔ اللہ نے فرمایا: ''السلام علیك ایھا النبی''۔ تو یہ خطاب اللہ نے فرمایا۔

لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو فرمایا: ''السلام علیك ایھا النبی''۔ حالانکہ حضور خود نبی ہیں، تو یہ خطاب نہیں تھا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے کہا: ''السلام علیك ایھا النبی''۔ تو یہ خطاب نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کو نقل کیا تھا۔ تو اہل بدعت کو ہم کہتے ہیں کہ ''السلام علیك ایھا النبی'' سے ہم حضور کو خطاب نہیں کرتے بلکہ اللہ کے خطاب کو نقل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

شجرہ خلافت وطریقت

- **سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**
- سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
- خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ حذیفہ رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ ابوہبیرہ البصری رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ ممشادر رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ ابواسحاق رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ ابو محمد رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ ابو محمد یوسف چشتی رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ مودود چشتی رحمہ اللہ تعالی

- سیدنا خواجہ شریف الزندانی رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ عثمان ہارونی رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا شاہ فرید الدین رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا شاہ مخدوم علاؤالدین رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا شمس الدین رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا شاہ جلال الدین رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا شاہ احمد عبد الحق رحمہ اللہ تعالی
- سیدنا شاہ عارف بن احمد رحمہ اللہ تعالی
- شاہ محمد عارف رحمہ اللہ تعالی
- شاہ عبد القدوس رحمہ اللہ تعالی
- شاہ جلال الدین رحمہ اللہ تعالی
- شاہ نظام الدین رحمہ اللہ تعالی
- شاہ شیخ ابو سعید رحمہ اللہ تعالی
- شاہ محب اللہ بہاری رحمہ اللہ تعالی
- شاہ محمد فیاض رحمہ اللہ تعالی
- شاہ محمد المکی رحمہ اللہ تعالی
- سید شاہ عضد الدین رحمہ اللہ تعالی

- شاہ عبدالہادی رحمہ اللہ تعالی
- شاہ عبدالباری رحمہ اللہ تعالی
- شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالی
- شاہ نور محمد جھنجھانوی رحمہ اللہ تعالی
- حضرت امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالی
- حکیم الامت مولانااشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی
- محی السنۃ مولاناشاہ ابرارالحق رحمہ اللہ تعالی
- عارف باللہ شاہ حکیم محمد اختر دامت برکاتہم
- متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی

معمولات یومیہ برائے متعلقین